

ہماری زندگی کی روزمرہ واقعات پر مبنی ایک لازوال
اور سبق آموز کہانی جس کے کردار بھی ہم سے ہیں

اس جلتے جہاں میں

kutubistan.blogspot.com

اسلم راہی ایم۔ اے

اس
جگہ
جہاں
میں

اسلم راہتی ایم کے

مصنف کی آواز

ہم اپنے کہنے والے مجاہدوں سے اندھا کرتا ہوں کہ آئیے ہم سب مل کر عہد کریں کہ عریانی نہیں لکھیں گے اور پڑھنے والوں سے بھی التجا کرتا ہوں کہ وہ عریانی کی حوصلہ شکنی کریں تاکہ ہماری آنے والی نسلیں ہمیں اپنی قوم کا معیار کہیں تخریب کار نہ کہیں۔ مجھے سو فیصد یقین ہے کہ اگر کہانی پر محنت کی جائے تو وہ عریانی کے بغیر بھی کامیاب ہو سکتی ہے اب آپ ناول پڑھیے اور اپنی رائے اعلیٰ کیجئے۔

قارئین کرام! میرا نیا رومانی ناول "اس جلتے جہاں میں" آپ کے ہاتھ میں ہے پہلے میرے ناول "لڑکی اس گلی کی" کے متعلق آپ لوگوں نے جس پسندیدگی کا اظہار کیا ہے اس کے لئے میں اور ادارہ دونوں ہی مشکور ہیں۔

رہا سوال: یہ ناول کیسا ہے؟ تو میں کچھ نہ کہوں گا۔ میں یہ بھی نہیں کہوں گا کہ میں نے یہ ناول بڑی محنت اور جالتفانی سے لکھا ہے اور ایک بڑا اچھا ناول اور شامہ کا سہمہ مرکز نہیں میں خاموش رہوں گا اور آپ لوگوں کی تنقید کا انتظار کروں گا۔ کیونکہ کتاب کے اچھے اور برے ہونے کا فیصلہ کرتا قاری کا کام ہے اور قاری کی تنقید ایک لائٹ ہاؤس کی حیثیت رکھتی ہے جس کی تیز روشنی میں ایک ادیب اپنی آنے والی کہانیوں کو بہتر طور پر سنوار سکتا ہے۔

ناول نگاری میں میرا مرکزی نقطہ اصلاح ہوتا ہے اور اسی بنیاد پر میں اپنی کہانیوں کی عمارت کھڑی کرتا ہوں۔ بعض لوگوں نے کئی بار مجھ سے اصرار کیا ہے کہ اپنے ناولوں میں فحش سلی عریانی لاؤں لیکن میں اس کے خلاف ہوں۔ ایک ادیب قوم کی تعمیر مورتی مورتی عمارت میں ایک مزدور کا کام کرتا ہے۔ اگر وہ مصالحہ غلط تیار کرے گا تو بیٹنا عمارت پائیدار نہ ہوگی یا یوں کہئے کہ ادیب ایک جادوگر ہے۔ اسی کام گلی گلی اور کوچے کوچے میں پھیلتی ہوئی گندگی کو صاف کرنا ہے اگر صاف کرنے والا خود ہی گندگی پھیلا نا شروع کر دے تو پھر وہ ادیب نہیں کہلا سکتا۔ "اس جلتے جہاں میں" بھی میرا نقطہ نظر یہی ہے۔ یہ کوئی من گھڑت کہانی نہیں بلکہ میرے ذاتی مشاہدات ہیں جنہیں میں نے یکجا کر کے ایک کہانی کا روپ دیا ہے یہ کہانی ہمارے روزمرہ کے واقعات پر مبنی ہے اور اس کے کردار بھی ہی سے ہیں۔ میں ایسی کہانیوں سے ہمیشہ اجتناب کرتا ہوں جن کا کوئی سرسری ہو یا جو ایسے مشاہدے سے تعلق رکھتی ہوں جن کا اس دنیا میں کوئی رجحان نہیں

انتداب

آخری مئی کی سخت تیز اور جلا دینے والی دھوپ تھی، ہر چیز ابرق کی طرح چمک رہی تھی۔

تھپ تھپ تھپ

وہ بڑی مشکل سے ہسپتال کی سیڑھیاں چڑھا ایک ہاتھ میں اس نے رومال میں بندھی ہوئی برف پکڑ رکھی تھی برآمدے میں آکر وہ بیٹھ گیا اور ہانپنے لگا، تنگ کیا تھا شاید ٹائیفائیڈ کا مریض تھا نا۔

ذرا سے دقت کے لئے وہ وہاں بیٹھا پھراٹھا اور آہستہ آہستہ چلنے لگا رومال میں بندھے ہوئے برف سے پانی ٹپک ٹپک کر سرخ فرش کے چمکتے ہوئے برآمدے پر مکیر بناتا جا رہا تھا۔

سربیکل وارڈ کے صاف گڑھے رکھنے کے لئے جو مقرر بنا ہوا تھا وہ پھر

اس پر بیٹھ گیا ذرا ساستنایا اور تازہ دم ہو کر پھر چل پڑا۔ اب میڈیکل وارڈ میں آگیا تھا اس نے جالی دار دروازہ کھولا اور اندر چلا گیا۔

رات میں نے اڑھائی سیر دودھ منگوایا تھا اور برف ڈال کر
سارا ہی پی گیا تھا مگر پیاس پھر بھی نہ بھیجی تھی رخصت نہیں کیا کہ دیا
ہے اس بیماری نے مجھے میرا دل ہر وقت بیٹھا بیٹھا ہی رہتا ہے۔
گھبرانے کی ضرورت نہیں ٹائیفائیڈ میں ایسے ہی ہوتا ہے تم اپنے پاس
کسی رشتہ دار کو رکھ لو جو دن رات تمہارے پاس رہے اور تمہاری
ضروریات کا خیال رکھے۔
وہ برداشتہ خاطر اور نگین سا بوجھا۔

کس کو رکھوں؟

نرس نے انصراب سے پوچھا۔

کیوں

اس بھرے سنار میں میں تنہا، اکیلا اور یکتا ہوں میرے ماں
باپ کہیں بچپن میں ہی مر گئے تھے۔

میرے دادا نے مجھے بالانتادہ بھی عرصہ ہوا مر چکے ہیں۔

نرس بھڑکی گئی اور ٹرالی پر بوجھ ڈالتے ہوئے سوچوں میں کھو گئی
بڑھے لکھے تھے ہیں؟

ایم ایس ہوں پہلے ایک مقامی کالج میں لیکچرار تھا پر یہاں
مب فرزند چلتا ہے روکنا نہیں کھول رکھی ہیں لوگوں نے نفیم کی جھ سے چھ
سورہ پے ماہوار پر دستخط لئے تھے اور دیتے کل تین۔ سو روپیہ
تخیر تک آکر میں نے نوکری چھوڑ دی اور جتنا سربا رہتا اس سے ٹپکی

سلنے ہی کرنے والے چودہ نمبر بیڈ پر وہ بیٹھ گیا۔ مبین کے نیچے
دالے خانے سے اس نے گلاس اٹھایا وراحی سے پانی نکال کر برف
دھوئی پھر اسے گلاس پر رکھنے کے بعد اوپر پانی اندر لایا اور پانی ٹٹاٹ
پی گیا۔ ایک سرد آہ بھر کر وہ بستر پر لیٹ گیا اور آنکھیں بند کر لیں۔
دارڈ کی نرس دوسرے کمرے میں مرلیضوں کو دوائی دے رہی تھی
وہاں سے فارغ ہو کر وہ ٹرالی کھینچتی ہوئی اس کے پاس آکھڑی
ہوئی چند لمحوں تک وہ اسے غور سے دیکھتی رہی پھر اس نے ندہم
اور لطیف سی آواز میں اسے پکارا۔

ایزا!

اس نے آہستہ آہستہ آنکھیں کھولیں غور سے نرس کی طرف دیکھا
پھر اٹھ کر بیٹھ گیا اور ہتھیلی آگے بڑھا دی نرس نے اس پر دو
کیپسول رکھ دیئے وراحی سے اسے پانی بھر کر دیا اور وہ کیپسول
کھا گیا۔

کہاں چلے گئے تھے نرس نے پوچھا

فرانچے ہوٹل میں گیا تھا برف لینے یہ کیپسول کھا کھا کر میرا اندر
جل گیا ہے بار بار پیاس لگتی ہے یوں محسوس ہوتا ہے جیسے میرے
اندر کسی نے آگ بھردی ہو۔
دودھ میں برف ڈال کر پیا کرو۔

خریدی اب میں ٹیکسی چلاتا ہوں۔
نرس اور زیادہ مرجھا گئی۔

تبھی ہسپتال میں تھیں کوئی ملنے ہی نہیں آتا۔

ایک دوست ہے۔ نجم اس کا نام ہے۔ میرے ساتھ سی رہتا ہے
گو جراثیم کا رہنے والا ہے، وہ آتا ہے ملنے کے لئے اور بس رکشہ چلاتا ہے
وہ ایک بوڑھی ماں اور چار چھوٹے بہن بھائیوں کی کفالت کرتا
ہے۔ اتنے میں دردناک کھلا اور ایک جوان اندر داخل ہوا۔ نرس کی
طرف دیکھتے ہوئے ایاز نے ذرا سا مسکرا کر کہا۔

یہ ہے نجم!

نرس کا سر جھک گیا تھا۔ بوجھل بوجھل اور دذنی وزنی سے قدم
اٹھاتی ہوئی وہ ٹرائی کھینچتی ڈیوٹی روم کی طرف چلی گئی۔ نجم نے ہاتھ میں
پکڑی ہوئی پانی کی بوتلی اور نرس کا لفافہ میز پر رکھ دیا اور
اس کی پیشانی پر ہاتھ رکھتے ہوئے اس نے بڑے ہی درد مندانہ اور
دقت آمیز سے انداز میں پوچھا۔

کیسے ہو؟

ایاز نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔

گرمی اور کمزوری بہت ہے۔

وہ اس کے سامنے سٹولی پر بیٹھ گیا۔

سب ٹھیک ہو جائے گا۔
یہ کیا لائے ہو۔

یہ ماٹھے ہیں اور ایک مٹریاس لایا ہوں۔ تمہیں برف لانے کی تکلیف
ہوتی ہے نا۔ میں اس میں برف بھی بھرا لایا ہوں۔ روزانہ میں تمہیں
یہ برف سے بھر کر دے جایا کروں گا اور تمہارا گزارہ ہوتا رہے گا
کنٹے کی لائے ہو؟

اسی روپے کی ملی ہے۔

ایاز خاموش ہو گیا۔ نجم نے تین ملٹے چھیلے صاف کر کے پلیٹ میں
جمائے اور مٹریاس سے برف نکال کر ان پر رکھ دی۔ جب وہ ٹھنڈے
ہو گئے تو ایک ایک کر کے وہ ماٹھے کی ٹھنڈی پھانکیں اس کے منہ
میں ڈالنے لگا۔

اسی لمحے ایک اور نرس تقریباً بھاگتی ہوئی میڈیکل وارڈ میں داخل
ہوئی وہ گھبراتی ہوئی آواز میں زور زور سے پکار رہی تھی۔

سحر! سحر! کہاں ہو؟

میڈیکل وارڈ کی نرس جو کچھ ہی دیر قبل ایاز سے بانیں کر رہی تھی
اور جس کا نام سحر تھا جلدی جلدی باہر آئی اور بدحواسی سے اس ددڑکا
نرس سے پوچھا۔

کیا بات ہے فرخ۔

ایاز نے حیرت کا اظہار کیا
ٹی بی سینٹوریم کی طرف داخل نہیں ہوئی۔

کرن لے جائے بیجاری کو اس کا باپ ایک انجینئر کمپنی میں سرزدور تھا
یہ اکثر اپنے باپ کو کھانا دینے کمپنی جایا کرتی تھی رکپنی کے مالک کا لڑکا
جس کا نام ٹھیکر ہے اس نے کہیں اسے دیکھ لیا اور دل ہار بیٹھا

اس کا دیاں آنا جانا رنگ لایا اور دونوں ایک دوسرے سے بے پناہ
محبت کرنے لگے ٹھیکر کے آبا کو بھی اس کا علم ہو گیا وہ سخت مزاج کے
انسان ہیں انہوں نے یہ پند نہ کیا کہ ایک کروڑ پتی اور اس قدر ادنیٰ
خاندان کے لڑکے کی شادی ایک غریب مزدور کی لڑکی سے کر دی جائے
انہوں نے شادی کا فرم میں آنا جانا بند کر دیا ٹھیکر کو دھمکی دی کہ اگر وہ
شادی سے ملتا تو اسے عاق کر دیا جائے گا اس ظالم انسان نے اس پر
بھی اکتفا نہ کیا بلکہ شادی کو بڑھاپ کو سر دس سے نکال باہر کیا اور ٹھیکر کی
لنگنی اپنے بڑے بھائی کی لڑکی رضوانہ سے کر دی۔

شادی یہ ٹیوشن پڑھا کر گزرا سر کرتی رہی باپ بہادر ہو گیا تھا اس
کا علاج بھی کرتی رہی مگر شوٹی مقد سے اس کا باپ مر گیا اس کے
موت پر ہی عرصہ بعد اسے ٹی بی ہو گئی اور اسے یہاں داخل کر دیا گیا
یہ ہے اس کی داستان

ایاز نے کانپتی ہوئی آواز میں کہا

جلدی کرور شانہ یہ تمہیں لڑا سی ہے وہ وہی ہے میں نے بہت
سمجھا یا ہے مگر نہیں سمجھتی سحر کام چھوڑ کر اس کے ساتھ چلی گئی۔
ایاز کو ساری چٹائیں کھانے کے بعد نجم اٹھا میز پر پڑا جگ اس
نے لٹایا اور ہسپتال سے باہر ہوئی سے جا کر دردھ کا ممبر لایا گلاس میں
اس نے دردھ ڈالا اور چینی ملا کر ہلایا مچھر برٹ ڈال کر ٹھنڈے دردھ
کا گلاس ایاز کو پلا دیا خالی گلاس واپس لیتے ہوئے اس نے ایاز
سے پوچھا اور دونوں۔

اس نے تویسے سے منہ پوچھ لیا۔
ذرا ٹھہر کر بیٹوں گا۔

اتنے میں سحر پھر وارڈ میں داخل ہوئی۔ ایاز نے اسے آواز دیکر
بلایا۔

نرس! ذرا بات سننا

وہ اس کے سامنے اکھڑی ہوئی کہہ
خیریت ہے نا۔

سحر غمزہ سی ہو گئی۔

زنانہ وارڈ میں ایک لڑکی ہے شانہ یہ وہاں آکر ہی میری دوست
بنی ہے اسے ٹی بی ہے۔ بیجاری کی بڑی حالت ہے جب کبھی زیادہ
گھبرا جاتی ہے تو رو پڑتی ہے اور مجھے بلا بھیجتی ہے۔

ایک کام کر دی نرس !

کیا ؟

تم اسے ٹی بی سینٹیووریم بھجوانے کا انتظام کر۔ اس کے سارے اخراجات میں برداشت کر دوں گا۔
سحر بھول کی طرح کھل گئی۔

سچ

ہاں ہاں یہ کوئی مذاق کی بات تو نہیں

سحر باہر نکل گئی

میں ابھی بات کر کے آتی ہوں۔

اس رات سحر کی ٹائٹ ڈیوٹی بھی تھی وہ جب وارڈ میں آئی تو ایاز کا بیڈ خالی تھا اور اس پر بستر وغیرہ نہیں تھا ساتھ کی بیڈ والا جو دم کارٹیں تھا سحر نے اس سے پوچھا۔

ایاز کہاں چلا گیا

اس نے چھاتی پر ہاتھ رکھ کر اپنا سانس درست کیا۔

وہ رات کو باہر سوتا ہے سسٹر !

کیوں ؟

اندر گرمی جو ہوتی ہے کہتا ہے دوائی کھا کھا کر میرا اندر جل گیا ہے
سحر نے اپنے ہاتھوں میں خاکی رنگ کے تین بڑے بڑے لفافے کسی چیز

سے بھرے ہوئے پکڑ رکھے تھے وہ اس نے ایاز کے میز کے نیچے والے دروں خازن میں جا دیئے پھر وہ وارڈ سے نکلی اور سر جیکل وارڈ کے پاس سے گزرتی ہوئی سیڑھیاں اتر کر ہسپتال سے باہر آئی سڑک پر دس بارہ کے قریب مرینڈر لہنے چار پائیاں لگا رکھی تھیں سڑک کے اس پار ہسپتال کی کنٹینن تھی اور اس کے بائیں جانب ہسپتال کا پارک تھا سڑک چونکہ ہسپتال کی حدود میں تھی لہذا وہاں ٹریفک وغیرہ رات کے وقت نہ ہوتی تھی۔

سحر سارے بستر غور سے دیکھتی ہوئی ایاز کے قریب اکھڑی ہوئی وہ چت لیٹا ہوا تھا اور آنکھیں سوندھ رکھی تھیں سحر نے اسے پکارا

ایاز !

سرگھا کر اس نے سحر کی طرف دیکھا۔

آؤ نرس ابھی تک یوں بیقرارم میں ہو۔

میری ٹائٹ ڈیوٹی ہے تم یہاں باہر آ کر کیوں سو گئے ہو۔

میں تو روز ہی یہاں سوتا ہوں اندر نیکھے کی ہوا گرم ہوتی ہے ریٹھے پہلے ہی گرمی ہے عیند نہیں آتی یہ کنٹینن والا کمرے پر چار پائیاں دیتا ہے روز کے آٹھ آنے لیتا ہے بس اس سے کھاٹے لیتا ہوں اور یہی پڑ جاتا ہوں۔

ابھی لیٹے لیٹے کیا سوچ رہے تھے
نخم کھائی ہوئی آواز میں اس نے جواب دیا

کیا سوچا ہے یہاں تو ہر کوئی مسکھ سیٹ کا ہی ساتھی ہے مشکل میں کون کی کو پوچھا ہے
خوش رہا کر دیو تمہی سوچتے نہیں رہنا چاہیے۔

ہم جیسے لوگ تو رس! جنم کے ہی روگی ہوتے ہیں خذلنے جب ہم جیوں
کے بت بنا کر ان میں روح ڈالی ہوگی تو وہ بھی ہمارے بت دیکھ کر اداس
ہو گئی ہوگی۔
چوٹ کھائے ہوئے پیچے میں سحر بول

دنیا تو دھوپ چھاؤں کا کھیل ہے۔ انسان پر سدا ایک جیسے حالات
نہیں رہتے ہو سکتا ہے آپ پر ایسا وقت آ جائے کہ آپ کی تنہائی ختم ہو
جلے اور آپ ایک کامیاب ترین انسان بن جائیں۔
ایاز اٹھنے لگا۔

ٹھہرو میں سٹول لانا ہوں تم کھڑی ہوئی ہو
نہیں میں جاتی ہوں سحر دایس مڑی اور سیدھی وارڈ میں شانہ
کے پاس چلی گئی۔

دوسرے روز صبح سویرے ہی جب وہ اندر آیا تو میز کے نیچے دانے
خانوں میں تین بڑے بڑے لفافے بھرے تھے اس نے کھول کر دیکھا۔ دو
لفافے کینڑوں سے بھرے ہوئے تھے اور ایک میں ٹماٹر تھے وہ کھڑا ہو
کر سوچنے لگ گیا پھر اپنا ہتھوڑا درست کیا اور لیٹ گیا۔

سحر اس روز دیر سے آئی تھی کیونکہ اس کی ٹاسٹ ڈیوٹی تھی وارڈ میں

داخل ہوتے ہی وہ ایاز کے پاس آئی اور شبنم میں دھلے ہوئے پھول کی
طرح مسکراتے ہوئے پوچھا۔
کیا حال ہے۔

ایاز بھی مسکرا دیا
ٹھیک ہوں رات کو یہ لفافے تم رکھ گئیں تھیں؟
اس کے سرخ ہونٹوں پر پھر وہی پھولوں جیسی مصوم مسکراہٹ بک گئی۔
ہاں میں نے ہی رکھے تھے۔

کیوں؟
بس میری خوشی ہے ایک دوسرے کے کام آنا کیا انسانی فرض نہیں؟
وہ جب جانے لگی تو ایاز نے پہلی بار اسے اس کے نام سے پکارا
سحر!

جی وہ پھر اس کے سامنے کھڑی ہوئی
وہ شانہ پر کایا ہوا

دو ایک روز تک اس کے سینٹوڈیم جانے کے اشتیقات مکمل ہو جائیں
گئے یکن اسچی آتی ہوں ذرا دوائیاں اور انجکشن ٹھیک کر لوں وہ اپنے ڈیوٹی
روم پہ چلی گئی۔

ہسپتال سے نکل کر اس نے پورا ایک ماہ آرام کیا اس کی صحت اب
بھیر سے کی طرح قابل رشک ہو گئی تھی پہلے دن اس نے اپنی ٹیکسی نکالی
اسے سٹارٹ کر کے دیکھا بھیر صفائی کرنے لگا اس کے قریب ہی خیم بھی
اپنا رکشہ صاف کر رہا تھا ایاز نے زور سے آواز دی۔

چلیں !

خیم نے رکشے سے باہر نکالی ہوئی سیٹ اندر رکھ دی
چلو چلیں۔

لگاؤ تالہ پھر مکان کو

خیم نے تالا لگا کر ایک چابی ایاز کو دی اور ایک خود رکھ لی۔ رکشے
میں بیٹھنے سے پہلے وہ ایاز کے پاس آیا وہ میڈیکل کالج والی لڑکیوں کو رے
جاؤ گے آج یا میں ہی جاؤں
وہ بردار درخشاں کو؟

ہاں

میں بے جاؤں گا انہیں۔

شکر ہے میں تو تنگ پڑ گیا تھا ان سے

کیوں

ناک میں دم کر رکھا ہے انہوں نے۔ سالی ایسی فری ہو جاتی ہیں مردوں
سے کہ کیا پوچھتے ہو مجھے تو وہ ایک قدم بھی نہیں چلنے دیتیں رجب رکشہ آہستہ

ہسپتال سے فارغ ہو کر ایاز جاچکا تھا شاذ بہ اس کے اخراجات
پر سینی ٹوریم چلی گئی ہوئی تھی اسے یہ بھی نہ بتایا گیا تھا کہ اس کا علاج ایاز
نے کرانے کا بندوبست کیا ہے۔ سحر نے ایاز کی ہدایت پر اسے یہی کہا تھا کہ اس
کے سارے اخراجات ظہیر برداشت کر رہا ہے۔ ایاز نے شاذ بہ کو ظہیر کی
طرف سے محبت بھرے خطوط بھی لکھنا شروع کر دیئے تھے وہ اسے ہر خط
میں یہی یاد دہانے کی کوشش کر رہا تھا کہ ظہیر پہلے کی طرح ہی اس سے محبت
کر رہا ہے اور اسے فردر اپنا کر رہے گا جواب میں شاذ بہ کے خطوط بھی اس
کی طرف آ رہے تھے ان میں بھی محبت کا بے پناہ جذبہ تھا اس نے ظہیر کے بچے
پاس آنے پر اسرار بھی کیا تھا مگر ایاز نے جواب لکھ کر ٹال دیا تھا کہ اب وہ
اسے اس روز ہی ملیگا جب وہ بالکل تندرست ہو کر سینی ٹوریم سے باہر جا بیگی

چلاتا ہوں تو کہتی ہیں کیا چکڑا رکھ چھوڑا ہے تیز چلاؤ اور درجہ تیز چلاتا ہوں
تو کہتی ہیں نشہ میں ہو گیا آہستہ چلاؤ کہیں ایک سیڈنٹ کرتے ہو کوئی جائے تو
کہاں جائے رہیں تو پھنسنے کے سارے گم آتے ہیں تمہارے ساتھ ٹھیک
چلتی ہیں وہ چھوٹی ہے ناہر پٹاخ سے بولتی ہے کیا نام ہے اس کا ہاں بدر
ایک تو سالی حد سے زیادہ ہی حسین ہے اور بچی لمبی ہے اس پر اس کی ادائیں ہر
کوئی خواہ مخواہ میں اس کے متعلق مشکوک ہو جاتا ہے میرے خیال میں وہ
لڑکی عنقریب خراب ہو جائیگی۔

وہ کیسے

اس کے کالج کا ہی ایک لڑکا ہے رکھو مجھے نام نہیں یاد آ رہا اس کا۔

رضوان؟

ہاں ہاں بالکل وہی تم جانتے ہو اسے؟

اچھی طرح جانتا ہوں۔ بدر اس کے ساتھ مسجد فری ہے۔ اور اکثر اس کے ساتھ گھومنے
جاتی ہے۔ میں نے سینا جاتے ہوئے کافی دفعہ دیکھے ہیں۔

بس میں بھی یہی کہنا چاہتا ہوں۔ میں جب کانڈ سے اسے لینے جاتا تھا۔ تو وہ
اکثر کہہ دیا کرتی تھی۔ تم رخصان کو نہ جاؤ۔ مجھے رضوان کے ساتھ جانا ہے۔ اور میرے
سامنے اس کی کار میں بیٹھ کر چلی جایا کرتی تھی۔ کبھی کہتی تھی کہ ہم نے کسی ڈرامے میں حصہ
لینے جانا ہے۔ کبھی کہتی تھی ہم نے فلاں فلم ڈارکٹر سے ملاقات کو جانا ہے۔ میں نے
رخصان سے پوچھا تھا کہ وہ رضوان کے ساتھ کیوں اس طرح زیادہ گھومتی ہے۔ وہ

کہتی تھی کہ اس پر فلموں میں کام کرنے کا بھوت سوار ہے۔ وہ رضوان سے
کوئی محبت وغیرہ نہیں کرتی۔ اور جو لوگ محبت کرتے ہیں۔ انہیں بھوت
کہتی ہے۔ رضوان نے اسے یہ چکر دے رکھا ہے کہ اس کے کئی ڈائریکٹر
اور پروڈیوسر جاننے والے ہیں لہذا وہ اسے فلموں میں کام لے دے گا
رخصان کہتی تھی کہ وہ لائل پور کے ایک لاکھ پتی کی لڑکی ہے۔ بس اس کا
مقصود یہی ہے کہ اسے کسی نہ کسی طرح فلموں میں کام مل جائے۔ پڑھائی
کی طرف اس کا کوئی دھیان نہیں۔ میں تو کہتا ہوں کہ وہ ماں باپ ہی
بے غیرت ہیں جنہوں نے لڑکی کو اس طرح چھوڑ رکھا ہے کہ اس کے
کوئی خبر نہیں لیتے کہ وہ کس راہ پر چل رہی ہے۔
ایاز نے ٹیکسی سٹارٹ کر دی۔

تم تو میگزین ہی جھاڑنے لگ گئے ہو۔ میں چلا۔

دعوت کالونی سے نکل کر وہ لڑکیوں کے ایک ہوسٹل کے سامنے
آؤ گا اور دو تین بار مارن دے کہ اس نے جب سے دلہن کا ہیکٹ
نکالا اور سگرٹ سلگا کر بیسے لمبے کش لیتے ہوئے اس نے سر سیٹ کی پشت
پر جہاد کیا۔

اسے زیادہ دیر انتظار نہ کرنا پڑتا تھا کہ دو لڑکیاں ہنستی ہوئی
ہوسٹل کی سیڑھیاں اتریں اور اس کی ٹیکسی کے پاس آکھڑی ہوئیں ان
میں سے ایک جو زیادہ خوبصورت اور لمبے قد کی تھی اور جس کا نام بدر تھا

ایاز کو دیکھتے ہی چل پڑی۔
ادایاز! تم آگئے تمہارے اس رشتہ والے دوست نے تو میرا نکاح
میں دم کر دیا تھا کب نکلے ہو ہسپتال سے۔

ایاز نے سگریٹ بجھا دیا
ایک مہینہ ہو گیا ہے۔
پھر کہاں رہے۔

ذرا کمزور تھا اس لئے آرام کرتا رہا۔

اب کیسے ہو۔
خوب ہٹا کٹا ہوں

بدر رشتاں کے ساتھ دروازہ کھول کر اندر بیٹھ گئی
چلو پھر

ایاز نے دونوں کو میڈیکل کالج کے گیٹ کے پاس اتار دیا۔ کالج
کے قریب ہی جو دو کابین ہیں ان کے پاس سے گزرتے ہوئے اسے
سوار می مل گئی جسے اس نے چمبر ہاؤس میں اتارا لارنس روڈ سے اسے
ایک اور سوار می مل گئی اسے اس نے ریلوے اسٹیشن اتارا اور پھر ٹیکسی
وہاں سے اس نے دبائی اور ڈار انجیرنگ کمپنی کے سامنے جا کھڑا ہوا
ٹیکسی کا دروازہ اس نے لاک کیا اور چابیاں گھماتا ہوا وہ اندر داخل ہوا
دائیں طرف مینجنگ ڈائریکٹر کا آفس تھا اور اس کے باہر مکڑی کے سٹری

پر چڑھا اسی بیٹھا ہوا منتظر ایاز نے اس سے پوچھا
مجھے فلیئر صاحب سے ملنے ہے کہاں ملیں گے۔
چپڑا اسی کھڑا ہو گیا۔

کمپنی کے مینجنگ ڈائریکٹر وہی ہیں آپ اپنا نام اس چٹ پر لکھ
دیں میں انہیں خبر کرتا ہوں۔ چپڑا اسی نے اسے کاغذ تمنا دیا۔ ایاز نے
اس پر اپنا نام لکھا اور چپڑا اسی اندر لے گیا۔ پیرہہ اٹھا کر چپڑا اسی
پھر باہر آیا۔

صاحب آپ کو بلاتے ہیں جانیئے اندر
ایاز اندر چلا گیا سانس منے۔ جیسے ستائیس برس کا ایک جوان بیٹھا
تھا اس نے بڑی سرعت اور ملساری سے کہا
بیٹھے۔

آپ کا نام فلیئر ہے۔ ایاز کو کرسی پر بیٹھ گیا
فرمائیے

آپ شانزیر کو جانتے ہیں
فلیئر بیک سا گیا
خیریت ہے نا

خیریت ہی ہے کیا آپ اس سے محبت کرتے ہیں
ہاں مجھے اس سے محبت ہے۔

شادی کریں گے ریڈر لیس پر آپ ہی کا نام ہوتا ہے صرف میری معرفت ہوتا ہے۔

ظہیر نے اٹھ کر اسے گلے لگایا۔
تم صحیح معنوں میں انسان ہو مجھ جیسا بھی کوئی گنہگار انسان ہوگا
جو اس سے محبت بھی کرتا ہے اور گھر والوں کے خوف سے اسے
دل بھی نہ سکا تھا راہ احسان کبھی نہ بولوں گا اب وہ کیسی ہے
اسکے خطن سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ بڑی تیزی سے صحنیاب ہو رہی
ہے، ظہیر نے چپڑا سی کو آواز دے کہ ٹھنڈا لائے کو کہا، چپڑا سی فوراً
ہی دو کوک لے آیا اور دونوں کے سامنے رکھ دیں۔

ظہیر نے پھر پوچھا

آپ کا نام کیا ہے

میرا نام ایانہ ہے

رہتے کہاں ہیں

وحدت کالونی

کیا کام کرتے ہو

کبھی کالج میں لیکچرار تھا اب تو اپنی ٹیکسی چلاتا ہوں

اب بناؤ مجھے کیا کرنا چاہیئے

میرا تو خیال ہے وہ صحت مند ہوتی ہے تو اس سے شادی کریں۔

اب بھی
بالکل

کیا آپ جانتے ہیں ان دنوں وہ کہاں ہے۔

دراصل میرے گھر والوں نے مجھ پر بڑی سخت پابندی عائد کر
رکھی ہے پہلے میں چوری چوری اس سے جا کر مل آتا تھا اب دو ماہ ہوئے
میں اس سے ملاقات ہی نہیں ہوئی دیکھ اس دوران میں دوبارہ اس
کے ہاں گیا تھا مگر کوئی ایسا چانس نہ ہوتا رہا کہ وہ گھر پر ہی نہ ملتی رہی
اگر میں یہ کہوں کہ اسے ٹی بی ہو گئی ہے اور وہ سینی ٹوریم میں ہے
ظہیر پتھر مردہ سا ہو گیا۔

یہ کیسے ہو سکتا ہے

لیس ہو چکا ہے، پہلے وہ یہاں مقامی ہسپتال میں تھی ران دنوں میں
بھی وہاں ہسپتال میں زیر علاج تھا ایک نرس کی زبانی مجھے معلوم ہوا کہ
وہ ٹی بی کی سرلیفٹ ہے اور کوئی اس کے اخراجات برداشت کرنے والا
نہیں کہ اسے سینی ٹوریم میں علاج کے لئے بھیج دیا جائے۔

میں نے اسے اپنے خراج پر سینی ٹوریم میں داخل کرا دیا ہے میں نے
اسے آپ کی طرف سے محبت سمجھنے کے خط بھی لکھنا شروع کر رکھے ہیں
تاکہ وہ جلدی صحت یاب ہو جائے اور اسے یہ یقین دلانے کی کوشش
کی ہے کہ آپ اب بھی اس سے محبت کرتے ہیں اور اس سے غمخیز

فی الحال تو مشکل ہے میرے آبا اور اقی دونوں ہی سخت مزاج کے ہیں اور خاندانی رکھ کھاؤ کے سر بیضی ہیں وہ چاہتے ہیں کہ میری شادی کسی بہت ہی ادب خاندان میں ہو جو کم از کم کر دہ بیتی ہو کیونکہ میں ان کا اکلوتا لڑکا ہوں مگر کب اس کے خلاف ہوں میرا خیال ہے کہ سب سے پہلے تو میں کوشش کرتا ہوں کہ اپنے گھر والوں کے ذہن تبدیل کرنے کی ہم شروع کی جائے اگر میں اس میں کامیاب ہو گیا تو بہتر ورنہ پھر تمہارے صلاح مشورے سے کوئی دوسرا قدم اٹھا لیا جائے گا بہر حال تم مجھ پر اعتماد رکھو میں کبھی بھی تمہیں مایوس نہ ہونے دوں گا تم جیسے ہمدرد انسان میں نے بہت کم دیکھے ہیں تمہارا فیصلہ میرا ہی فیصلہ ہوا کریگا اور ہاں ہاتھ ملاؤ آج سے تم میرے بھائی ہو ایا ز نے اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ میں دے دیا۔

اب پھر کیا ارادہ ہے میں کچھ دنوں تک اسے دیکھنے سینی ٹوریم جاؤں گا چلو گے تم بھی۔

ظہیر پھر ادا اس ہو گیا۔

گھر والے کچا جانی گئے میرے باہر گھر مٹے پر دیے ہی پابندی ہے اور اگر جانا بھی ہوں تو خاندان کے دو چار آدمی ساتھ ہوتے ہیں جو جاسوسی کا کام بھی کرتے ہیں۔

میرا مطلب تھا کہ تم صرف ایک بار مل لینے اس کے سارے رہے ہے

شکوک بھی مٹ جاتے تو وہ فوراً ردِ بصحت ہو جاتی
تم جب سینی ٹوریم جاؤ گے تم مجھے ملتے جانا میں اس کے لئے کچھ چیزیں بھجواں گا اور ہاں وہاں سے مجھے تم کا لب کر دینا اور بری اس سے بات کر دینا اس طرح بھی میں اس کے سارے شبہات رفع کر دوں گا۔

ایاز مطمئن ہو گیا

چلو یہ بھی ٹھیک ہے اس کے ساتھ ہی وہ کھڑا ہو گیا۔

میں اب چلتا ہوں۔

بیٹھ کر دیکھو گے جا کر؟

ٹیکسی باہر کھڑی ہے روزی کا معاملہ ہے نا

مچھرنے آتے رہا کر دے نا مجھے تو یہی سمجھ کر جلی میں ہوں

ایاز ہاتھ ملا کر باہر نکل گیا۔

مزدور آیا کروں گا۔

کالج کی چھٹی کا وقت ہو گیا تھا اس نے ٹیکسی میڈیکل کالج کے

سامنے لا کر کھڑی کر دی تھی وہی دیر بعد لڑکیاں لڑکے گرد ہوں کی

شکل میں باہر نکلنا شروع ہو گئے بدر اور رخصتا بھی باہر آگئیں ایاز

کی ٹیکسی کے قریب ہی آکر بدر نے رخصتا سے کہا۔

تم پھر جاؤ میں رخصتا کے ساتھ جا رہی ہوں۔

جب پانی سر سے گزر جائے گا تم فلموں میں کام کرنے کی دھن میں اندھی
 ہو گئی ہو ابھی وقت ہے واپس لوٹ آؤ اور پڑھائی کی طرف دھیان دو
 اور ایک کامیاب ڈاکٹر بن کر قدم کی خدمت کرو عورت کی عزت ایک بیشہ
 ہے جب وہ اپنی عصمت لٹا سکتی ہے تو بالکل ایسے ہو جاتی ہے جس طرح
 لڑکا ہوا شیشہ بھٹکا جو دوبارہ جڑ کر اس حالت میں نہیں آسکتا اور نہ ہی
 اس کی وہ پہلے جیسی قدر قیمت رہتی ہے۔

بدرنے ایاز کو کھا جانے والی لگا ہوں سے دیکھتے ہو کیا
 شٹ اپ اور وہ پاؤں پٹختی ہوئی رمنوان کی کار میں اس کے پہلو
 میں جا کر بیٹھ گئی ایاز کچھ اس ساہوگیا اور ٹیکسی سٹارٹ کر دی۔

ایاز نے دیکھا رمنوان بھی کالج سے نکلا اور اپنی کار میں جا کر
 بیٹھ گیا رخنشاں ٹیکسی میں بیٹھ گئی اور مردہ دلی سے کہا
 جاؤ

بدردو قدم ہی آگے بڑھی کہ ایاز نے اسے پکارا
 بدرد!

وہ اس کے پاس آ کر کی۔

کیا بات ہے

بیٹھو اور چلو اپنے ہسٹل میں رمنوان کو ذاتی طور پر جانتا ہوں
 وہ کوئی اچھے تماش کا انسان نہیں ہے۔
 بدرد چڑ گئی

یہ میرا ذاتی معاملہ ہے وہ اچھا یا بُرا انسان ہے اس کا فیصلہ کرتا میرا

کام ہے۔

میرا کام تو تھا سمجھنا سو میں نے سمجھا دیا۔

بدرنے پہلے سے زیادہ غصے میں کہا۔

تم ایک معمولی ٹیکسی ڈرائیور ہو آئندہ اس بارہ میں میرے ساتھ

کبھی بات کرنے کی جرأت نہ کرنا۔

ٹیکسی ڈرائیور کیا انسان نہیں ہوتا تم نے اس راہ میں زندگی کی سب

سے بڑی ٹھوکر نہ کھائی تو میرا نام ایاز نہیں اس وقت تمہیں ہوش آئے گا

آنسو

ایاز نے آگے بڑھ کر گاڑی کا پچھلا دروازہ کھول دیا
چلو بیٹھو پھر۔

سحر اور فرخ دونوں بیٹھ گئیں، ایاز نے گاڑی اسٹارٹ کی اور
اسے بڑے اعتدال کے ساتھ چلاتا ہوا وہ ایک مینا کے سامنے رک گیا
سحر دروازہ کھول کر باہر آئی اور پرس کھولتے ہوئے ایاز سے پوچھ کتنے پیسے؟
ایاز نے بڑی تانت سے کہا۔

بڑے افسوس کی بات ہے، تم مجھے کرائے کی پیشکش کر رہی ہو، کیا میں
تم سے کرایہ لیتا اچھا لگتا ہوں اگر اتنے ہی پیسے تمہارے پاس فالٹو ہر گئے
ہیں تو کسی غریب کو دے دینا۔
سحر جھل سی ہو گئی۔

اچھا بابا میں دیتی تم تو جگت استاد ہر انسان کو فوراً شرمندہ کر دیتے
ہو۔ فلم دیکھنی ہے تو ٹیکسی پارک کرادو اور آجاؤ سارے ساتھ
ایاز آگے بڑھ گیا۔

مہربانی پھر کبھی ہسی

سحر اور فرخ دو چار قدم ہی آگے بڑھی تھیں کہ سبنا میں بیک کرنے والا
ایک غنڈہ اور بگلا بھگت قسم کا جوان ان کے پاس سے گزرا اور سحر کے
کندھے سے اپنا کندھا مار تے ہوئے پوچھا۔

تین بج رہے تھے ایاز ہسپتال والی سڑک پر ٹیکسی بڑی تیزی سے
چلاتا جا رہا تھا کہ بیک ایک اس تے بریکیں لگا دیں، فٹ پاتھ پر سحر
اور اس کی ساتھی نرس فرخ کھڑی تھیں، ایاز نے ٹیکسی ان کے قریب
لاکھڑی کی اور نیچے اتر کر اس نے مسکراتے ہوئے سحر سے کہا۔

السلام علیکم

سحر بھی مسکرا دی

کیسے ہوا یاز

بس ٹھیک ہوں، کہاں جا رہی ہو
سبنا جانے کا پروگرام بنایا ہے۔
کون سی فلم دیکھنی تھی؟

میں لے دوں ٹکیٹیں؟

ایاز نے بھی دیکھ لیا تھا اس نے وہیں سے ٹکیٹیں کو ریلوے لگایا
اور پھر اسی جگہ پر اکھڑا ہوا۔

سحر اس بد معاش پر برس پڑھی تھی۔

شرم نہیں آتی عورتوں کو چھپرتے ہوئے

اس نے بڑی ہی دھڑائی سے جواب دیا۔

تم جیسی لڑکیاں یہاں آتی ہی اس مقصد کے لئے ہیں

اتنے میں ایاز بھی اس کے سامنے اکھڑا ہوا اور اپنا ہاتھ آگے

بڑھاتے ہوئے کہا پیسے دو

اس نے بڑے تعجب سے پوچھا۔

کیسے پیسے؟

جن سے تم ان لڑکیوں کو ٹکٹ خرید کر دینا چاہتے ہو۔

اس نے کندھے اچکا کر جواب دیا

پاگل تو نہیں ہو؟

ایاز نے ایک سٹوپس اور پابندار قسم کا گھونسا جڑ دیا۔ وہ خم کھاتا

اور بڑھا ہوتا ہوا مدر جاگرا جو نہی وہ اٹھنے لگا ایاز نے اسے پاؤں کی

ایک ٹوک لگا دی وہ پھر چکر لگ کر گیا۔ تیسری بار جب ایاز آگے بڑھا

تو اسے فوراً جست ماری اور کھڑا برتے ہوئے اس نے جاقو نکال لیا اور

اور اسے ہلاتا ہوا ایاز کے قریب آیا

سحر اور فرخ ہراساں ہو کر ایک طرف جا کھڑی ہوئی تھیں پلک چپکنے

میں ایاز اپنی ٹکیٹ کی طرف بڑھا اور اگلا دروازہ کھول کر اس نے جبک

کا آہنی ہینڈل نکال لیا اور زخم کھائے ہوئے چیتے کی مانند اس پر ٹوٹ

پڑا اس نے لوہے کا ہینڈل اس کے چاقو پر مارا اور وہ دور جا گیا

ایک بار اس نے پھر ہینڈل گھمایا اور اسکی کھن پر دسے مارا سینما کے

سامنے کافی ٹیلیاں رک گئیں تھیں اپنے ساتھ کسی کو پلٹتے دیکھ کر دوسرے

بلیکے بھی باہر نکلی آئے وہ ایاز کے گرد جمع ہو کر کتے تان کھڑے ہوئے

ایاز نے ہینڈل چاروں طرف گھمانا شروع کر دیا تھا اتنے میں سڑک کی

جانب سے ٹیکسی ڈرائیوروں کا ایک ریلہ آئندہ رہا وہ طرح طرح کے ہتھیار

سے لیس تھے کسی کے پاس ہینڈل تھا کسی کے پاس بڑا سا سکرپو ڈرائیور۔

اور کئی ایک کے پاس پلاس بھی تھے بعض نے ہوا بھرنے والے پمپ کی

رہ کی ٹکیاں بھی اٹھا رکھی تھیں۔

انہوں نے آتے ہی بلیکوں کی پٹائی کرنا شروع کر دی ٹکٹ کے

انتظار میں کھڑے کافی جوان بھی ان کے ساتھ ہوئے اور انہوں نے

اپنے ہاتھ بلیکوں پر گرم کرنا شروع کر دیئے بلیکے ایسے بدحواس ہوئے

کہ وہ اپنے کئی کپڑے وہیں چھوڑ کر بھاگتے ہوئے سینما کی ادپری منزل

پر تھڑھکے گئے تھے۔

عملہ بھی تھا ایک ٹیکسی ڈرائیور نے تاک کر اس کے ہاتھ پر سپانا مارا
اور ریلوڈر اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر ادھر جاگرا ایک نموشانی
نے ریلوڈر اٹھا کر اپنے پاس رکھ لیا اور دوسرے چلایا لگا دو آگ
آن کی آڑ میں سینما کو آگ لگ گئی کچھ لوگ مالک اور مینجر کو پکڑ کر
خرب زد کر بک کر رہے تھے سحر اور فرخ بھاگ کر ایاز کی ٹیکسی
میں بیٹھ گئی تھیں وہ ایاز کو دیکھ رہی تھیں مگر وہ کہیں دکھائی نہ دے
رہا تھا۔

سینا اب پوری طرح آگ کی لپیٹ میں آچکا تھا شعلے بلند سے بلند
تر ہو کر آسمان سے باتیں کرنے لگے تھے سب لوگ وہاں سے اب
کھسکنے لگے تھے ٹیکسی ڈرائیور بھی اپنی اپنی ٹیکسیوں کی طرف چلے گئے تھے
ایاز بھی اپنی ٹیکسی میں آیا اور اسے سٹارٹ کر کے وہ بازو آیا
اور ایک کھلی جگہ اس نے ٹیکسی کھڑی کر دی سحر نے فوراً اعتراض کیا۔
اب یہاں کیوں کھڑے ہو گئے ہو؟
ایاز نے مسکرا کر پوچھا
اب بتاؤ کس سینما چلوں
سحر نے کانوں کو ہاتھ لگائے
نہ بابا ہم فلم نہیں دیکھتے تم ہمیں گھر پہنچاؤ۔
ایاز نے بیسٹ کی پشت پر سر رکھ دیا۔

کچھ مچلے سے جوان شہر کرنے لگے تھے آگ لگا دو اس سینما کو۔
فریخیر باہر نکال کر جلا دو۔

مالک کو پکڑو کہہ رہے وہ اس کی پٹائی کریں وہ بے غیرت ہے غدار
ہے وطن دشمن اور بے ایمان ہے کیوں ان غمخواروں کے ہاتھوں ٹیکس
بلیک کرتا ہے۔

کچھ ٹیکسی ڈرائیور بھی چلائے۔

جلا دو۔ جلا دو ایسے غداروں کا یہی علاج ہے ان کا رویہ کسی کے
ساتھ ٹھیک نہیں رہو رہیں سب کی بائیں مہنیں ہیں جو کسی کی ماں بہن کو
چھوڑتا ہے وہ اصل میں اپنی ہی ماں بہن سے ایسا سلوک کرتا ہے۔
باہر ایک عجیب سی کھلبلی اور بچل بچل گئی تھی۔

ایک جوان نے ماچس نکالی

لگا دو آگ یہ سارے انتظامیہ کو بھی دھوکہ دیتے ہیں انتظامیہ
کوئی جن تو نہیں کہ ہر ذلت ان پر نگاہ رکھ سکے ان کو بھی تو کچھ حسیت
سے کام لینا چاہیئے لوگوں سے سینما پر دھاوا بول دیا۔
فریخیر کی توڑ پھوڑ شروع ہو گئی بہر دے جلنے لگے بلنگ کار کوں
کو عوام نے باہر نکال کر سارے ٹکٹ پر مزدوں کے پروں کی طرح ہوا میں
اڑا دیئے اتنے میں سینما کا مالک باہر آگیا اور پسٹول تان کر چلا آیا
سب لوگ باہر نکل جاؤ ورنہ گولی مار دوں گا سینما کا مینجر اور دیگر

دائیں طرف گھومو۔

وہ دائیں جانب مڑا ذرا آگے چل کر ہسپتال کے کوارٹر والے کمرے کا دروازہ کھولا
شرع ہو گیا تھا۔ ایک کوارٹر کے سامنے سحر نے گاڑی رکوا دی اور نیچے اتر
گئی۔ فرخ بھی نیچے اتر گئی۔ ایاز نے پچھلی سیٹ پر دیکھتے ہوئے کہا
یہ تو کرسی بھی تو اتارو نا۔

سحر نے ٹوکر کی اتاری۔

ایاز نے ٹیکسی سٹارٹ کر دی۔ سحر جھاگ کر آگے آئی اور اس کا بازو

تھام لیا۔

یہ کیا؟

میں اب چلتا ہوں

سحر نے سوچ آف کر دیا اور چابی نکالتے ہوئے اس نے دروازہ کھولا
اتر دینے

ایاز پھر بھی وہیں بیٹھا رہا

پھر کبھی آؤں گا

میں کبھی ہوں نیچے اتر و صند نہ کرو

ایاز نیچے اتر گیا اور ان کے سامنے کوارٹر میں چلا گیا۔ دو کمروں کا

کوارٹر تھا۔ بائیں جانب کھانا پکانے کا کمرہ اور غسل خانہ تھا۔ سحر ایاز

کو بائیں طرف والے کمرے میں لے گئی۔ فرخ دائیں سمت والے کمرے

بس تو پھر میں بھی یہی کھڑا ہوں

سحر نے اپنے ہاتھ سے اس کا سر دبا کر آگے کیا

چلو ایاز، میں گھر پہنچاؤں، ہم نلم نہیں دیکھتے

تم کانپ کیوں رہی ہو؟

چلو نا۔

ایاز نے ٹیکسی سٹارٹ کر دی اور دوبارہ لکڑی کے ایک سٹال

کے پاس کھڑی کر دی۔ دروازہ کھول کر وہ باہر آیا اور سٹال سے اس

نے تین ٹھنڈی بوتلیں لیں۔ ایک بوتل اس نے خود کو لی اور دوسری کو تنہا دی

وہ دونوں بوتلیں پینے لگیں۔ ایاز اپنی بوتل جلدی جلدی

ختم کر کے اندر فروٹ مارکیٹ میں چلا گیا اور آموں کی ایک ٹوکری بھرا لیا

پچھلے والا دروازہ اس نے کھولا اور ٹوکری سحر کے پاؤں کے پاس رکھ دی

سحر نے تعجب سے پوچھا۔

یہ کیا ہے آئے ہو؟

آم ہیں

اتنے کیا کرو گے

تم نے نلم نہیں دیکھی گھر جا کر یہ آم تو کھاؤ گی تاہم ٹیکسی اس نے پھر چلا دی

اور اسے ہسپتال والے چوک کے پاس رکھتے ہوئے اس نے سحر سے پوچھا۔

کہھر کو چلوں اب

کی طرف چلی گئی کرسی پر بیٹھتے ہوئے ایاز نے پوچھا

ہسپتال کا کوآرڈر ہے یہ؟

سحر اس کے سامنے بیٹھ گئی۔

ہاں۔ دودو نرسوں کو ایک کوآرڈر ملا ہے۔ یہ کمرہ میرا ہے اور دوسرا فرخ کا ہے

ایاز نے شرارت سے پوچھا۔

اور بد قسمتی سے جو نرس شادی شدہ ہو۔

اسے پورا کوآرڈر ملتا ہے سحر کھڑی ہو گئی۔ چائے پیو گے، ٹھنڈا یا کھانا

تیار کروں۔

ایاز مسکرائے جا رہا تھا

تم کچھ مدت کو رہ بیٹھی رہو چپ کر کے۔

کچھ نہ کچھ تو ضرور ہوگا۔

تو بھر میں جو کہوں گا وہی ہوگا۔

وہی ہوگا یا جو تم کہو گے تم جیسے ہفتہ چیٹ کے سامنے کوئی بول سکتا ہے

ادھر اس غنڈے نے ایک ہی ٹیڑھی بات کی اور ادھر جناب نے ڈنڈ ڈنڈ

کئے شروع کر دیئے ہم تو سینا دیکھنے گئے تھے مگر سینا کو آگ لگا کر چلے آئے

سحر ہنس رہی تھی۔

اچھا باتیں نہ بناؤ۔ چائے کا ایک کپ پلا دو۔ صبح کی چائے نہیں پی۔

سحر باہر چلی گئی تھوڑی ہی دیر بعد وہ چائے بنا لائی۔ ایاز نے جلدی ہو

ایاز پیاں ختم کی اور کھڑا ہو گیا۔

میں اب چلتا ہوں

سحر نے اعتراض کیا

بیٹھو نا اتنی جلدی کیا ہے۔

مزدور آدمی ہوں گاڑی باہر کھڑی ہوئی ہے کہیں مزدوری کروں جا کر

سحر بھی کھڑی ہو گئی۔

کب آؤ گے پھر؟

میں تو یہی چلا ہوں اب تمہارا امیر ہے میرے ہاں آنے کا

میں نے تو تمہارا گھر ہی نہیں دیکھا ہوا

میں خود سے جاؤں گا آکر

ٹھیک ہے

چلو گی؟

کیوں نہیں

کب؟

جب بھی تمہارا جی چاہے۔

کل آؤں گا پھر۔ شام سے پہلے رکنا تمہیں دہاں میرے پاس ہی کھانا ہوگا

اور جا کر پکانا بھی خود ہی ہوگا۔

ہم تو ہوٹل سے کھاتے ہیں

ٹھیک ہے۔
ایاز باہر نکل گیا۔ مگر جلدی ہی واپس آگیا اور سحر کے سامنے آکھڑا ہوا
میں ایک چیز تو بھول ہی گیا۔
سحر ادھر ادھر دیکھنے لگی۔
کیا بھول گئے ہو
ایک کاغذ اور قلم لاؤ
کیوں

تم لاؤ تو یہی ہر بات میں عند نہیں کرتے
سحر پین اور کاغذ لے آئی

کل کے کھانے کے لئے جو چیزیں چاہئیں اس پر کھ دو
یہ کیا تک ہوئی

تک دیکھنا دیکھنا میرا وقت ضائع ہو رہا ہے میں نے جانا بھی
ہے ایاز نے اس کا ہاتھ پکڑ کر کاغذ کی طرف بڑھایا سحر نے ایک بار اسے
گہری نگاہوں سے دیکھا پھر چپ چاپ ساری چیزیں لکھ کر کاغذ اسے
مقتدا دیا۔ ایاز تقریباً بھانپا ہوا باہر نکل گیا سحر دروازے پر کھڑی ہلکی سی
مسکراہٹ لئے اسے دیکھے جا رہی تھی۔

سحر نے ہسپتال سے آکر ابھی کپڑے بدلے ہی تھے کہ ایاز آگیا

چلو مجھے تیار ہو جاؤ وہ فرخ کو بھی ساتھ لے لو

سحر نے ہاتھ میں پکڑا ہوا کنکا سنگار میز پر رکھ دیا

اتنی جلدی اور پھر فرخ تو ہے بھی نہیں اس کی آج ٹاٹ ڈیوٹی ہے۔

جلدی کہا ہے مشکل سے شام تک کھانا تیار کر سکو گی ایاز نے اس کا ہاتھ

پکڑ لیا اور باہر کھینچنے لگا سحر عجیب طرح سے بدحواس ہو گئی ممتی، مانجھہ چھڑاتے

ہوئے اس نے کہا۔

مٹھرو مجھے پرس تو لینے دونا

ایاز اسے باہر کھینچ لایا

کوئی ضرورت نہیں پرس کی

اچھا کمرے کو تالہ تو لگانے دونا

ایاز نے اسے چھوڑ دیا۔ چلو گاؤ تالہ پر جلدی کرو۔ سحر نے جلدی
جلدی تالہ لگایا اور اس کے ساتھ ہمدی
تم تو آندھی ہو ایاز! وہ اس کے ساتھ بیٹھ گئی۔
ایاز نے گاڑی سٹارٹ کر دی۔

محترمہ! اس دور میں آندھی اور طوفان بن کر ہی گزارہ ہوتا ہے۔

سحر کے ساتھ وہ اپنے گھر داخل ہوا۔ سحر صحن عبور کرنے کے بعد ایک
کمرے کے سامنے کھڑی ہو کر مکان کا جائزہ لیتے لگی۔ سات کمرے پر مشتمل
وہ ایک خوبصورت مکان تھا۔ صفائی کا بھی خوب خیال رکھا گیا تھا۔ فرنیچر
بھی ماڈرن قسم کا تھا۔ صحن بھی کافی کھلا تھا اور اس کے ایک طرف بھری
کی تین کیریاں بھی تھیں جنہیں گھر کے ملکوں کا پانی لگتا تھا۔ ٹیکسی ایک
طرف کھڑی کر کے ایاز بھی اس کے پاس آکھڑا ہوا۔

کیا دیکھ رہی ہو؟

سحر اس کی طرف منوجہ ہو گئی

مکان دیکھ رہی تھی تمہارا

کیسا ہے؟

بہت اچھا ہے

چلو شکریہ تمہیں پسند تو آیا تاہم اب چلو باورچی خانے میں روہ سامنے

والا کمرہ ہے سحر باورچی خانے میں آئی اس کے پیچھے پیچھے ایاز بھی تھا
جو جو چیزیں سحر نے لکھ کر دی تھیں وہ سب کمرے میں پڑی تھیں اور
ان کے اندر اس کے ہاتھ کا لکھا ہوا کاغذ بھی پڑا تھا۔ ایاز نے کمرے
میں پڑی ہوئی ان سب چیزوں کی طرف اشارہ کیا۔

یہ چیزیں چیک کر لو محترمہ تمہارے ہاتھ کا لکھا ہوا کاغذ بھی وہ پڑا
ہے اب تم جانو اور تمہارا کام

میں تو چلا ہوں

سحر پریشان ہو گئی

کہاں چلے ہو

مزدوری کرتا ہوں۔ گاڑی ایسے ہی کھڑی رہے گی۔ دو چار روپے کمالوں
گاؤ تمہارا کیا جاسے گا۔

سحر منہ بسورنے لگی۔

تو میں کیا یہاں اکیلی رہوں۔

کیا فرق پڑتا ہے اس گھر میں کڑی چوہا اور بلی نہیں جن سے تم خوف
کھاؤ۔ یہ ساتھ والا کمرہ غسل خانہ ہے پانی یہاں سے لے لو یا صحن والے
نل سے۔ تمہارے کاغذ کے مطابق دو چار چیزیں نہیں ہوں گی مثلاً ہری مرچ
ٹماٹر، پیاز، پودینہ وغیرہ یہ سب چیزیں یہیں صحن میں سبزی کی کیریاں
سے مل جائے گی۔

سحر سکرادی

اچھی خاصی سبزیاں اگا رکھی ہیں

دودھ ہی ایسا اگیا ہے آبادی دن بدن بڑھتی جا رہی ہے حکومت پجاری
نرمبادلہ کا توازن درست کرنے کی خاطر سبزیاں بھی باہر بیج رہی ہے
ایسے میں ہیں جیسے کہ اس کا ہاتھ بٹائییں اور جن لوگوں کے پاس جگہ ہے
وہ اپنے طور پر سبزیاں بوکر اپنی مزدوریت کو پورا کر لیں ہم دونوں کو
زیادہ تر سہولتیں کھاتے ہیں مگر کبھی کبھی گھر پر بھی پکا لیتے ہیں اور جب
سبزیاں ہماری ضرورت سے زیادہ ہو جاتی ہیں۔

تو ہسپتال کو دے دیتے ہیں۔

کتنی دیر تک داپس آ جاؤ گے۔

جلدی ہی آ جاؤں گا اب تم البتہ کا نام لے کر شروع ہو جاؤ اور کے بائی
بائی۔ میں چلا رہی تھی سے باہر نکل گیا

سحر صحن میں آئی اور سبزی کی کیاریوں کا جائزہ لینے لگی سرخ ریح

ٹماٹر اور ہری ہری لہریں پودوں کے ساتھ بڑی خوبصورت لگ رہی تھیں

دھنیہ اور پودینہ اور پیاز بھی تھا ایک طرف مولیٰ اور حلوہ کی بلیں

تھیں انہوں نے بھی خوب پھل پکڑ رکھا تھا ایک پوری کیاری بیٹھٹی توڑی

کی تھی اور پودے پھل سے اٹے پڑے تھے۔ تیسری کیاری میں بیکن اور

پالک تھے صحن میں شہرت کے تین درخت تھے ان پر بھی دوسری

توری کی بلیں چڑھی ہوئی تھیں اور ان پر بھی خوب پھل تھا سحر سب
چیزیں دیکھ دیکھ کر خوش ہو رہی تھی

پھر اس نے ٹماٹر، ہری مرچ، پیاز اور دھنیہ لیا اور باورچی خانے

میں اگلی تیل کے دونوں چورسے اس نے گرم کئے اور کھانا پکانے میں لگ

گئی، سورج غروب ہونے تک اس نے سب کچھ تیار کر دیا تھا سحر ڈیویر

بیٹھ کر اس نے ایاز کا انتظار کیا مگر وہ نہ آیا تھا۔

کچھ سوچ کر وہ اٹھی اور غسل خانے میں آئی، اندر صابن تولیہ پڑے

تھے اس نے دروازے کو اندر سے چٹنی لگا دی اور نہانے لگی راتنے میں

ایاز آگیا اور باورچی خانے میں داخل ہوتے ہوئے اس نے پکارا

سحر!

پھر اس نے سارے کمرے دیکھے اور سحر کہیں نہ ملی تو اس نے پھر پکارا

سحر! ادھر کی بھی!

غسل خانے سے سحر کی مسکراتی ہوئی آواز سنائی دی۔

کیا ہے میں نہا رہی ہوں۔

نجم آیا ہے؟

کوئی نہیں آیا۔

اچھا میں ابھی آتا ہوں ذرا اسے اُڑوں وہ پھر باہر نکل گیا

ایاز سیدھا ٹیکسی سٹینڈ آبار دہال کا فی ٹیکسیاں اور رکشہ کھڑے

رکھ لیا اور اپنی گاڑی کی پچھلی سیٹ پر لا کر لٹا دیا اندر بیٹھنے سے قبل اس نے آواز دی۔

ادھر آؤ ناظم۔ چھوڑ دو گاڑی!

دونوں رط کے اس کے سامنے کھڑے ہو گئے، ایاز نے دوسرے رط کے کی طرف دیکھا تم بھی لگے ہوئے ہو مرنو

اس نے ہاتھ میں پکڑا ہوا پکڑا کندھے پر رکھ لیا
ہاں بھیا

تم دونوں بہت مخفی ہو رہے ہیں تم سے بہت خوش ہوں تمہارا ابا کیا کام کرتا ہے ناظم جو بڑا تھا اس نے جواب دیا

ہمارا ابا مرگیا ہوا ہے بھیا! ایک ماں ہے اور تین چھوٹے بہن بھائی ہم دونوں بھائی یہاں سے کچھ کم کر لے جاتے ہیں تو گزارہ ہو جاتا ہے۔ ورنہ بھوکوں مر جائیں، جب کبھی بارش ہو جاتی ہے اور ٹیکسیاں یہاں نہ رہنے کے باعث دھندلاہٹن ہوتا تو ہم روزی کی تلاش میں پیاسے کوڑے کی طرح دونوں بھائی دھکے کھاتے پھرتے ہیں۔

ایاز نے پانچ روپے نکال کر ناظم کو دیئے محنت کرو و خوب محنت کرو اس کا پھل ضرور ملتا ہے۔ وہ اپنی جیب میں لے لگا ڈرا بٹھڑنا ناظم اس نے کچھ زیر کاری نکال کر اسے بخلا دی۔

یہ جانکر دونوں بھائی ہوٹل سے چائے بنی لینا سارا دن بھاگ بھاگ کر تھک

تھے چودہ چودہ پندرہ پندرہ برس کے دو نیچے ٹیکسیاں صاف کر رہے تھے اور ٹیکسی ڈرائیور زیادہ تر ٹینڈر کے سامنے والے ہوٹل سے چائے پی رہے تھے اور ساتھ ساتھ اپنی فراکش کے گانے بھی سن رہے تھے ایاز نے جونہی ٹیکسی کھڑی کی ایک رط کا بھاگتا ہوا آیا
ایاز بھیا! کچھ دیر روک کے تو لگاؤں کپڑا؟

ایاز نیچے اتر کر کشتوں کی طرف چلا گیا لگا دو بہر جلدی جلدی ناظم! میں نے واپس جانا ہے اس رط کے نے جس کا نام ناظم تھا اپنے دوسرے ساتھی کو بھی پکارا ہمتو ڈرا ادھر آ جاؤ اسناد نے جلدی واپس جانا ہے ڈرا اس کی گاڑی صاف کر دیں۔ دوسرا رط کا بھی بھاگتا ہوا وہاں آ گیا اور دونوں بڑی تیزی سے صفائی کرنے لگے۔

ایاز فلف رکتے دیکھتا ہوا ایک رکتے کے پاس آکر رک گیا وہاں ناظم پھرتی لے رط پر اندھے منہ پڑا تھا اس کے پاس کچھ اور رکتے دیوڈ بھی بیٹھے ہوئے تھے، ایاز کو دیکھتے ہی ایک ڈرائیور نے کہا۔

اس کو لے جاؤ استاد! ہم تمہارا ہی انتظار کر رہے تھے رکتے ڈرائیور نے اگر تم نہ آتے تو ہم خود اسے گھر پہنچانے والے تھے آج اس نے پھر پانی بالکل مست ہے شاید زیادہ پی گیا ہے۔ ایاز ناظم کے پاس آیا کچھ دیر تک وہ اداس اور غمگین کھڑا اسے دیکھتا رہا ناظم کو اس حالت میں دیکھ کر اس کی ہلکی سی گئی جینیں پھر رہے تھے جھکا اور ناظم کو الٹا کر اس نے کندھے پر

جاتے ہو اور وہ پانچ روپے گھر لے جانا ناظم نے نوٹس جویم کر جیب میں
ڈال لیا۔

بہری جوانی کی خیر ہوا استاد!
اندر بیٹھتے ہوئے ایاز نے کہا

ایک اور کام کرنا ناظم! دوسری شفٹ میں نجم کا رکشہ ہے
غنی چلاتا ہے۔ ہاں ماجد اور دوسرے ڈرائیو بیٹھے ہوئے ہیں مجھے اب نہیں کہنا
یاد ہی نہیں رہا تم ماجد سے کہنا کہ رکشے کا خود خیال رکھے اور غنی کے حوالے
کر دے ناظم رکشوں کی طرف چلا گیا۔

میں ابھی کہہ دیتا ہوں استاد! کیوں فکر کرتے ہو
نجم کو لے کر ایاز گھر آ گیا۔ سحر بڑی بے تابی سے اس کا انتظار کر
رہی تھی۔ جو نہی اس نے ٹیکسی روکنے کی وہ اس کے قریب آکھڑی ہوئی
کہاں چلے گئے تھے۔ اتنی دیر لگادی
ایاز خاموشی سے نیچے اترا اور نجم کو اندر سے نکال کر بھر اپنے

کندھے پر ڈال لیا۔

سحر گھبرا گئی

کیا ہوا اسے

بتا ہوں ادھر آؤ

ایاز نے اسے ایک کمرے میں صاف ستھرے بستر پر لٹا دیا اور اس

پر پٹکھا آن کر دیا۔ پھر اس نے سحر کا ہاتھ تمام لیا
باہر آ جاؤ

برآمدے میں آکر سحر نے اس کا بازو پکڑ لیا اور نکدہ بند ہے میں پوچھا
کیا ہوا اسے بتاتے کیوں نہیں

ایاز اسے کمرے میں لے گیا

شراب پی رہے اس نے

سحر نے چھاتی پر ہاتھ رکھ لیا

ہائے اللہ یہ شراب بھی پیتا ہے تم تو نہیں پیتے ہو ایاز

ایاز مسکایا پڑا

فی الحال تو نہیں پیتا کل کو عادت پڑ جائے تو خبر نہیں

نہیں نہیں ایاز! یہ اچھی عادت نہیں۔ سحر سخت گھبرائی ہوئی تھی۔ یہ

شکل سے تو بہت شریف اور سلجھا ہوا انسان۔ لڑائی دیتا ہے۔ بات چیت

بھی بہت اچھی ہے اس کی کیوں پیتا ہے یہ شراب

ایاز افسردہ ہو گیا

دکھی جو ہوا۔ بچا رہا!

کیا دکھ ہے اسے؟

یہ ایک لمبی داستان ہے اس کی؟

تم سناؤ تو ہی۔

ایا نہ بیٹھ گیا۔ بیٹھ میں سنا تا ہوں تمہیں سحر اس کے سامنے بیٹھ گئی۔
ایا نے کہنا شروع کیا۔

دیکھو سحر! یہ بڑا اچھا اور پڑھا لکھا لڑکا ہے ایم اسے میں بہ میرا
کلاس فیلو تھا ہماری کلاس میں لڑکیاں تو کافی تھیں مگر ان میں ایک بہت
خوبصورت اور وضع دار تھی اس کا نام نفیسہ تھا۔ یہی کوئل سیڑگی
تھی۔ رحم اس سے محبت کرتا تھا وہ بھی اس سے بے پناہ محبت کرتی تھی
دونوں نے شادی کے عہد و بیمان بھی کئے تھے اور ہمیشہ کے لئے ایک ساتھ
رہنے اور ایک ساتھ مرنے کے وعدے کئے تھے ان دنوں یہ کلاس کا
سب سے خوش قسمت انسان سمجھا جاتا تھا

یونیورسٹی سے فارغ ہونے کے بعد ان دونوں نے شادی کا چکر چلایا
بچہ نے اپنی ماں کو گوجرانوالہ سے یہاں لاہور میں نفیسہ کا رشتہ مانگنے
کے لئے بھیجا مگر نفیسہ کے باپ نے انکار کر دیا اور بچہ کی ماں کی بے عزتی
کر کے گھر سے نکال دیا وجہ وہی امیری غریبی کا ملکہ و تھا نفیسہ کا باپ
ایک بہت بڑا سرمایہ دار ہے جب کہ بچہ کا گھرانہ مزدور گھرانہ اور پھر مزدور
اور سرمایہ دار کی بھی کبھی آپس میں لگی ہے۔

نفیسہ نے بھی اپنے طور پر پوری کوشش کی مگر اس کے ماں باپ نہ
مانے۔ ماننے بھی کیوں ہمارے ملک کے سرمایہ دار تو غریبوں کو گندی نالی کے
کیڑے سمجھتے ہیں۔ بچہ کے ساتھ بھی ایسا ہی ہوا اور نفیسہ کی شادی ایک

ادھیڑ سی عمر کے سرمایہ دار سے کر دی گئی۔ دوسرے لفظوں میں تم یہ کہہ
سکتی ہو کہ نفیسہ کی جوانی اور اس کا حسن بیچ دیا گیا

اس کے شوہر نے جو عمر میں اس سے دو گنا بڑا ہے اسے ایک نئی
کار لے کر دی، ایک کرٹھی سمن آباد میں اس کے نام کرادی اس کے علاوہ
لاکھوں کا بینک بیلنس بھی اپنی جوانی بھری کے نام کرادیا بس ان چیزوں کے
عرض نفیسہ یک گئی۔ کسی ظالم نے اس کے جذبات کو نہ دیکھا کسی نے اس کی
خوشی اور شہنودی کا جہاں نہ رکھا

بس بیچ دی گئی۔ دولت کے عوض

ایک سرمایہ دار نے دوسرے سرمایہ دار کی عزت کا سودا کر لیا
غریب دیکھتا رہ گیا

یہی کچھ بچہ کے ساتھ ہوا جب نفیسہ کی شادی ہو گئی تو اس کا دل
ٹوٹ گیا گھر سے بھاگ کر وہ یہاں میرے پاس چلا آیا ان دنوں یہ بڑا
پریشان رہتا تھا رات رات بھر رونا اور آہیں بھرتا رہتا تھا۔
آخر میں نے اسے بنگالہ اسے رکشہ سکھا کر ڈرائیونگ لائسنس
بھی لے دیا۔ اس روز سے یہ رکشا چلا رہا ہے۔ پیر اب کبھی کبھی اس کے اندر
پتہ نہیں کیا ترنگ اٹھتی ہے کہ بے جان ہو جاتا ہے پورے بدن کو پسینہ آ
جاتا ہے۔ دل ڈوبنے لگتا ہے ایسے میں یہ خوب شراب پی کر سب کچھ بھول
جانے کی کوشش کرتا ہے۔

بعض اوقات ایسا بھی ہوا ہے کہ بازار میں کبھی کبھی نفیہ کو یہ اپنے
شوہر کے ساتھ گھومتے دیکھ لیتا ہے۔ اس روز اس کی حالت عجیب
ہر جاتی ہے یوں لگتا ہے جیسے یہ اس کی زندگی کا آخری دن ہو گا۔ ایسے
دنوں میں یہ غصے میں کبھی کبھی مجھے بھی مار جاتا ہے۔ پر میں نے کبھی محسوس
نہیں کیا میں نے اسے اپنا بھائی بنا رکھا ہے اور بھائی کی طرح ہی اس کی
خدمت کرتا ہوں۔ بچا رہے کی زندگی تباہ کر دیا ہے ان ظالم لوگوں نے۔
ایاز خاموش ہو گیا۔ سحر اپنی آنکھوں سے آنسو پرچھ رہی تھی بہت ظالم
لوگ ہیں یہ۔ بچا رہے کی زندگی تلخ کر کے رکھ دی۔ میں نہ کہتی ہوں ایاز اس
کی کہیں شادی کرادو۔

میں نے بہت کوشش کی تھی مگر اس نے قسم کھا رکھی ہے کہ ساری زندگی شادی
نہ کروں گا۔

سحر اس ہو گئی اور سر جھکا لیا

ایاز نے اسے چومکا دیا۔

کھانا نہیں دو گی۔ مجھے تو بھوک لگی ہے۔

سحر کھڑی ہو گئی۔

یہیں لگا دوں

ہاں ہاں لے آؤ۔ یہیں

نجم کو بھی لے آؤ نا۔

نہیں ابھی نہیں اس کا نشہ ابھی مٹھ کر اترے گا پھر میں خود اسے کھاتا
کھانا لگا۔

سحر نے تین چار چکر لگا کر کمرے میں کھانا لگایا۔ پھر دنوں اسٹھے
بیٹھ کر کھانے لگے۔ کمرے میں بالکل خاموشی اور سکوت تھا کھانے کے بعد
سحر برتن سیٹھنے لگی۔ ایاز باہر ہاتھ دھو کر اندر آیا سگریٹ سگا کر اس
نے ایک لمبا کش لیا اور دھواں منہ میں چھوڑتے ہوئے اس نے سحر کو آواز
دی۔

سحر باہر گیا کہ رہی ہو اندر آ جاؤ نا

سحر نے باورچی خانہ سے آواز دی

ابھی آتی ہوں یہ ذرا برتن تو صاف کر کے رکھ دوں

اسے رہنے دو کبھی تکلیف کرتی تو ہم خود ہی دھو لیں گے۔

مختصر سی دیر بعد سحر تویلیے سے ہاتھ پر بختی ہوئی اندر آئی۔

اظہار اب مجھے چھوڑ آؤ کافی دیر ہو گئی ہے

ایاز نے سانسے دالی کر سی کی طرف اشارہ کیا

بیٹھو ایک بات سنو پھر چھوڑ آتا ہوں

تو یہ ایک طرف لٹکا کر سحر بیٹھ گئی اور اپنے لاسٹے لائٹے خوبصورت

بال بچھ کی طرف جھٹکے۔

کہہ کیا کہتے ہو۔

تازہ سبزی بیچنی دیا کروں گا سحر نے اسے گہری اداسی بھری نظروں
سے دیکھا

مہربانی ہے تمہاری

مختلف سڑکوں پر ہوتا ہوا ایذا مارکلی کے یاہر آکر سحر نے ہاں
جھانکتے ہوئے کہا

تم تو انارکلی آگئے ہو؟

اس کی طرف دیکھ لیغیر ایذا نے بواب دیا

ہاں

کوئی کام ہے؟

کام تو ہے پر تم رعدہ کو روک کر تم کوئی اعتراض نہیں کرو گی

تینا تو رسی پہلے

اورن خریدتا ہوں ایک تمہاری اور ایک اپنی جرسی کے لئے دونوں بناؤ گی بھی تم ہی

اپنی خرید لو میں بنا دوں گی میرے پاس جرسی ہے۔

پھر تم نے اعتراض کیا نا

میں نے کہا جرسی کوئی ضرورت نہیں

ایذا نے منہ دوسری طرف پھیر لیا

میں نہیں بولتا تمہارے ساتھ ہر بات میں عقد کرتی ہوں

سحر نے اس کا کندھا پکڑ کر ہلایا

میں نے سوچا ہے کہ کچھ دنوں تک سینی ٹوریم جا کر شانہ کو مل آؤں
میں نے ظہیر کو پر سے حالات سے آگاہ کر دیا ہے اور اسے شانہ کے
ساتھ شادی پر آمادہ بھی کر لیا ہے وہ اسے دیکھنے سینی ٹوریم بھی میرے
ساتھ ضرور جاتا مگر اس کے ماں باپ نے اس پر تقریباً پھرہ لگا رکھا
ہے لہذا میں ٹیکسٹوں پر دونوں کی بات چیت کرادوں گا اس طرح شانہ
کے سارے شکوک ددر مہ جائیں گے اور وہ جلدی صحت یاب ہو جائے گی

یہ تو بڑا اچھا خیال ہے

تم نہیں چلو گی میرے ساتھ؟

اے چلو گے تو ضرور چلی جاؤں گی

بس تو پھر ٹھیک ہے تم کل چھٹی کی درخواست دے دو جب تمہاری چھٹی

منظور ہو جائے گی تو دونوں اپنی گاڑی میں چلے جائیں گے ٹھیک ہے نا

بالکل ٹھیک ہے اب اٹھ چلیں

ایذا کھڑا ہو گیا دونوں گاڑی میں آکر بیٹھ گئے ایذا کو اچانک

کوئی بات یاد آگئی تم نے ہماری سبزی کی کیاریاں دیکھیں سحر!

ہاں دیکھی ہیں بہت اچھی سبزی اگا رکھی ہیں

تم اپنا کھانا خود پکاتی ہوتا؟

ہاں

تو پھر کل سے تم سبزی بازار سے نہ منگایا کرتا میں نہیں یہاں سے ہر روز

اچھا اتر رہی ہے جو مرضی ہے کرو

دوڑیں نیچے اترے اور ایک دوکان میں داخل ہوئے سحر نے رنگ
پسند کر کے دو جرابوں کی اون لی جب رے اون کے ہنڈل سنبھال رہی
متقی تریا باز نے دوکاندار سے کہا کوئی عمدہ اور اچھے کلر کی ساڑھی دکھادو
میرے بھائی۔

دوکاندار ساڑھیوں کے ہنڈل نکال نکال کر اس کے سامنے ڈھیر کرتے
لگا سحر نے ایاز کے پاؤں پر پاؤں مارتے ہوئے گھوم کر کہا
یہ کیا۔

ایاز نے اس کے بازو پر ہلکی سی چٹکی لی
خاموش

ایاز نے نراری رنگ کی ایک بھاری پلور والی ہنڈی پسند کی دونوں
چیزوں کی قیمت اس نے ادا کی اور پیکٹ سنبھال لئے گاڑی میں بیٹھ
ہوئے سحر نے گلے کے انداز میں کہا۔

یہ تم نے زیادتی کی ہے ایاز !
اس نے گاڑی اسٹارٹ کر دی

کوئی زیادتی نہیں

اس طرح کا سلوک کر کے تم چاہتے ہو کہ آئندہ میں تمہارے پاس نہ آؤں
میں خورتیں کان سے پکڑ کر لے آؤں گا اور اس وقت ایاز نے واقعی

سحر کا کان پکڑ لیا اور ہلکے سے کھینچا

بولو آؤ گی یا نہیں

سحر مسکادی، مزد آؤں گی کیسے نہیں آؤں گی

اپنے کو اتر کے سامنے سحر اتری اور دونوں پیکٹ سنبھالتے ہوئے

اس نے ایاز سے کہا۔

اؤ بیٹھو تھوڑی دیر

ایاز نے گاڑی چلا دی

چلتا ہوں چل کر خچر کو بھی سنبھالنا ہے

سحر نے ماتحت ہوا میں ہلایا

اچھا خدا حافظ

جواب میں ایاز نے بھی ماتحت ہوا میں ہلایا اور ٹیکسی میں روڈ
کی طرف موڑ دی۔

اچھی نہیں رہیں روہاں رہی لڑکی کا بیاب ہو سکتی ہے جسے اپنی عزت و محبت اور انابت کی کوئی پرواہ نہ ہو۔ عورت کے یہ انمول موتی وہاں جا کر مٹی کے بھاؤ تک جاتے ہیں کیا تم اس بات کو گوارہ کر لو گی۔
بدر نے خفگی سے جواب دیا

یہ سب بکواس ہے۔ رضوان میری طرت سے بات چیت مکمل کر چکے ہیں۔ آج میرا ایک نلم کے لئے معاہدہ بھی ہو جائیگا میں اس میں براہ راست علوت ہی نہ ہوں گی۔ سارا کام رضوان ہی کرے گا۔ میں تو بس وہ کردار ادا کروں گی جو مجھے ملیگا اور میں نے یہ بھی شرط رکھی ہوئی ہے کہ میں مرکز یا کردار کے علاوہ کوئی دوسرا کردار ایکسپٹ بھی نہ کروں گی۔
رضوان نے پھر اس کا غاسرہ لگا ہوں سے جائزہ لیا

کیا تمہیں رضوان سے محبت ہے

بدر نے ایک کھٹکا ہوا تہقہہ بلند کیا

تم بھی بیوقوف ہی ہو رخصتی! تمہیں اچھا بھلا پتہ ہے میں محبت کی توانی نہیں۔ بیوقوف ہیں وہ لوگ جو کہتے ہیں مجھے فلاں سے محبت ہو گئی ہے میں اس جذبے سے بالکل عاری ہوں اور نہ ہی زندگی میں کبھی اپنے آپ کو اس جال میں پھنسنے دوں گی۔ رضوان تو محض ایک وسیلہ اور سب سے ریس بہ سمجھ کہ میں چھت پر چڑھنے کے لئے اسے محض ایک بیڑی کے طور پر استعمال کر رہی ہوں۔ رجب میں ترقی کی چند یوں پر پہنچ جاؤ گی

ہوسٹل کے کمرہ نمبر ۱۵ میں رخصتیاں بیٹھی معاملہ کر رہی تھیں اس کے قریب ہی بدر شیشے کے سامنے کھڑی تھیں۔ اس نے ایک بچہ قیمتی اور بیماری پلو کی بنا رسی ساڑھی پہن رکھی تھیں شیشے کے سامنے کھڑے ہی کھڑے اس نے چہرے کو پلٹ کیا ہڈوں کو ہلکا سا ٹیڑھا کر دیا۔ بڑے ماڈرن سٹائش میں بندے ہوئے اپنے خوبصورت بالوں کا ایک جائزہ لیا اور رخصتیاں کے سامنے آکھڑی ہوئی اور استفہامیہ انداز میں پوچھا کیسی لگتی ہوں؟

رخصتیاں نے کتاب بند کر دی۔ پاؤں سے سرنیک اس کا جائزہ لیا پھر بڑی ہمدردی اور نرمی سے کہا میں تو کہتی ہوں بدلہ! جھوٹوں فلموں کے اس چکر کر اپنی پڑھائی کی طرف دھیان دے۔ ایک شریف لڑکی کے لئے یہ لاشی

تو اس کی ضرورت ہی نہ محسوس کر دی گئی میرے لئے وہ محض ایک اجنبی
ہی ہو گا۔

مگر وہ تو تم سے محبت کرتا ہے
کرتا رہے میں کیا کروں کبھی ایک ہاتھ سے بھی تالی بھی ہے
ایا نہ بھی تمہارے متعلق بہت شکوہ کر رہا تھا۔
کیا کہتا تھا؟

بہن! کہ اسے رضوان کے ساتھ گھومنے کی بجائے اپنی پڑھائی کی طرف
دھیان دینا چاہیئے وہ یہ بھی افسوس کر رہا تھا کہ تم نے اس کی ٹیکسی میں
آنا جانا چھوڑ دیا ہے۔

پاگل ہے وہ بھی ایک معمولی ٹیکسی ڈرائیور کیا جانے کہ نہ مانہ کس قدر
آگے جا چکا ہے۔

باہر کا کارن سنائی دیا اور بدبو چونک گئی

رضوان آگیا ہے اچھا میں چلی اس نے بڑے سہ لینے والے انداز
میں ساڑھی کے پلو کو سمیٹا اور پیرس لہراتی ہوئی وہ سیڑھیاں اتر گئی
ہوسٹل کے سائنے رضوان اپنی کاریں بیٹھا تھا بدر مسکراتی
ہوئی اس کے پہلو میں جا کر بیٹھ گئی وہ اسے لیکر اپنے درجے
کے ایک ہوٹل میں آیا کار اس نے دوسری کار دل کے اندر پارک کر دی
اور ہوٹل کی دوسری منزل کے کمر نمبر آٹھ میں وہ دونوں داخل ہوئے

ڈبل بیڈ کا وہ ایک بہترین سجا ہوا کمرہ تھا۔
رمضان صوفے پر بیٹھ گیا

یہ کمرہ لیا ہے میں نے سو رہا یہ روز کا دل کا اس کا میں نے فلماں
سے کہا ہے کہ ہم کراچی سے آئے ہیں اور یہاں ہوٹل میں ٹھہرے ہوئے
ہیں رہیں اگر کوئی معمولی سا مکان کرائے پر لے لیتا تو ہماری ان کے
لگاؤں میں کوئی وقعت نہ رہتی اسی لئے میں نے اس ہوٹل میں کمرہ لے
لیا ہے۔

بدر اس کے سامنے دوسرے صوفے پر بیٹھ گئی
ہاں یہ کمرہ واقعی اچھا رہے گا

میں کچھ دن تک لگاتار یہی رہنا ہو گا تمہارے ساتھ ان کا معاہدہ تو
آج ہو بھی جائے گا مگر اس کے بعد بھی وہ پتہ نہیں کس وقت آ جائیں
لہذا جب تک تمہاری فلم کی شوٹنگ شروع نہیں ہو جاتی ہم یہی رہیں گے
تمہیں اس سلسلہ میں کوئی اعتراض تو نہیں۔

بدر نے بڑے پیار سے سٹائل میں اپنے بالوں پر ہاتھ بھیرا۔
مجھے بلا کیا اعتراض ہو سکتا ہے وہ لوگ کس وقت آئیں گے۔

آٹھ بجے کا ٹائم دیا تھا انہوں نے

بدر نے گھڑی دیکھی

ابھی تو کافی ٹائم ہے۔

رضوان کھڑا ہو گیا

دیکھا کیسا تیر مارا ہے

بدربہر گہرا نشہ سوار تھا فلم میں ہیروئیں کا کام جو کر رہی تھی اس کی
دیر بینہ آرزو پوری ہو رہی تھی اس نے رضوان کے دونوں ہاتھ پکڑ لیے
تم بہت اچھے ہو رضوان!

رضوان نے اسے بازوؤں میں سمیٹ کر اس کے بال چوم لئے
بدر نے کوئی اعتراض نہ کیا اور اس کی چھاتی سے لگ گئی اس کے بالوں
سے کھیلنے ہوئے رضوان نے پوچھا

ایک بات کہوں بدر!

بدر علیحدہ ہو گئی

کہو

فلم دیکھنے چلیں

بدر کھڑی ہو گئی

چلو چلیں پھر دیر کا ہے کی اس سے بڑھ کر ہمارے لئے کون سا خوشی

کا موقع ہو گا

مگر ایک شرط ہے

وہ کیا؟

انگلش فلم دیکھیں گے اور اگر اس میں کوئی عریاں اور ننگا پونہ آ گیا تو

رضوان کھڑا ہو گیا

چلو نیچے چل کر چائے پیتے ہیں

بدر کھڑی ہو گئی

دردازے سے نکلتے ہوئے رضوان نے کمرے میں پڑے ہوئے بتن
اٹینجی کیس کی طرف اشارہ کیا رہیں بازار سے تمہارے لئے بتن نئی اور
قیمتی ساڑھیاں بھی لے آیا ہوں

بدر نے مسکرا کر اس کا شکریہ ادا کیا اور اس کے پیچھے پیچھے ہوئی

پورے آٹھ بجے بدر اور رضوان کمرے میں بیٹھے باتیں کر رہے
تھے کہ دوستو! بڑا بڑا اندر داخل ہوئے رضوان نے ان دونوں کا بدر
سے تعارف کرایا اور ان دونوں کو اس نے بدر کے سامنے فلمساز ظاہر

کیا حالانکہ وہ دونوں اس کے محلے کے بدر عاشق تھے۔

مختصری دیر کی رسمی گفتگو کے بعد انہوں نے اپنے بریف کیس سے

پچیس روپے کا ایک سٹامپ نکالا اور بدر کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا

آپ اسے پڑھ کر اس کے نیچے دستخط کریں۔

بدر بھولی نہ سائی جا رہی تھی واقعی وہ فلم کا معاہدہ تھا جس میں اسے

ہیروئن لیا جا رہا تھا فلم کا نام پیاسی شبنم رکھا گیا تھا اس نے جلدی

جلدی تحریر پڑھی اور دستخط کر کے کاغذ انہیں تحفہ دیا چائے منگائی گئی

سب نے مل کر پی اور وہ دونوں چلے گئے۔

نم براہمن مانوگی وعدہ ہوا بدر دروازے کی طرف بڑھ گئی
دونوں بیٹھا آئے رمضان نے ٹیکٹیں لیں اور بدر کا ہاتھ تھام کر
وہ بیڑھیاں چڑھ گیا اور دونوں جا کر یکس میں بیٹھ گئے رنم کا نام
سنا ATOP ON ALL مگر اردو میں اس کا نام رکھا گیا تھا
”مست جرابیاں“ بینا میں بدر کے علاوہ کوئی عورت دکھائی نہ دے
رہی تھی سب مرد ہی مرد تھے۔

ساڑھے نو بجے کے قریب فلم شروع ہوئی۔ بالکل ننگی اور برہنہ
فلم تھی تھوڑی دیر تک دونوں چپ چاپ بیٹھے فلم دیکھتے رہے پھر
رمضان نے بدر کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے لیا
اس نے کوئی اعتراض نہ کیا تھا رمضان کا حوصلہ اس سے اور بڑھ

گیا تھا۔

دونوں جب ہوٹل واپس آئے تو بدر اپنے آپ میں نہ تھی ایک
تو اس پر نلم میں کام کرنے کی خوشی کا نشہ طاری تھا دوسرے عریاں
اور دایات انگریز می نلم نے اس کے ذہن کو رنگ آلود کر دیا تھا وہ
اپنا آپ بھول گئی تھی۔ حواس کھو بیٹھی تھی نا بجا رہی۔
رمضان نے اس موقع سے پورا پورا فائدہ اٹھایا اسے اس حواس
باغی کی کے عالم میں کوک کے بجائے تیز شراب پیلا دی اور —
اور اس رات ہوٹل میں اس نے بدر کی عزت لوٹ لی۔

ایک شریف گھرانے کی لڑکی بے آبرو ہو گئی
ایک کھلی مسل دی گئی۔

اشرف المخلوقات کا دعویٰ کرنے والا مرد بھیڑیا بن گیا۔
کسی کی عزت لاپرواہ سے لاہور ڈاکٹر بننے کو آئی اور — اور
بگوسے کے اندر اڑتی ہوئی خاک کی طرح بکھر گئی۔
خاک

جسے ہر کوئی پاؤں تلے مستابے۔

اور میں اس روز میں نے جو ساڑھی لے کر دی تھی وہ پہنہ وہ تو میں نے ساتھ رکھ لی ہے
وہاں جا کر پہنہ گی وہاں کے لئے بھی میں نے تیار رہنا دلت کر رکھا ہے اچھا تم ایسا کر دو
گاڑی کی انگی سیٹ میں ایک گتے کا پکیٹ ہوگا اور ایک کاغذ میں لپٹا ہوا بتل اٹھالو
سحر نے اسے شوق لگا ہوں سے گھوسا کیا ہے !
تم پہلے جا کر لے تو آؤ۔

سحر باہر گئی اور دونوں چیزیں لاکہ ایاز کے سامنے رکھ دیں
کھولنا انہیں میرے پاس کیوں رکھ رہی ہو۔
سحر نے پکیٹ کے گرد لپٹا ہوا دعا گڑا کر اسے کھولا تو وہ آنکھیں بندھیا دینے
والی ایک خوش رنگ اور قیمتی ساڑھی تھی اتنی دیر تک ایاز نے کاغذ کا بندل کھول کر
اس کے سامنے رکھ دیا اور یہ تمہارا شلوار قمیض کا کپڑا ہے
سحر نے ان کپڑوں کی طرف دیکھا وہ بھی خاصہ قیمتی تھے سحر ایاز کے سامنے
کرسمس پر بیٹھ گئی اور سنجیدگی سے کہا۔

دیکھو ایاز یہ بات ابھی نہیں تم مجھ پر جو اتنا کچھ خرچ کر رہے ہو میں اسے
پسند نہیں کرتی ایاز نے دونوں چیزیں اٹھا کر اسی کی گود میں رکھ دیں۔
مگر میں تو اسے پسند کرتا ہوں سحر اور سنجیدہ اور ادا اس ہو گئی۔
بس تو پھر آج سے میں تمہارے ہاں نہیں جایا کروں گی۔

دیکھو سحر! اس میں میری خوشی ہے اور اگر تمہیں میری خوشی کا کوئی احساس نہیں
تو اُمید میں ہو مگر ایسا نہیں کہنے لگا تم جانتی ہو میرا اس بھرے سناہ میں کوئی بھی نہیں پس کتا

سحر کے کوڑے کے سامنے ایاز نے ٹیکسی روکی اور ہارن دیا سحر جاگتی ہوئی باہر آئی
دور دروازے کے پاس کھڑے ہو کر کہا اندر آ جاؤ نا ایاز!
ایاز اندر آگیا اور کرسمس پر بیٹھ گیا سحر اس کے سامنے اٹھی میں کپڑے نہ کر کے رکھنے لگی
ابھی تک تم تیار نہیں ہوئی ہو۔

سحر نے اپنی شلوار نہ کر کے اٹھی میں جائی رہیں تو تیار ہی تیار ہوں میری کپڑا ہے
تم ظہر سے مل آئے ہو۔ ہاں میں اس کے آنسی سے ہو کر آ رہا ہوں اس نے شانہ کے
نام خط بھی دیا ہے اور وہ کل سینی ٹویم میں کال بھی کرے گا اس طرح مجھے وہاں سے کال
بک کرنے کی زحمت اٹھانا نہ پڑے گی اس نے شانہ پر کیے ایک ہزار روپیہ اور کپڑوں کے
دس جوڑے بھی دیئے ہیں سحر خوش ہو گئی۔

تو اچھا کیا اس نے ساتھ ہی اس نے اپنا اٹھی بند کر دیا اور ایاز سے کہا۔ تو میں
تیار ہو گئی اور کپڑے بھی تو بدلونا یہی ٹھیک ہیں۔

ہوں اور کھا لیتا ہوں آڑے وقت کے لئے بیدار نہ رہتا تھا۔ صبح سویرے جھڑکھانے کے اس غلام
درد میں عزت کی زندگی بسر کر سکوں ٹھیک ہے اگر نہیں میری خوشی منظور نہیں تو میں بھول گیا
اس دنیا میں میرا
ایاز کی آواز ڈوب گئی اور وہ کچھ نہ کہہ سکا اور کھڑا ہو گیا۔

نئی زندگی کا آغاز کر دیا ہے۔ میں سہر حالت میں موت
تک بھی اب تمہارا انتظار کر سکتی ہوں میں یہی محسوس کر رہی ہوں جیسے
دنیا بھر کی خوشیاں میری جھولی میں ڈال دی گئی ہوں اب مجھے کسی کی
کوئی پرواہ نہیں رہی تم میرے ہو میرے لئے یہی سب سے بڑا انعام ہے
ایاز نے اس کے لئے لئے اور خوبصورت بالوں میں ہاتھ بھرا

جلد اب ڈریس تبدیل کر دیا اور چلیں
سحر عیدہ ہو گئی، اٹیچی سے وہی ساڑھی لکائی اور کپڑے بدلنے کے لئے
فرخ کے کمرے کی طرف چلی گئی، ایاز نے سامنے پڑی ہوئی چابیاں
اٹھائیں سحر کا اٹیچی کھولا اور نئی لائی ہوئی ساڑھی بھی اس میں رکھنے
کے بعد اس نے اٹیچی بند کیا اور باہر گاڑی میں جا کر رکھ آیا۔ اتنے
میں سحر بھی کپڑے بدل کر آگئی اس نئی ساڑھی میں وہ یوں لگ رہی تھی
جیسے موسم بہار کی کوئی حسین ترین اور رنگین تلی ہوئی ایاز کے سامنے
جب وہ آئی تو وہ اسے دیکھ کر دنگ سا رہ گیا اور لگا تاڑ ٹٹکنگی باز رہے
دیکھنے لگا، سحر اس کی تیز نگاہوں کی تاب نہ لاتی ہوئی شرما رہی تھی راجا جاک
ایاز نے منہ دوسری طرف پھیرتے ہوئے اس کی طرف پشت کر لی۔
سحر نے کچھ سوچا پھر وہ آہستہ آہستہ اس کے سامنے آتے ہوئے

بولے۔

کیا ہوا ایاز!

سحر فوراً اٹھی اور ایاز کے دونوں ہاتھ تھام لیے
مجھے تمہاری خوشی منظور ہے ایاز میں اپنے رویہ کی معافی مانگتی ہوں اُنڈہ میں
ایسی کوئی بات نہ کر دوں گی جس سے تمہاری دل شکست ہو اس کے ساتھ ہی سحر کا سر جھک گیا
اور اس کی گھٹکی ٹی ہوئی آواز ابھری میں صرف نہیں خوش دیکھنا چاہتی ہوں ایاز!
مزاہ اس حالت میں نہیں دیکھنے کے لئے میری جان ہی کیوں نہ چلی جائے
ایاز نے دیکھا سحر کی آنکھوں سے آنسو ٹپک کر اس کے سر پر، جیسے جیسے اور چکنے کاٹوں
پر ٹپک گئے تھے۔ ایاز نے اس کا چہرہ اپنے ہاتھوں میں لے لیا اور اس کے آنسو بہنے لگا
میں موت تک نہیں بھول نہ سکوں گا سحر! آج سے تم میری زندگی اور منزل ہو اُنڈہ میں جو بھی
کام کروں گا تمہاری خوشنودی اور رضامندی کو مقدم جان کر کیا کروں گا۔
سحر نے ایاز کے دونوں ہاتھ جو اس کے گالوں پر تھے اپنے ہاتھوں میں لے لیے
اور مسکرائی بالکل اس طرح جیسے صبح سویرے ہی شبنم میں نہائی ہوئی مکی مسکرائی
ہو، ایاز نے اسے اپنی چھاتی سے لگا لیا سحر نے بھی چپ چاپ اپنا سر اس کے
کنادہ سینے پر رکھ دیا اور خوشی سے دہی دہی سی آواز میں کہا
ایاز تم نے یہ تمکھ کر میں تمہاری زندگی اور منزل ہوں میرے لئے ایک

اس نے اپنی آنکھیں بندھ کر رکھی تھیں

سحر نے پھر پریشانی سے پوچھا اور ساتھ ہی اس نے کچھ ہاتھ متھام لئے
خریت تو ہے نا! تم نے آنکھیں کیوں موندھ لی ہیں۔

ایاز نے غور سے اس کی طرف دیکھا

سحر! آج تم اس قدر حسین اور جاذب دکھائی دے رہی ہو کہ میں تمہارا
خو لیبورتنی کی تاب ہی نہیں لاسکا اور آنکھیں موندھ لی ہیں کہ خدا
نہ کمرے میری کہیں تمہیں نظر ہی نہ لگ جائے

سحر کا سر آپ ہی آپ جھک گیا اور ساڑھی کا پلو دانتوں میں لیتے ہوئے
اس نے بڑے مودہ لینے انداز میں منہ ملتے ہوئے کہا
جھوٹا

ایاز نے اپنا بازو اس کی گردن کے گرد لپیٹ دیا
سبح کہتا ہوں سحر! مجھے جھوٹ کہنے کی عادت نہیں
سحر اس کی تہیض کے جٹنوں سے کھیلنے لگی۔
چلو چلیں۔

ایاز نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا
چلو

سحر نے ادھر ادھر دیکھا
میرا اچھی؟

وہ میں رکھ آیا ہوں گاڑی میں۔ وہ تھی ساڑھی بھی میں نے تمہارے
اچھی میں ڈال دی ہے۔ یہ لو چابیاں اور ہاں بہ دوسرے کپڑے تو
سنبھال لو۔

سحر نے اپنی چابیاں لے لیں اور وہ کپڑے اٹھا کر کمرے میں پڑے
ہوئے دوسرے اچھی کہیں میں رکھ دیتے کمرے کو سحر نے نالہ لگایا اور باورچی خانہ
میں چلی گئی۔ ایاز نے بے تابی سے پوچھا
اب کدھر؟

ابھی آئی وہ اندر چلی گئی اور جلدی ہی واپس آگئی۔ اس کے ہاتھ میں کھاتے
کا تھرا ماس تھا۔

ایاز نے اس سے تھرا ماس لے لیا
یہ کیا ہاندھ لیا ہے۔

کھانا ہے راستے میں ضرورت نہیں پڑے گی
عقل مند ہو وہ اس کی طرف دیکھتے ہوئے مسکرا دیا

دونوں باہر آئے گاڑی میں بیٹھتے ہوئے سحر نے کہا

بادل بھی بنے ہوئے ہیں ایاز! کہیں بارش ہی نہ شروع ہو جائے
ایاز نے سوچ آن کر دیا۔

تم بیٹھو الٹا کا نام لے کر سحر بیٹھ گئی۔ ایاز کے ساتھ ہی اور دروازہ
بندھ کر لیا۔

دوبارہ آباد کے قریب جب وہ آئے تو مسلا دھار بارش شروع ہو گئی
تھی۔ سحر رضیہ بٹ کا ناول شہر پڑھ رہی تھی اور ایاز سگریٹ کے کش
لگا رہا تھا۔ دونوں بڑی خاموشی اور سکون سے سفر کر رہے تھے۔ کتاب
سے نظریں ہٹانے ہوئے سحر نے ایک بار ایاز کی طرف دیکھا کچھ سوچا اور
پھر ہاتھ پڑھا کہ اس کے ہونٹوں سے سگریٹ نکال کر باہر پھینک دیا
ہو چو خا سگریٹ ہے ایاز نہیں پیتے ہوئے چھوڑ دو اپنیں۔ ابھی چیز ہے
کیا یہ؟ خواہ مخواہ ہی صحت اور پیسے دونوں کی بربادی

ایاز اس کی طرف دیکھ کر مسکرا دیا

پسے کیا تھا اور کوئی منع کرنے والا نہ تھا۔ اب تم زندگی کا سامتی ہو
اسی طرح منع کرتی رہو گی تو ایک دن خود بخود چھٹ جائیں گے۔

گاڑی اب گجرات شہر سے نکل کر سروس فیکٹری کے پاس سے
گزر رہی تھی۔ گورنمنٹ جامع مائی سکول کے قریب سڑک کے کنارے
جوڑ کا ایک بہت بڑا درخت ہے اس کے قریب آکر گاڑی دو ایک
بار دھجکے کھا کر رک گئی۔

سحر نے کتاب بند کر دی اور پریشانی سے ایاز کی طرف دیکھا
کیا ہو گیا

پڑول رک گیا ہے
سحر گھبرا گئی

الذخیر کرے

ایاز نے اس کے گال پر ہلکی سی چیت لگائی

گھبراہٹوں لگی ہو ابھی ٹھیک کر لیتا ہوں

وہ دروازہ کھول کر جب باہر نکلنے لگا تو سحر نے اس کا بازو
پکڑ لیا اور پھر جاؤ ایاز باہر تڑپا رہا تھا ہوا ہی ہے کپڑے بھیک جائیں
گے اور نہ کام ہو جائے گا۔

ایاز اس کی طرف منہ کر کے بیٹھ گیا

تو پھر کیا کروں؟

پچھلی سیٹ پر پڑے ہوئے اپنے اٹیچی سے سحر نے اپنا ایک بڑا سا
تولیہ نکال کر دیا یہ اوپر لے کر جاؤ

ایاز نے تولیہ اوپر لیا فینول پمپ کی نالی کھول کر صاف کی رکچرا
چھنا ہوا تھا جسے اس نے پھونک مار کر نکال دیا دوبارہ گاڑی میں آیا
اور گاڑی سٹارٹ ہو گئی سحر نے اس کے سر سے تولیہ اتار کر پچھلی سیٹ
پر پھیلا دیا اور گاڑی پھر تیزی سے آگے بڑھنے لگی۔

راولپنڈی آکر ان دونوں نے اکٹھے بیٹھ کر کھانا کھایا۔ شانہ بیہ کے
لئے کچھ چیزیں خریدیں اور پھر چل پڑے

سینی ٹویم میں جب وہ داخل ہوئے تو دھوپ ابھی کافی تیز تھی
دلوں جب شانہ بیہ کے بیڈ پر آئے تو وہ سوئی ہوئی تھی سحر نے پیار سے

سحر نے پریشانی سے پوچھا

فریت تو ہے نا

اس کا کان پکڑ کر بلایا

شانہی! اے شانہی

شانہ بہ انگڑائی لے کر اٹھی آنکھیں جھپکاتے ہوئے سحر کی طرف دیکھا شانہ بیٹے اتڑی اور ایاز کے پاؤں پکڑ لئے
پھر فوراً اٹھی اور اس سے پیٹ گئی۔ ہائے سحر تم آگئی ہو میں تو اب ایاز نے نڑپ کر پاؤں پیچھے کر دیے اور ہاتھ سے شانہ بہ کو پیچھے ہٹایا
بھی نہ سکتی تھی کہ تم میری خاطر یہاں تک بھی آ جاؤ گی
سحر نے بھی اسے پٹ لیا۔

میں نے نہیں بہن کہا تھا اور بہن کے نلے سے یہ میرا فرض تھا کہ میں تمہارا سرے دریافت کیا۔

پھر منہ سے بھی تو بولونا آ خیز بات کیا ہے

تیار داری کو آؤں

شانہ بہ ابھی تک ایاز کی طرف دیکھ کر جا رہی تھی اس بار اس نے

شانہ بہ نے سوالیہ نگاہوں سے ایاز کی طرف دیکھا

ایاز کے گھٹنے پکڑ لئے آپ ایک عظیم انسان ہیں۔ آپ کا یہ احسان میں

سحر فوراً بول پڑی۔

زندگی بھرنے لگوں گی۔

یہ ایاز ہیں جن کی معرفت ظہیر تم سے خط و کتابت کرتا ہے

ایاز سب کچھ سمجھ گیا تھا تاہم انجان بن گیا

شانہ بہ مسکرا دی

آپ کھڑے کیوں ہیں۔ بیٹھے نار ایاز بیٹھ گیا۔ سحر اور شانہ بہ دونوں ہنسنا لگا۔

پر بیٹھ گئیں۔ ایاز نے جیب سے تر کیا ہوا ایک کاغذ نکالا اور شانہ بہ کو دیا۔

لکھا تھا آپ صرف اس خاطر کہ میں جلدی صحت یاب ہو جاؤں ظہیر کی

طرف سے خود مجھے محبت بھرے خط نہ لکھتے رہے کیا اس سے پہلے ظہیر کے

یہ ظہیر نے تمہارے نام خط دیا ہے۔

شانہ بہ خط لے کر پڑھنے لگی ایاز اور سحر خاموشی سے اس کی طرف مائل تھے آپ بھی آپ مجھے پکڑے پاؤں نہ کرتے رہے اور منی آرڈر نہ

دیکھنے لگے شانہ بہ نے خط پڑھا اور ٹکٹکی باندھ کر ایاز کی طرف دیکھنے لگی بھیجتے رہے اور ظہیر کو پھر میری طرف مائل نہ کیا۔

ہاں بیٹا میں بھی ایسا ہی محسوس کرتی ہوں۔
اب مجھے خود محسوس ہونے لگا ہے کہ میں مردوں کی نہیں اور ابھی میں نے
ایک طویل زندگی بسر کرنا ہے۔

ایاز نے اپنے قریب ہی پڑا ہوا ایک اٹیچی اٹھایا اور اسے کھول
کر شاذیہ کے سامنے بستر پر رکھ دیا یہ تنہا رے سے لٹے کپڑوں کے سلسلے
دس جوڑے ہیں ظہیر نے بھجوائے ہیں۔ شاذیہ کپڑے الٹ الٹ کر دیکھنے
لگی اس کی چشم میگوں میں غوشی کی رنگی اور بے ٹردی سی چھا گئی تھی
ایاز نے جیب میں ہاتھ ڈالا اور نوٹوں کی ایک گٹھی نکال کر اس کی
گود میں رکھ دی۔

ایک ہزار روپیہ بھی ظہیر نے تنہا رے لئے بھجوا دیا ہے
شاذیہ نے روپے لوٹانا چاہے

یہ تم ہی دکھ لو بیٹیا۔ میں یہاں کیا کر دوں گی
ایاز نے روپے اس کے اٹیچی میں ڈال دیئے

ام کیوں بہنی آئی گے ان سے غریب فردٹ کھاؤ۔ دودھ پیو اور مکھن
کھاؤ تاکہ تمہاری صحت جلدی بحال ہو جائے اور پھر ایک روز ہم تہیں
ہاں سے ہمیشہ کے لئے نکال لے جائیں گے۔

شاذیہ ہنس دی۔

اگر سنا ایسا ہی ہو بیٹیا۔ پہلے مجھے جینے کی اتنی آرزو نہ تھی اب تم

ایاز نے جھوٹ کہنا چاہا

بہنی نہیں میں تو۔۔۔۔۔

شاذیہ نے اس کی بات پوری نہ ہونے دی

آپ اب جھوٹ نہیں کہہ سکتے ظہیر نے اپنے خط میں آپ کے متعلق سب
کچھ لکھ دیا ہے میں ایک بار پھر آپ کے اس دور کا شکریہ ادا کرتی ہوں
ایاز کی زبان لڑکھڑا رہی تھی

دیکھئے تا یہ سب کچھ ایک مجبوری۔۔۔۔۔ میرا مطلب ہے۔۔۔۔۔

وہ۔۔۔۔۔ تم میری بہن ہو۔

بہن؟ شاذیہ نے استفہامیہ پوچھے میں پوچھا

ہاں تم میری بہن ہو میری کوئی بہن نہیں اور تمہارا کوئی بھائی نہیں۔ اب

مجھے بہن مل گئی ہے اور تمہیں بھائی مل گیا ہے۔

شاذیہ جذبات سے متغیر ہو کر رو پڑی تھی

تم بہت ہی عظیم ہو بیٹیا!

ایاز نے بات کا رخ بدلا

تمہاری صحت اب کیسی ہے؟

شاذیہ نے اپنے آنسو پونچھ لئے

تمہارے خیال میں اب میں کیسی ہوں؟

میں تو کہتا ہوں۔ اب تم کافی صحت مند ہو۔

جیسا بھائی مل گیا ہے سحر جیسی بہن خدا نے مسفت میں دے دی ہے اب
مجھے ایسا لگتا ہے کہ میں اس جہاں میں ایک بی بی میں بھی ایک سحر گھر سے تعلق
رکھتی ہوں۔

ایاز کھڑا ہو گیا

تم دونوں باتیں کرو میں ذرا تھکاؤ سی محسوس کر رہا ہوں۔ نہا کہ پھر
آتا ہوں۔

ایاز نے بائیں ہاتھ سے سر اٹھایا اور شازبہ آپس میں باتیں کرنے لگی۔ سحر نے ایاز کے
مستحق اس نے سحر کے سامنے تفصیل کے ساتھ گفتگو کی۔ ایاز نے سحر کی باتوں
میں اس نے اندازہ لگا لیا تھا کہ سحر ایاز سے بے پناہ محبت کرتی ہے۔
ایاز نے بھی زیادہ دیر نہ گائی تھی۔ نہا کہ وہ فوراً اُگیا اور ان کے پاس

آکر بیٹھ گیا۔

شازبہ نے بڑی چابوت سے پوچھا

اب کچھ دن یہاں۔ ہر گے نا بھٹیا

آج بھی رہیں گے کل بھی اور پرسوں چلے جائیں گے

کیوں اتنی جلدی کیوں

سحر کی چھٹی ہمت توڑی ہے۔ ورنہ ہمیں دیکھنے میں کیا اعتراض ہو سکتا ہے

اتنے میں ہسپتال کے عملہ کا ایک آدمی آیا اور شازبہ سے پوچھا

بلکہ آپ کے پاس لاہور سے کوئی ایاز صاحب آئے ہیں۔

شازبہ گھبرا گئی۔

ہاں آئے ہیں کیا بات ہے

ان کی لاہور سے کال آئی ہے یہ ڈیوٹی روم والے ٹیلیفون پر

ایاز نے سہارا دیکر شازبہ کو اٹھایا۔

اسٹوری جلدی کرو ظہیر کا ٹیلیفون آیا ہے۔ بات کرو اس سے۔ تینوں اٹھے

اور ڈیوٹی روم کی طرف چلے گئے۔

کبھی کہتا کاغذی نیاریاں مکمل ہو رہی ہیں
یا فلم کا پردہ رڈکشن مینجر لوکشین کے چائس کے لئے باہر گیا ہوا ہے
یا تمہارے منسلکے کا کوئی ہم عمر اور خیر بدست پیر نہیں مل رہا یا فلم کی
لوکشین بدل جانے کی وجہ سے بتا جبر ہو رہی ہے۔

دن کے وقت تھوڑی دیر کے لئے وہ گھر چلا جاتا اور مہر دن کا
باقی حصہ اور پوری رات وہ بدر کے ساتھ گزارتا گھر پر اس نے کہہ دیا تھا
کہ وہ گبرگ میں اپنے ایک دوست کے ہاں پڑھنا ہے سرایہ دار کا بیٹا
مختار کا اس کے پاس تھی اسے کسی کی کیا پرواہ تھی۔

کچھ دن بعد رمضان اچانک غائب ہو گیا۔ بدر نے ہوسل میں ٹھہر کر ہی
لگاتار پندرہ دن تک اس کا انتظار کیا مگر وہ نہ آیا اسے حمل ٹھہر گیا
ہوا اتحادہ سخت پریشان تھی کہ کوئی ٹھکرا نہ تھا جسے اپنا دکھ بیان کرتی
بس دن رات ہوسل میں پڑی رہتی رہتی اسے امید تھی کہ رمضان ضرور
آئے گا اس بیچارہ کی کیا خبر تھی کہ وہ نہ ایک بھنڈا تھا جو اس کے جسم
کی رس چوس کر اٹھ گیا ہے

ایک روز وہ ہوسل سے نکلی باہر آکر ٹیکسی کی اور ماڈل ٹائٹن کی
ایک کوٹھی میں داخل ہوئی۔ رسلنے ہی گھاس کے لان میں ایک بیگم نما اور
باوقار قسم کی عورت بیٹھی ناٹنگ کر رہی تھی اور تین چھوٹے چھوٹے بچے
اس کے ارد گرد بھاگتے ہوئے کھیل رہے تھے۔

رمضان لگاتار چار ماہ تک بدر کے ساتھ اسی ہوسل میں ٹھہرا ہوا
دن رات وہ بدر کی عزت لوٹتا رہا۔

مگر عروں کی طرح اس کا بدن جھنجھڑتا رہا
ایک بھوسے کتے کی طرح اس کا جسم نوچتا رہا۔

فلموں میں ہیروئن کا کردار کرنے کی خوشی نے بدر کو اندھا کر دیا
مختار دیر نہ وہ ایسی لڑکی نہ تھی کہ اس آسانی سے اپنی عزت یوں سرنام
اور یوں سستہ داموں لٹائی رہتی وہ اتنی گری ہوئی نہ تھی کہ یوں شراب
کے جام کی طرح اسے اپنا جسم پیش کر دیتی وہ رمضان سے روز تقاضا
کرتی کہ فلم کی شریٹنگ کا شروع ہونے والی ہے مگر وہ کسی نہ کسی طرح
تال دیتا رہا۔

کی بہت سی رکابیاں دیکھی ہیں جو سہرات ایک نیا شوہر بناتی ہیں اور
پھر ان کے گناہوں کا بوجھ کسی امیر گھرانے کے لڑکے پر مستحکم کر اس
کی بھاری قیمت وصول کرتی ہیں۔ دفع ہو جاؤ یہاں سے ورنہ یہی کھڑی
کھڑی کی ناک اور چٹا کاٹ لوں گی کہی ذات کی نہ ہو تو پتہ نہیں کس کس
خصم کے نیچے لیٹی رہی ہے اور اب آگئی ہے دعویٰ کرنے کہ میں رضوان
کی بیوی ہوں۔

بدرد ہی کھڑے کھڑے سسکیاں لے لے کہہ دے لگی آخر وہ بھی ایک
بہت بڑے باپ کی بیٹی تھی زندگی میں پہلی بار اسے ایسے الفاظ سنا
پڑے تھے۔

وہ بگم بھر چلائی

دور ہوئی ہو یہاں سے بلاؤں کسی اور کو جو نہیں اٹھا کہ باہر پیچک دے
بدرد کا سر جھک گیا اور وہ روتی ہوئی باہر نکل گئی

وہ رات اسے بھر ہوٹل میں گزارنا پڑی زندگی اب اسے بڑھل
محسوس ہونے لگی تھی پیٹ کے اندر جس نئی درج نے جنم لے لیا تھا وہ
وہ اس کے لئے سربانِ روح بن گئی ہوئی تھی دیندا اس سے کوسوں
دور تھی رایاز کے کہے ہوئے الفاظ اب اس کے ذہن پر ہتھوڑوں کی
طرح برس رہے تھے۔

عورت کی عزت ایک شیشہ ہے جب وہ اپنی عزت لٹا سکتی ہے

بدرد اس کے پاس جا کھڑی ہوئی اور سلام کیا اس نے بڑے شائستہ
انداز میں سلام کا جواب دیا۔ بدرد گہرائی ہوئی تھی عدلی جلدی اس سے پوچھا
رضوان یہی رہتا ہے جی!

ہاں یہی رہتا ہے۔ میں اس کی ماں ہوں رکھو کیا بات ہے۔
بدرد کی زبان اس کا ساتھ چھوڑ رہی تھی۔

دراصل میں یہ کہنا چاہتی تھی کہ وہ میرا شوہر ہے۔ چارہ پانچ ماہ
ہم اکٹھے رہے پھر ایک روز وہ اچانک غائب ہو گیا
اس عورت نے ناشائستہ رکھی دی اور بھتیجی ہوئی نگاہوں سے اسے گھورا
تو ختم اس کی بیوی ہو؟

جی ہاں

اس کا ثبوت

ثبوت؟

ہاں ہاں ثبوت کوئی نکاح نامہ، کوئی گواہ یا کوئی اور ایسی تحریر جو
یہ ثابت کر سکے کہ تہ رضوان کی بیوی ہو
بدرد مایوس ہو گئی

وہ تو نہیں ہے جی! ویسے وہ لمبرے ساتھی ہی پڑھتا تھا

وہ اس پر برس پڑی
ثبوت نہیں ہے تو پھر تم اس کی بیوی کیسی ہو رہا۔ اسے مجلس میں نہ لکھو

تو بالکل ایسے ہر جاتی ہے جس طرح ڈوٹا ہوا سیشہ جو دوبارہ جڑ کر اس حالت میں نہیں آسکتا اور نہ ہی اس کی وہ پہلے جیسی قدر قیمت رہتی ہے وہ پوری رات اس نے رد و کر آنکھوں میں کاٹی دوسرے روز وہ پھر ہڑل سے نکلی اس کی طبیعت سخت خراب ہو رہی تھی بار بار البکیاں آرہی تھیں پہلے اس نے ارادہ کیا کہ مختال نے پاس چلی جائے اور اپنی بے بسی کی ساری کہانی کہہ دے مگر بڑھے ہوئے پیٹ اور احساس شرمندگی نے ایسے نہ کرنے دیا پھر اس کے ذہن میں خیال آیا کہ ایاز کے پاس چلی جائے کم از کم وہ اس کے ساتھ رمضان جیسا سلوک تو نہ کرے گا اور وہاں اس کی عزت تو محفوظ ہوگی تاہم ایاز کے کہے ہوئے الفاظ پھر اس اڑے پر غائب آگئے اور وہ آٹھا اٹھا آٹھو

رد رہی

سانس سے ایک ٹیکسی گزری اس نے ہاتھ ہرا کر اسے روکا اور ایک پرائیویٹ کلینک جا پہنچی لیڈی ڈاکٹر کے کمرے کے باہر انتظار، بجی تین عورتیں پہلے ہی بچوں پر قطار میں بیٹھی ہوئی تھیں وہ بھی اسی قطار کے آخر میں جا کر بیٹھ گئی

اس کی طبیعت سخت خراب ہو رہی تھی رخصتا کر کے اس کا منبر آیا اس کی حالت ایسی ہو رہی تھی جیسے کوئی بات کرے گا اور وہ رد دے گی ڈاکٹر نے اس کا معائنہ کرنے کے بعد اسے تسلی دی بگھرنے

یہ زندگی فریب ہے
یہ مرد بے غیرت ہیں جو معصوم لڑکیوں کو بھلا پھسلا کر ان کی عزت لوٹ لیتے ہیں اور انہیں اس حالت میں جب کہ وہ نہ گھر کی رہتی ہیں اور نہ گھاٹ کی اکیلا چھوڑ دیتے ہیں تاکہ وہ در بدر کی ٹھوکریں کھا کر گناہوں کی سند یافتہ شاہراہ پر چل نکلیں اس کا ذہن اس کا منبر اور اس کے احساسات کی تلخی اس پر چھوڑے برسا رہے تھے کہ اٹھو خرب شور کر دو خرب چلاؤ کہ دنیا دلو میں لوٹ لی گئی۔
ماؤں بہنوں والو میں بے آبرو ہو گئی۔

بدر سسک پڑی اور اس کی آنکھوں سے آنسوؤں کا سوا بھوٹ نکلا ڈاکٹر نے جب اسے روٹی کی چٹ تھائی تو پریشانی سے پوچھا
رد کی کیوں ہو؟

بدر اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی
ڈاکٹر نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ دیا

کیا بات ہے
بدر سسکنے لگی

میں ————— میں

کہہ کر کتنی کیوں ہر کہہ دو جہر کہنا چاہتی تھی
سارہی کے پورے بدر نے اپنے آنسو خشک کئے اور پیچیدوں میں کہا
میں لٹ گئی ہوں ڈاکٹر بالکل بے سہارا اور بے آسرا ہو کر رہ گئی ہوں
ڈاکٹر نے ہمدردی سے پوچھا
متوہر سے جھگڑا امدا ہے کیا؟

بات بن رہی تھی بدر نے فوراً جھوٹ کا سہارا لے لیا
ہاں مجھے چھوڑ کہ کہیں چلا گیا ہے میں نے والدین کی اجازت اور مرضی
کے بغیر اس سے شادی نہ کی تھی اور وہ بھی مجھے اس حالت میں چھوڑ
گیا ہے رشادی سے قبل میں ڈاکٹری کے آخری سال کی طالب علم تھی
ڈاکٹر اب اس دنیا میں میرا کوئی نہیں رہیں کہ صبر جاؤں کہاں کا رخ
کر دوں۔

ڈاکٹر اس ہو گئی

وہ کہاں رہی ہو؟

کرائے کے کمرے میں رہتی ہوں

نو کر کی کر لوگی کیا؟ دکھائی پڑھائی کا کام ہی ہو گا۔

بدر نے آنسو پونچھ لئے میں ضرور کروں گی ڈاکٹر
ڈاکٹر نے اپنے پیڈ پر کچھ لکھنا شروع کر دیا پھر کاغذ پھاڑ
کہ بدر کو دیتے ہوئے کہا
تم مشن ہاسپٹل چلی جاؤ وہاں میری درست ڈاکٹر ہے مس فہیم
تم میرا یہ لیٹر انہیں دکھانا وہ مزدور تمہیں کام پر لگا دیں گی۔
بدر نے ڈاکٹر کا شکریہ ادا کیا اور آنکھیں خشک کرتی ہوئی دھابہ
نکل گئی۔

مشن ہسپتال میں وہ ڈاکٹر مس فہیم کے نام کی تختی پڑھ کر اس
کے دفتر میں چلی گئی ان کے پاس دو نمبریں کھڑی ہوئی تھی اور انہیں ہلکا
دے رہی تھی۔ بدر نے دوسری ڈاکٹر کا رقبہ اس کے سامنے رکھ دیا
ڈاکٹر نے رقبہ پڑھا اور دونوں نمبروں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا
تم دونوں ذرا باہر چلی جاؤ
وہ دونوں باہر نکل گئیں۔

بیٹھ جاؤ۔ ڈاکٹر نے بڑی شفقت کے ساتھ بدر سے کہا
بدر بیٹھ گئی

کچھ پڑھیں مکھی بھی ہو۔

جی ہاں

کیا؟

اے اب ساتھ لے جاؤ اور ایک سرورٹ کو اٹر بھی اسے دے دو اور
اسے اس کا آفس دکھانے کے علاوہ اس کے کھانے کا بندوبست بھی کر دو
اس نے پھر بدر سے کہا۔

تہیں کچھ ایڈوانس چاہیئے بیٹی !
بدر کھڑی ہو گئی

بہن ڈاکٹر میرے پاس پیسے ہیں
تم پھر جاؤ بڑی بی تہیں سیٹ کرا دیتی ہے
بدر اس عورت کے ساتھ باہر نکل گئی۔

ایم بی بی ایس کے آخری سال میں چھوڑا تھا
ادائی گاؤں تم نے تو ظلم کیا ہے اپنے آپ پر تم نے اپنی بڑھائی مکمل کر کے
کیوں شادی نہ کی

بدر پھر رو دی
بس جی غلطی ہو گئی تھی
تم ماں بننے والی ہو تم سے کوئی بھاگ دوڑ کا کام بھی نہیں لیا جاسکتا میں
مہیں آفس میں لگا دیتی ہوں۔

کرسی پر بیٹھ کر چھڑا موٹا کام کر دیا کرتا
بدر نے اسے شکریہ آمیز نگاہوں سے دیکھا۔
میں آپ کی سجد مشکور ہوں گی ڈاکٹر

ڈاکٹر نے بڑی ہمدردی سے کہا
مہربانی کیسی انسانی ہمدردی بھی تو کوئی چیز ہے اس کے ساتھ ہی ڈاکٹر
نے بجلی کی گھنٹی کے بٹن پر انگلی رکھی۔ باہر گھنٹی بجنے کی آواز آئی اور
ساتھ ہی ایک ادھیڑ سی عمر کی خاتون اندر آئی ڈاکٹر نے اسے مخاطب
کیا۔

بڑی بی ! یہ لڑکی کل سے آفس میں کام کرے گی۔ ناہید کو بتا دینا سمجھو
ہو اس نے بڑے ادب سے جواب دیا
جی سمجھی۔

پتہ چلا کہ تم کسی کے ساتھ بھاگ گئی ہو تو تمہیں گالیاں دیتے ہوئے چلے گئے تھے۔

بدر نے اسے کھا جانے والی نگاہوں سے دیکھا۔
کیوں آئے ہو تم یہاں چلے جاؤ۔
اس نے آگے بڑھ کر اس کا بازو پکڑ لیا

ظالم کسی کی داشتہ ہو آج کل ہمارے کالج میں تم ہی تو ایک لڑکی تھی جسے حین کہا جاسکتا تھا پورے کالج کا سٹاف تم پر مرتا تھا مگر کسی کو تمہارے ملنے کچھ کہنے کی ہمت نہ ہوتی تھی۔ میں تو آج خوش قسمت ہوں کہ تم اکیلی مل گئی ہو۔

بدر نے اس کے منہ پر زور کا ایک طاپچہ دے مارا
ذلیل کیونے! دفع ہو یہاں سے۔ ایک جھٹکے کے ساتھ بدر نے اپنا بازو
چھڑایا۔ وہ دہیں کھڑا رہا اور باہر نہ نکلا بدر نے اسے پھر دھکی دی
جاتے ہو یا میرا دل کسی کو آواز
اس نے پھر ریڑھی ڈھٹائی سے کہا

کسی کو آواز دینے کی کیا ضرورت ہے جگہ جگہ تو دھکے کھاتی پھرتی ہو۔
میرے ساتھ چلو میں تم سے بیاہ کر لوں گا میرا بھی گھر آباد ہو جائے گا
اور تمہیں بھی سر جھپانے کی جگہ مل جائے گی ایک نرس مجھے تمہارے متعلق
سب کچھ بتا چکی ہے کہ تم بے سہارا ہو اور یہاں ہسپتال میں تمہارا ایک

مشن ہسپتال میں بدر کو کام کرتے کرتے کئی ماہ گزر گئے۔ یہی اس کے
ہاں ایک بے حد خوبصورت بچے نے جنم لیا۔ اب اس کا بچہ بھی ہسپتال میں
پرورش پا رہا تھا اور وہیں وہ سرورس کر رہی تھی اس حالت میں اسے وہاں
دو سال گزر گئے اور بچہ اب اچھا بھلا چلنے پھرنے لگا تھا۔
ایک روز وہ آدمی چٹائی کے وقت جب اپنے کمرے میں آئی تو اس نے
دیکھا اس کے پیچھے سیاہ رنگ کا ایک مرد بھی اس کے کمرے میں آگیا تھا وہاں
نے اسے غور سے دیکھا وہ اس کے میڈیکل کالج میں چپڑا سی تھا اس نے بڑا
بازاری انداز میں بند سے کہا۔

ارے تم تو اس رضوان کے ساتھ بھاگ گئی تھی اب کسی اور کے ساتھ
تو نہیں پھنس گئی ہو تمہارے ایا اور اتنی کالج آئے تھے اور جب انہیں یہ

کچھ بھی ہے۔ یقیناً وہ رمضان کا ہی ہوگا۔ بدر نزد سے چلائی اور ساتھ
ہی اسے دھکا دے کر کمرے سے باہر نکال دیا۔

دور ہرجا دیے غیرت یہاں سے

اس نے اپنے منہ پر ہاتھ پھرتے ہوئے دھمکی دی۔

میرا نام بھی رمضان ہے میں کل تک کی نہیں مہلت دیتا اگر تم بدی
طرح میرے ساتھ نہ لگتی تو میں رمضان کے ساتھ تمہارے سارے باپ
ہسپتال کے عمل سے کہہ دوں گا۔ پھر میں دیکھوں گا تم کیسے میاں رہ سکتی
ہو۔ وہ شیطان بدر پر ایک غلط نگاہ ڈالتا ہوا چلا گیا۔

بدر اپنے بستر پر بیٹھ گئی اور سوچنے لگی وہ پھر اس ہو گئی
تھی بڑی مشکل سے یہ ٹھکانا ملا تھا اب یہ بھی چھوٹا نظر آ رہا تھا
اس کا دل بھر رونے لگا تھا۔ آنکھیں جھپک گئی تھیں اس کی نگاہ جب
اپنے سامنے کمرے سے باہر اٹھی تو اس نے دیکھا ہسپتال کے کمرے
ڈرائیور نے اپنی سیاہ ڈانگلی اور اسی رنگ کی جھجھو دار ٹوپی خوب دو
کر رہے کی تار پر خشک ہونے کے لئے ٹھکا رکھی تھی۔

بدر باہر آئی جوڑ لگا ہوں سے ادھر ادھر دیکھا پھر تار سے
وہ ڈانگلی اور ٹوپی اتار کر اپنے کمرے میں آگئی۔ شیشے کے سائے
کمرے پر کہ اس نے قینچی سے اپنے سر کے سارے بال کاٹ دیئے
اور خوب تراش کر مردوں کی طرح بنائے پھر اس نے سر تو لیٹے سے

خوب صاف کیا اور کنگا لے کر مردوں کی طرح ترچھی مانگ نکال لی
جلدی جلدی اس نے اپنے کپڑے اتارے اور ڈانگلی پہن
لی ایک بار باہر جھانک کر دیکھا پھر سر پر ٹوپی رکھی اور عقبی دروازے
سے وہ ہسپتال کی حدود سے باہر نکل گئی۔

گھومتی گھومتی وہ ٹیکسی سٹینڈ پر آنکلی اس کی اب کوئی منزل نہ
تھی پیاری دوبارہ دھکے کھانے پر مجبور ہو گئی تھی ایک کر ڈپٹی کی
لڑکی سڑکوں پر خشک پتے کی مانند بھٹک رہی تھی اس نے دیکھا
سدنہ ددو کے ٹیکسیاں صاف کر رہے ہیں وہ ناظم اور منو دونوں بھاگی
تھے وہ ان کے قریب آئی اور منت کے انداز میں کہا۔

کیوں بیٹھا جو کام تم دونوں کر رہے ہو مجھے بھی یہاں مل سکتا
ہے ناظم اور منو دونوں نے کام بند کر دیا اور اس کی طرف دیکھنے لگے
ناظم نے آخر بڑی سہرہی سے پوچھا۔

تمہارا نام کیا ہے

بدر کی آنکھوں میں آنسو آگئے تھے۔

میرا نام بدر ہے

ناظم نے اس کی ہمت بندھائی اور اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ دیا
رہتے کیوں ہو دوست! گھبراہٹ تم رہتے کہاں ہو۔
بدر نے آنسو پونچھ لئے۔

میں مسافر ہوں اور کوئی ٹھکانہ نہیں

کوئی بات نہیں سب ہی مسافر ہیں ہم دونوں بھائی ہیں اور ٹھیکیاں
صاف کر کے اپنا اور اپنی ماں اور چھوٹے بہن بھائیوں کا خرچ
چلاتے ہیں رگوں اس دور میں جس طرح کتا کتے کا بیری ہوتا ہے ایسے
ہی وہ ہم پریشہ بھی آپس میں بیر رکھتے ہیں مگر ہم مزدور ہیں تم بھی
مزدور ہو اور اس ناٹے سے تم ہمارے بھائی ہو تم بڑی خوشی سے
ہمارے ساتھ یہ کام کر سکتے ہو

بدرد مسکرا دی

میں تم دونوں بھائیوں کا بے حد مشکور ہوں
تم رہو گے کہاں

بدرد نے بڑی ہی مایوسی سے کہا

یہی اڈے پر سو رہا کر دل گا

یہ کیسے ہو سکتا ہے ہم دونوں بھائی بنی پورہ میں رہتے ہیں تم ہمارے
ساتھ ہمارے گھر میں رہو گے ہم نہیں ایک علیحدہ کمرہ دے دیں گے
کیوں ٹھیک ہے نا

بدرد مطمئن ہو گئی

بالکل ٹھیک ہے

مومن نے خوش ہوتے ہوئے ایک نالتو کپڑا اس کے کندھے پر رکھ دیا

تو میر شروع ہو جاؤ اللہ کا نام لیکر

بدرد نے کپڑے لیا اور بڑی تیزی کے ساتھ وہ ٹیکسی صاف کرنے
لگی راناظم مچھ لولا ابھی استاد آتا ہے تو ہم تمہاری اس سے ہی
ملقات کرتے ہیں

یہ استاد کون ہے

بس یہی سمجھ لو وہ اس اڈے کا مالک ہے کوئی بھی ٹیکسی ڈرائیور
اس کی مرضی کے خلاف نہیں چل سکتا وہ سب کی حفاظت بھی کرتا ہے
بڑا فلاحی انسان ہے

بدرد نے کچھ پریشانی سے پوچھا

بدعاش تو نہیں

ارے نہیں نہیں بڑا شریف اور مہرود انسان ہے۔ آنے ہی والا ہو
گا تھوڑی دیر قبل ہی والٹن کی ایک سواری لے کر گیا ہے تم اس سے
مل کر خوش ہو جاؤ گے وہ ٹیکسی ڈرائیوروں کی یونین کا صدر بھی ہے

ہم دونوں بھائیوں کی بہت مدد کرتا ہے بیچارہ

انتے میں اس ٹیکسی کا ڈرائیور آگیا اس کے ساتھ دوسواریاں

بھی تھیں اس نے آتے ہی ناظم سے کہا

بس کرو بھی میں چلا اس نے ایک چونی ناظم اور ایک ہی چونی منو کو

دی جب اس کی نگاہ بدرد پر پڑی تو اس نے پوچھا

پہنچ ہی دن ہوئے ہیں یہ اور اس کا ایک دوست کراچی سے آئے ہیں
اور یہاں ٹیکسی چلانے لگے ہیں۔ روز سب کو کہتا پھرنا ہے کہ میں اس
سٹینڈ کا بدعاش اور دادا ہوں جو میرے سامنے آیا پیسے کہہ رکھ
ددل گا پورا بھی تک استاد کے منہ نہیں آیا ورنہ ابھی تک وہ اس
بدعاش کا حلیہ بگاڑ چکا ہوتا۔

اسی دوران ہی ایک اور ٹیکسی سڑک پر آتی ہوئی دکھائی دی
وہ بھی سٹینڈ کی طرف آرہی تھی۔ ناظم اس ٹیکسی کو دیکھتے ہی فوراً
کھڑا ہو گیا۔

استاد آگیا جلدی کرو اس کی گاڑی صاف کریں، آج صبح سے
ہم نے اس کی گاڑی کو ہاتھ نہیں لگایا یہاں ٹھہرا ہی نہیں۔ فوراً ہی
اسے سوار مل جاتی رہا ہے۔ ابھی تینوں بھائی مل کر اس کی گاڑی
چمکا کر رکھ دیتے ہیں۔

وہ تینوں اٹھ کر سٹینڈ پر آکھڑے ہوئے اتنے میں وہ ٹیکسی
بھی اس پہلی ٹیکسی کے پاس آکھڑی ہوئی جو اس سے پہلے وہاں آئی
تھی اور جو کہ کراچی کے بدعاش مشرکت کی تھی جسے عرف عام میں شیش ناگ
کہتے تھے۔ وہ تینوں بعد میں آنے والی ٹیکسی کی طرف پلکے اور وہ ایاز کی
ٹیکسی تھی وہ ٹیکسی سے اترنے لگا تھا کہ ناظم نے دروازے میں سے
اندھ جھانکتے ہوئے کہا۔

تیسرا ساتھی کہاں سے لے آئے ہو؟
یہ ہمارا بھائی ہے۔ ناظم نے جواب دیا
ڈرائیور نے جیب میں ہاتھ ڈالا اور ایک چوڑی نکال کر بدر کو بھی
دے دی۔ بدر چند لمحوں تک اس چوڑی کو غور سے دیکھتی رہی اس کی
محنت سے کمائی ہوئی وہ پہلی چوڑی تھی۔ اس نے مردوں کے انداز
میں چوڑی کو پورا اور جیب میں رکھ لی

ناظم نے بدر کا ہاتھ پکڑ لیا۔ آؤ چائے پیئیں وہ تینوں سٹینڈ
کے سامنے والے ہوٹل میں آئے اور تین چائے منگوائیں۔ سیراجب والی
جانے لگا تو ناظم نے کہا۔

تین بند بھی لا دو بھائی آج تو بھوک لگ گئی ہے۔ میرا ایک ہی پیٹ
میں ان کے سامنے بند رکھ گیا اور وہ تینوں کھاتے لگے۔

وہ ابھی چائے پی رہے تھے کہ سٹینڈ پر ایک ٹیکسی آکر رکی بدر
نے کہا جلدی کرو ایک اور ٹیکسی آگئی ہے ناظم نے بڑی بددلی سے کہا
یہ بڑا بدعاش ہے ٹیکسی والا یہ صاف تو کہتا ہے اور دیتا بھی کچھ
نہیں۔ اس نے صبح مجھے تھپڑ بھی مارا تھا۔ میں استاد کو بتاتا تو اس کے
پسلیاں توڑ دیتا۔ پھر میں نے سوچا خواہ مخواہ ہی میری وجہ سے جھگڑا
ہو جائے گا۔

یہ ہے کرنا؟

یہ آج ہی آیا ہے استاد! بچا رہ بے آسرا اور بے گھر ہے ہم نے
اسے اپنا بھائی بنا لیا ہے یہ ہمارے ساتھ ہمارے گھر میں رہے گا
ہم اسے وہاں ایک علیحدہ کمرہ رہنے کو دے دیں گے۔

ایاز گہری سوچوں میں الجھ گیا تھا اس کے چہرے سے بہت کچھ
پڑھا جاسکتا تھا تاہم اس نے اپنے چہرے پر عجیب سا ٹھہراؤ پیدا
کر لیا تھا اس نے پھر بدر سے کہا یہاں نہیں کوئی تکلیف کوئی ناجائز
تنگ کرے تو مجھے تاؤ یہ ناظم اور منو دونوں بڑے اچھے بچے ہیں ان
سے ہمیں کسی قسم کا کوئی خطرہ نہیں آپس میں ایسے دھو جس طرح ایک ہی
خاندان کے بہن بھائی اتفاق سے رہتے ہیں۔ باتوں ہی باتوں میں
ایاز بدر کو بہت کچھ سمجھا گیا تھا۔

وہ تینوں مل کر ٹیکسی صاف کرنے لگے اور ایاز اندر ہی بیٹھا
رہا وہ بچا ہوا سا تھا جیسے بہت کچھ کھو چکا ہو۔ سگریٹ پیٹے پیٹے
اس نے اپنا سر سٹیرنگ دیل پر رکھ دیا تھا اور پتہ نہیں کدھر کھو گیا
تھا۔

اسی وقت شرکت اپنی ٹیکسی سے اترا اور کھا جانے والی نگاہوں
سے ناظم کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

یہ تم لوگوں نے میری گاڑی کیوں نہیں صاف کی۔

ناظم کچھ خوفزدہ ہو گیا تھا ایاز کی طرف دیکھتے ہوئے اس نے پھیکی سی

استاد! آج صفائی کرنے کے لئے ہمارا ایک اور سانھی بھی آگیا
ہے اس نے بدر کی طرف اشارہ کیا ایاز نے بدر کی طرف دیکھا بدر
نے ایاز کی طرف دیکھا دونوں کی نگاہیں ملیں اور پھر آپ ہی آپ ہنک
گئیں۔ بدر کے چہرے پر شرمندگی کا احساس تھا اور ایاز کے چہرے
پر اداسی اور اندر دگی کی گہری پرجھایاں تھیں دونوں ایک دوسرے
کو پہچان گئے تھے۔

ناظم نے پھر پوچھا

تم نے بتایا نہیں استاد کہ یہ یہاں کام کرے یا نہیں۔

ایاز نے عجیب سے سگریٹ کا بیٹ نکالا اور ایک سگریٹ سلاک کر اس
نے لمبا کش لیا کرتا رہے مجھے کیا اعتراض ہے۔

شک یہ استاد!

ایاز اب براہ راست بدر سے مخاطب ہوا

تمہارا نام کیا ہے؟

بدر نے اپنا جھکا ہوا سر آہستہ آہستہ اوپر اٹھایا اور مردہ سی آواز

میں کہا۔

بدر!

یہاں رہتے ہو۔

ناظم فوراً بیچ میں بول پڑا۔

آواز میں جواب دیا استاد کی گاڑی صاف کمرے میں پھر آتے ہیں
شوکت نے جھلا کر کہا۔

ہمارے یہاں ہوتے ہوئے کوئی استاد نہیں پہنے میں آیا ہوں۔ چھڑو
اسے اور میری گاڑی صاف کر دو رنہ یاد رکھو تینوں کو مار کی ایسی
کلف لگاؤں گا کہ بادی رکھو گے۔ ناظم اور منو عجیب طرح کی سوابد لگا ہوں
سے ایاز کی طرف دیکھ رہے تھے۔ بدر نے ادھر دھیان نہ دیا تھا اور
وہ چپ چاپ گاڑی صاف کر رہی تھی۔

شوکت نے آگے بڑھ کر ناظم کا گریبان پکڑ لیا
چلتے ہوئے جاؤں دو ہاتھ۔ صبح کا سقیر شاہد سچول گئے ہوئے ناظم ایاز
کے ساتھ آکر پھر رک گیا اور ایک بار پھر بڑی آس کے ساتھ کہا
استاد سے پوچھ لوں پھر تمہاری گاڑی صاف کرتا ہوں۔
ایاز کا سر ابھی تک سٹیزنگ پر لگا ہوا تھا بدر کے پاس کھڑا ہوا
منو دکھ سے بڑبڑایا۔

آج استاد کو نہ جانے کیا ہو گیا ہے البتہ اس تو بہ کبھی نہ ہوا تھا
کسی کی طرف دیکھ ہی نہیں رہا جس طرح اس شیش ناگ نے سچیا کا
گریبان پکڑ لیا ہے استاد اس کی ہڈیاں پیس چکا ہوتا
بدر نے بھی پریشانی سے کہا
شاہد یہ اس بدعاش سے ڈرتا ہے۔

منو نے سر جھٹک دیا

نہیں البتہ کوئی بات نہیں ایسے کئی بدعاش یہ پہلے باندھ کر چلا جاتا
ہے۔ بدر کچھ کہنا چاہتی تھی کہ ایاز نے سر اڈیرا اٹھایا لہذا وہ
خاموشی سے اس کی طرف دیکھنے لگی۔ ایاز نے غور سے شوکت اور ناظم
کی طرف دیکھا مہیر وہ دروازہ کھول کر باہر آیا اور چپ چاپ ہاتھ
آگے بڑھا کر اس نے شوکت کے ہاتھ سے ناظم کا گریبان پکڑ لیا
وہ ابھی تک سگریٹ پی رہا تھا اور اپنے آپ میں نہ تنہا یوں لگتا
تھا جیسے اس نے کوئی ڈراؤنا خواب دیکھا ہو۔ اور اس کے خوفناک
انجام سے ابھی تک ہلکا ہلکا سا ہور

شوکت نے ایاز کا گریبان پکڑ لیا اور اسے خوب جھٹک کر کہا
ابھی کو پہلے میری گاڑی صاف کر بی
ناظم بھاگتا ہوا ایاز کے پاس آیا اور اس کا ہاتھ پکڑ کر زور زور
سے بلایا استاد کہاں کھو گئے ہو۔

ایاز چونک پڑا۔
ہائیں۔

ناظم نے اس بار اسے آگ لگادی اور شوکت کی طرف اشارہ کیا
استاد! اس نے صبح مجھے مارا تھا گاڑی صاف کر کر بھی پیسے نہیں دیے
نخرے ایاز نے اس بار غور سے اپنے آپ کا جائزہ لیا۔ اپنا گریبان

شرکت کے ہاتھ میں دیکھ کر اس کے بدن نے جھرجھری اور آنکھیں
اُگ برسا گئیں۔

سگر بیٹ اس نے زمین پر پھینکا اور اسے پاؤں سے مستے ہوئے
وہ چینی کی سی پھرتی سے گھوما اور ایک مٹھوس سامکا اس نے شرکت
کے جھڑے پر دے مارا شرکت تیرا یا اور اپنی ٹیکسی پر گر گیا
وہ داپس گھوم کر انامی چاہتا تھا کہ ایاز نے اسے پھر جالیا
اور اس کی پیٹھ پر لگا تار دو اور ہتھوڑوں کے سے کے برسا دیئے شرکت
چکراتا ہوا ایک درخت کے پاس جا کر ایاز پھر لپکا اور اس کے دونوں
گندھے مضبوطی سے پکڑ کر اس نے خوب زور سے اس کی پیٹھ دبایا
درخت کے ساتھ زور سے ٹکرائی رنجھے آج میں کتے کی موت نہ ماروں
تو ایاز نام نہیں۔

درد کی شدت سے شرکت کراہ اٹھا تھا اور نڈھال سا ہوتا جا
رہا تھا ناظم تیزی سے آگے بڑھا اور ایاز کے سانس آتے ہوئے کہا
اب چھوڑ دو اسے نہیں تو مر جائے گا۔

ایاز نے ناظم کو سمجھے ہٹا دیا اور جو نہی اس نے ایک اور مکا شرکت
کو مارنا چاہا بدر نے بھاگ کر اس کا ہاتھ پکڑ لیا ایاز اس کی طرف
دیکھتا رہ گیا بدر نے اسے گہری لگا ہوں سے دیکھتے ہوئے کہا
کافی ہو گئی ہے اس کے ساتھ انسان ہوا تو سنبھل جائے گا بدر اسے

کھینچتی ہوئی اس کی ٹیکسی کے پاس لے آئی۔

شرکت بھی اپنی ٹیکسی کے پاس آیا اور دانت پیستے ہوئے ایاز
سے کہا میں دیکھوں گا تمہیں میرا نام بھی شیش ناگ ہے ایاز ہاتھ
چھڑا کر پھر آگے بڑھا اور دھمکی آمیز کہے میں شرکت سے کہا
اس ناظم سے اپنے غلط رویے کی معافی مانگو ورنہ یاد رکھو یہ لاہور
ہے یہاں تمہاری لاش بھی نہیں ملے گی ایسا ماروں گا کہ کراچی کا نقشہ ہی
بھول جاؤ گے۔

شرکت اسی طرح کھڑا رہا۔

ایاز پھر چلایا میں کہتا ہوں معافی مانگو ناظم سے ساتھ ہی ایک بھرپور
ہاتھ اس کے شانے اور گردن کے پیٹھے پر دے مارا شرکت وہ ہلکا ہوا
اور ناظم کے سامنے ہاتھ جوڑ دیئے ایاز بل کھاتا ہوا پیچھے ہٹ گیا
بڑا آیا کراچی کا بدعاش

شرکت اپنی ٹیکسی میں بیٹھ گیا ایاز نے اپنے کپڑے درست کیئے
اور بدر ناظم اور منو کو اشارے سے اپنے پاس بلایا وہ تینوں اس
کے پاس آکھڑے ہوئے ایاز نے ایک روپیہ ناظم اور ایک روپیہ
منو کو دیتے ہوئے بدر سے پوچھا۔

تمہارے پاس اتنے کپڑوں کے علاوہ اور بھی کپڑے ہیں
بدر کا سر جھک گیا اور اس نے نفی میں سر ہلادیا ایاز نے جیب سے

سو روپے کا نوٹ نکالا اور اس کی جیب میں ڈال دیا یہ رکھ لو
 اور کپڑے بنوا لینا پھر اس نے ایک روپیہ کا نوٹ نکالا اور وہ
 سبھی اس کی جیب میں ڈال دیا
 اور یہ تنہا ہی اس محنت کی اجرت ہے
 ایاز سامنے والے ہوٹل کی طرف چلا گیا اور بدر اسے دیکھتی
 رہ گئی۔ اس کی نگاہوں میں دور دور تک ہمدردی اور احسان مندی
 کی جھلک ہی جھلک مچتی۔

ڈار انجینئرنگ کمپنی کے سامنے ایاز نے ٹیکسی روکی اور فلیپر کے آفس
 میں داخل ہوا وہ کسی آدمی کے ساتھ کاروباری گفتگو کر رہا تھا
 ایاز کو دیکھتے ہی اس نے اپنے سامنے بیٹھے ہوئے آدمی سے معافی چاہی
 آپ معذرتی دیر یہیں تشریف رکھیں میرے ایک بہانے آگئے
 ہیں ان سے مل لوں ایاز کو بے کردہ آفس سے ملحقہ ریفرنس منٹ روم
 میں چلا گیا فلیپر کے ساتھ ہی صوفے پر بیٹھتے ہوئے ایاز نے پوچھا
 زیادہ بڑی ہو کیا؟

ٹانگ پر ٹانگ چڑھاتے ہوئے فلیپر نے جواب دیا
 کوئی خاص بات نہیں۔ تم کہہ کوئی ضروری کام ہے کیا؟
 بالکل ضروری ہے۔ شازبہ ہسپتال سے فارغ ہو کر آ رہی ہے اب وہ

میر کو جاؤں گا۔ ان کا بھی پروگرام ہے کہ میں فارن سے مہر اکڑوں پھر میری شادی کر دی جائے۔ میرے لئے انہوں نے لاکھوں کے جہیز کے بدلے ایک کروڑ پتی کی لڑکی کا انتخاب بھی کر رکھا ہے۔ لڑکی کا نام نادر ہے وہ خود یہاں لیڈی ڈاکٹر ہے اور اس کا باپ کنٹریکٹر ہے میں اور شاذیہ سکون سے کچھ ماہ باہر گزار آئے گی۔ اس طرح تبدیلی ہوا سے اس کی صحت پر بھی اچھا اثر پڑے گا اور پھر واپس آ کر میں اپنے ابو اور امی سے اپنی شادی کا ذکر کر دوں گا۔

اور اگر وہ ناراض ہوئے اور کوئی بڑا قدم اٹھانا چاہا۔
تم نہ کہہ کر ورمیرا نام ظہیر ہے میں ایک مزدور قسم کا انسان ہوں روینا ادھر کی ادھر ہو جائے میں شاذیہ کو نہ چھوڑوں گا پیسے ہی میں تے اپنے والدین کی تاجائزہ صناد اور دھکی میں آ کر اس بچاری کی زندگی خطرے میں ڈال دی تھی۔
ایازہ کھڑا ہو گیا

بس جو میرے ذہن میں پراہم تھا وہ تم نے خود ہی حل کر دیا ہے۔ میں اب چلتا ہوں اور آج ہی جا کر اسے لے آتا ہوں۔ ظہیر نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا
بیٹھو کھانا منگا تا ہوں مردوں بھائی مل کر کھاتے ہیں۔
ایازہ باہر نکل گیا۔

بالکل صحت مند ہے۔

ظہیر غرشی میں صوفے سے اچھل پڑا

سبح

تریں نے کبھی جھوٹ بھی کہا ہے۔

نہیں۔ پھر کب آرہی ہے وہ

ایازہ نے جیب سے شاذیہ کا خط نکال کر اسے منھادیا

یہ لو اس کا خط بھی پڑھ لو

ظہیر نے جلدی۔ لہدی خط پڑھا اور اسے ایازہ کو لٹاتے ہوئے پوچھا

اسے بتنے کون جائے گا۔

ایازہ نے قدرے سر جھکا کر کہا

خادم جائے گا اور آج ہی جائے گا مگر ایک پراہم ضرور ہے

وہ کیا؟

اسے رکھا کہاں جائے

فی الحال اپنے پاس ٹھہراؤ

مگر کب تک

اس کا بھی میں نے حل سوچ رکھا ہے۔ شاذیہ کے یہاں آتے ہی اس سے

شادی کروں گا میرے پاس ایک انٹرنیشنل پاسپورٹ بھی ہے۔ میں نے

گھر والوں کو پیسے ہی امداد کر رکھا ہے کہ میں ایک دو ماہ کے لئے فارن کی

تم اپنے آئیں میں جاؤ وہ کوئی شریف انسان تمہارا انتظار کر رہا ہوگا
میں گاڑی میں پڑول ڈلاتا ہوں اور پھر ایک دھجک سے ہو کر بھاگنے
والی بات کرتا ہوں

فلیر کے پاس سے اٹھ کر ایاز ہسپتال آیا اور میڈیکل وارڈ کے
ڈیوٹی روم میں داخل ہوا۔ سکر و ہاں ہی تھی اور میز پر ڈھیر سی ٹیبلٹ
کر عیمدہ عیمدہ ڈبریں میں ڈال رہی تھی ایاز کھنکھاتا ہوا اندر داخل ہوا
سکر اسے دیکھتے ہی مسکرا دی۔

شکر ہے تم نے بھی اتنے دلوں کے بعد ادھر کا چکر لگایا ہے
ایاز اس کے قریب جا کر بیٹھ گیا۔

دقت ہی نہیں ملتا کیا کر دوں۔ صبح چھ بجے ٹیکسی نکالتا ہوں اور رات
بارہ ایک بجے گھر لوٹتا ہوں۔ اب تم خود ہی بناؤ ہے دقت میرے پاس
مال جی! اب زرتیں نہیں ملنے کو بھی ٹام نہیں ملتا دیسے آج میں خود بھی
تمہارے پاس جانے کا سوچ رہی تھی۔

خریت تو ہے نا۔

میں ایک ماہ کی چھٹی گھر جا رہی ہوں۔ بڑے بھائی کی شادی ہے

ایاز ماند پڑھ گیا۔

کب تک جاؤ گی

ایک ہفتے تک چلی جاؤں گی۔

خط وغیرہ لکھو گی یا کہ
سحر گہری سرج میں پڑ گئی
کیسے لکھ سکوں گی خط۔ جب آپ کے میرے نام خط جائیں گے تو
میں انہیں کیا کہوں گی کہ کس کا خط ہے۔

دیسے میں اتنی سے آپ کے متعلق بات مزور کروں گی
میں شازبہ کر لینے جا رہا ہوں۔ چلو گی
چھٹی ہی نہیں ہے تو کیسے چلوں

ایاز واپس مڑ گیا

اچھا پھر میں چلا

سحر نے دوایاں چھوڑ دیں

بٹھرو! خود ہی دیر بیٹھو چائے منگواتی ہوں اور پی کر جاؤ۔
میں دیر ہو رہی ہے میں نے آج ہی واپس آنے کی بھی کوشش کرتی ہے
ایاز باہر نکلی گیا۔

پڑول پمپ سے اس نے پڑول بھرا بار پھر ٹیکسی سینڈ پر

پر آیا، بدر ناظم اور منو ایک گاڑی دھورے تھے۔ وہ گاڑی کھڑی

کر کے ان کے پاس آیا بدر اسے دیکھتے ہی مسکرا دی اور بڑے دلاؤ پر

ہنسے میں پوچھا۔

آج بہت دیر سے آئے ہو۔

پھر کہا۔

دیکھو بیٹیا! وہ بچہ بڑا رو پڑا ہے یہ بڑا کمزور دل ہے بات بات پر روتی ہے تم ضرور اسے ساتھ لے جاؤ آخر ساتھ لے جانے میں تمہارا خرچ ہی کیا ہے
ایاز بدر کی طرف بڑھا
میں اس کا ہندو بست کر لیتا ہوں۔

بدر کو پکڑ کر وہ ایک طرف لے گیا اور بڑی ہمدردی سے پوچھا
تم نے کپڑے بنالیے ہیں۔
بدر سنبھل گئی تھی دھیمی سے آواز میں اس نے کہا
بنائے ہیں۔

ایک ڈانگری اور بنائی ہے
کوئی اور کپڑا بنانا تمہارا ڈانگری تو پہلے ہی تمہارے پاس ہے
سوالیہ انداز میں بدر نے اس کی طرف دیکھا۔
کیا کرتا بنا کر؟

ایاز اس کا مطلب سمجھ گیا وہ اچھے خیال ہی نہ رہا تھا میں مری سے
ہو آؤں پھر واپس آ کر تمہارے لئے گرم کپڑوں کا ہندو بست کروں گا
ابھی تو سردی آ رہی ہے اس ڈانگری میں کیسے گزارہ کر دوں گے ایاز نے
جیب سے سو روپے نکال کر اس کی طرف بڑھائے۔

میں باہر جا رہا ہوں آج

بدر نے بڑی شکستہ دل سے پوچھا
کہاں جا رہے ہو؟

مری۔ میری ایک منہ بولی بہن سیٹی ٹوریم میں زیر علاج تھی اسے لینے
جا رہا ہوں۔

کب تک لوٹو گے

شام تک شاید آ ہی جاؤں گا

بدر نے بڑی آس اور توقع سے پوچھا
میں بھی چلو ساتھ؟

ایاز نے سپاٹ بے بیچے میں کہہ دیا

مہینے میں اکیلا ہی جاؤں گا

بدر ابدیدہ سی ہو گئی اور ہونٹ کاٹنے لگی
ناظم نے بھی بدر کی حمایت کی

لے جاؤ نا ساتھ بیٹیا! دونوں باتیں کرتے جاؤ گے رونق رہے گی
اور سفر بھی اچھا کٹ جائے گا۔

ایاز پھر انکار کر گیا

اول بہنوں میں اکیلا ٹھیک ہوں۔

بدر ایک طرف ہٹ کر کھڑی ہو گئی اور منہ بند کرنے لگی ناظم نے

یہ بھی رکھ لو

بدردرا سا پیچھے ہٹ گئی

میرے پاس پیسے ہیں۔

نٹ ایاز نے زبردستی اس کی جیب میں ڈال دیا ایسے معاملے میں شرم
نہ کیا کرو اور ہاں میرے بعد اس شوکت سے جھگڑا وغیرہ نہ کرنا
اگر وہ زیادتی کرے تو راجد ہے نا اسے بتانا وہ اس کا بندوبست
کرے گا۔ ایاز نیچے ہٹا اور پھر گاڑی میں بیٹھ کر چلا گیا۔ سٹینڈ پر
کھڑی ہو کر بدر اس وقت تک دیکھتی رہی جب تک وہ دکھائی
دیتا رہا جب وہ ایک ڈبل ڈیکر بس کی اوٹ میں ہو گیا تو وہ بوجھل
سی طبیعت کے ساتھ پھر اپنے کام میں لگ گئی۔

ایاز اسی روز واپس نہ آ سکا تھا۔ دوسرے روز کہیں جا کر وہ
شازبہ کے ساتھ لوٹا تھا شازبہ کی صحت اب قابل رشک ہو گئی ہوئی
تھی گھر آنے سے پہلے ایاز نے سحر کو بھی ساتھ لے لیا اور ہسپتال سے
ظہیر کو بھی اپنے آنے کی اطلاع کر دی۔ اپنے گھر میں گاڑی کھڑی کر کے
ایاز نے پچھلا دروازہ کھولا سحر اور شازبہ بھی نیچے اتار کیں۔ ایاز نے
شازبہ سے کہا۔

یہ ہے تمہارے بھائی کا گھر

شازبہ ادھر ادھر دیکھتے ہوئے مسکرا دی۔

بہترین گھر ہے بھیا

ایاز نے سحر سے کہا

سحر! تم دونوں بہنیں اندر جا کر بیٹھو میں کھانے آؤں ظہیر بھی آئے
دالا ہو گا پھر سب بیٹھ کر کھاتے ہیں اور ہاں مجھے برتن بھی نکال دو
سحر نے اسے برتن نکال کر دیئے اور شازبہ کو اندر لے گئی۔ ایاز کھانا
بینے چلا گیا۔ سٹوڈیو پر بعد ظہیر آ گیا۔ سحر اور شازبہ دونوں آپس میں
باتیں کر رہی تھیں ظہیر کو دیکھتے ہی شازبہ پھول کی طرح کھل گئی اور
سرگوشی کے انداز میں اس نے سحر سے کہا
ظہیر آ گیا ہے۔

سحر فوراً اٹھی اور دوسرے کمرے میں چلی گئی

ظہیر شازبہ کے قریب آیا وہ کھڑی ہو گئی تھی دونوں ایک
دوسرے کو کچھ دیر تک بڑی دلچسپی سے دیکھتے رہے پھر بھاگے
اور ایک دوسرے سے لپٹ گئے پھر ظہیر نے اسے سہارا دے کر
خود کرسی پر بٹھایا اور خود اس کے سامنے بیٹھ گیا

کبھی ہو اب! اس نے بڑے پیار سے پوچھا

شازبہ کے لبوں پر وہی پہلے والی مسکراہٹ تھی

بالکل ٹھیک ہوں۔

اللہ کا شکر ہے کہ تم صحت مند ہو گئی ہو اور یہ ایاز کہہ رہا ہے۔

خانہ بہ بھی کھڑی ہو گئی میں بھی اس کے ساتھ لگتی ہوں بھیا! ایاز خانی
 کہ سی پر بیٹھ گیا۔ اچھا جاؤ۔
 شانہ جب باہر چلی گئی تو ایاز نے ظہیر سے پوچھا
 کیا پردہ گرام طے ہوا ہے۔

کیس پردہ گرام!

یہیں تمہارا اور شانہ کا اور کس کا

ہمارا پردہ گرام کیا مہنا ہے۔ جہاں تک میرا تعلق ہے میں تو اپنی طرف
 سے پوری طرح تیار ہوں۔

کچھ مجھے بھی تو پنہ چلے ناکس طرح تیار ہو۔

یہی کہ پاسپورٹ تیار ہے۔ میں خود تیار ہوں جس روز شادی ہوگی
 اس کے دوسرے روز ہم دونوں یہاں سے چلے جائیں گے۔

ایاز نے خدشہ ظاہر کیا

گاڑی پر تمہارے گھر والے بھی تمہیں چڑھانے جائیں گے اس دقت

شانہ بہ بھی جب تمہارے ساتھ ہوگی تو کوئی جھگڑا نہ اٹھ کھڑا ہو

ٹرین پر جائے گا ہی کون ہم دونوں یہاں سے کہ چھی بھی باقی ایڑہ جائی

گے میں اکیلا اپنے گھر والوں کے ساتھ ایڑہ پورٹ چلا جاؤں گا تم شانہ کو

ساتھ لے کر آ جانا اور بس معاملہ طے۔

ایاز مطمئن ہو گیا۔

کھانا لانے بازار گیا ہے۔

ادریہ لڑکی کون ہے جو اٹھ کر دوسرے کمرے میں گئی

ہسپتال میں نرس ہے ادرا یا ز سے —

ظہیر نے ایک قہقہہ لگا یا ز وہ سمجھا واقعی ایاز کی پسند قابلِ داد ہے

دونوں ہی شخصیت میں ایک دوسرے سے بڑھ کر ہیں میں نے بہت

لوگ دیکھے مگر ایاز بھیا باخلاق ہمدرد اور مخلص انسان بہت ہی کم

ملتا ہے۔

شانہ بہ نے بھی اس کی تائید کی۔

ایسے لوگ کبھی کبھی ہی پیدا ہوتے ہیں۔

اسی دقت ہی ایاز آگیا گاڑی کھڑی کر کے وہ باہر نکلا اور

آتے ہی ظہیر سے لپٹ گیا میں راستے میں یہی سوچتا آ رہا تھا کہ تم

آچکے ہو گے مہرا س نے ادھر ادھر دیکھا اور شانہ بہ سے پوچھا

سحر کدھر گئی۔

وہ تو ساتھ والے کمرے میں ہے

ایاز نے وہیں کھڑے کھڑے آواز دی

سحر!

بڑی ہی میٹھی اور کھٹکتی ہوئی آواز ساتھ والے کمرے سے ابھری جی

وہ گاڑی سے کھانا اتار کر لگاؤنا اور کھالیں نہیں تو ٹھنڈا ہو جائے گا

ہاں یہ ٹھیک ہے مجھے تو صرف دودن چاہییں شاذبہ کے لئے اس کی شادی کا ضروری ضروری سامان خرید دینگا اس کے بعد میں بھی تیار ہوں اس کے لئے تمہیں کتنی رقم دے گا ہر گز ایاز نے حیرت سے پوچھا۔

کیسی رقم؟

مجھے شاذبہ کی شادی کے انتظامات کے سلسلے میں ایاز فوراً سنبھل گیا

دیکھو ظہیر! وہ میری بہن ہے اور یہ سب اخراجات میں خود کروں گا ظہیر کچھ کہنا ہی چاہتا تھا کہ شاذبہ کمرے میں آئی۔ کھانا تیار ہے

ایاز کھڑا ہو گیا ظہیر کا ہاتھ پکڑا اور دونوں شاذبہ کے ساتھ باہر نکل گئے۔

ظہیر اور شاذبہ کی شادی ہو گئی تھی اور دونوں باہر جا چکے تھے آج جب وہ سحر کو گاڑی چڑھا کر واپس اڑے پر آیا تو وہاں پانچ ٹیکسیاں پسے ہی کھڑی تھیں اس نے اپنی گاڑی سب سے آخر میں کھڑی کی اور اندر ہی بیٹھ کر سگریٹ پینے لگا بدردہ ناظم اندر کے ساتھ جو گاڑی صاف کر رہی تھی وہ اس نے چھوڑ دی اور بھاگتی ہوئی ایاز کے پاس آکھڑی ہوئی اور ہلکے ہلکے مسکراتے ہوئے پوچھا آج پھر دیر سے آئے ہو پھر کہیں باہر جانے کا ارادہ تو نہیں۔ ایاز نہیں کھویا ہوا تھا اس نے کوئی جواب نہ دیا بدردہ اس کا شانہ پکڑ کر ہلایا۔ کہاں کھو گئے ہو۔

ایاز چونک سا گیا جب سے سگریٹ نکال کر سلگایا اور کش لگانے لگا
جواب اس نے پھر بھی کوئی نہ دیا تھا بدر نے پھر اس کا شانہ ہلایا
بورتے کیوں نہیں ہو

بجھی ہوئی آواز میں ایاز نے کہا
کیا بولوں

میرا مطلب ہے آج اداس کیوں ہو؟
ایاز ڈال گیا
نہیں تو

بدر کچھ اور بھی کہنا چاہتی تھی کہ ایک رکتہ ایاز کی گاڑی کے پاس
آکر رکی اور نجم اس میں سے اترا بدر کو دیکھتے ہی اس نے بڑے
تعجب سے پوچھا

ارے بدر! تم یہاں اور اس حالت میں تم کالج نہیں جانی ہو گی
بدر اسے دیکھتے ہی سراسیمہ سی ہو گی اس نے اپنے دائیں بائیں دیکھا
اور پھر اپنے دونوں ہاتھ جوڑتے ہوئے منت کرتے کے انداز میں کہا
نجم بھائی! خدا کے لئے چپ رہو یہ میری عیوب رہی ہے اس کی
تشمیر نہ کرو نجم غمزہ سا ہو گیا

تم تو کر ڈپٹی کی ٹرکی ہو تمہیں کیا عیوب رہی ہے؟
بدر دپڑی اور نجم کے پاؤں پکڑ لئے۔

خدا را خاموش رہو بھئی! میں یہاں مرد بن کر کام کر رہی ہوں اگر میرا
راز ناش ہو گیا تو میں ایک بار پھر جگہ جگہ کی تھوکریں کھانے پر مجبور
ہو جاؤں گی۔

نجم تڑپ کر پیچھے ہٹ گیا اور زندھی ہوئی آواز میں کہا

بھائی کہہ رہی ہو تو پھر بناؤ کیا عیوب رہی ہے تمہیں؟

بدر کھڑی ہو گئی علیحدگی میں سیٹھ کر بناؤں گی بھئی!

نجم نے آگے بڑھ کر ایاز کی ٹیکسی کا پچھلا دروازہ کھول دیا

ادھر آکر بیٹھو! اور بناؤ کیا بنتی تم پر

بدر ایاز کی طرف دیکھنے لگ گئی جیسے اس کی اجازت چاہ رہی ہو

نجم نے اس کی ہمت بندھا لی۔ ایاز کی طرف کیا دیکھتی ہو وہ کچھ نہیں

کہتا میں ذمہ دار ہوں تم آؤ بیٹھ جاؤ۔

بدر اندر بیٹھ گئی رنجم باہر ہی دروازے کے پاس کھڑا رہا ایاز

اسی طرح خاموش اور چپ بیٹھا سگریٹ پی رہا تھا اور بدر دروازے

پر نجم کو اپنی تاریک رات کی طرح سببہ کہا فی سنا رہی تھی نجم بھی

رد پڑا تھا بدر نے دیکھا ایاز بھی اپنی آنکھیں خشک کر رہا تھا

بدر اپنی کہانی کہہ کر خاموش ہو گئی اور سر جھکائے روئے گی نجم نے

اسے دلا دیا روئے سے کیا حاصل بدر! جو ہونا تھا ہو گیا اب ہم نہیں

مزید دیکھنے نہ کھانے دیں گے آج سے تم میری بہن ہو اور میں خود تمہاری

حفاظت کروں گا رتم رہ کہاں رہا ہوں۔

ڈانگرن کی آستین سے بدرتے اپنے آنسو صاف کیئے

ناظم اور سونے اپنے گھر میں ایک کمرہ دے دکھا ہے اس میں رہتی ہوں

نجم نے ایاز کی طرف دیکھا وہ اسی طرح کھویا کھویا سا بیٹھا تھا

نجم نے ہاتھ کے اشارے سے بدر کو باہر آنے کے لئے کہا وہ

چپ چاپ دروازہ کھول کر باہر آگئی نجم اسے اپنے رکشے کی اڑ

میں سے گیا اور سرگوشی کے انداز میں کہا

ایک بات پوچھتا ہوں سچ سچ کہنا

پوچھو!

آہستہ آہستہ ایاز نہ کہن لے کیا تم اس سے محبت کرتی ہو

کس سے؟

یہی اپنے ایاز سے اور کس سے

بدر بچاری خاموشی سے نجم کو گھورنے لگی۔

بتا دو بتا دو۔ شرماتی کیوں ہو کیا تمہیں محبت ہے اس سے

بدر نے سر جھکا لیا۔

مال میں نے زندگی میں آج تک کسی سے محبت نہیں کی میں اس لفظ سے

چڑ جاتی تھی یہ پہلی ہستی ہے جسے میں نے دل کی گہرائیوں سے ٹوٹ

کر پیار کیا ہے اس کے بغیر جینے کا اب میں تصور بھی نہیں کر سکتی۔

نجم نے اس کے کان میں کہا

تم نکرہ نہ کر تا میں آج سے ایاز کو تم سے شادی پر آمادہ کرنا شروع کر

دل کا اور مجھے امید ہے میں اسے تم سے شادی کرنے پر مجبور کر دوں گا

بدر غشی میں مسکرائی۔

سچ بیٹا!

تم خود دیکھ لینا میں ایک روز ایاز کو دکھاؤں گا

نجم ایاز کے پاس آیا اور اس کا سر پکڑ لیا

کہاں ہو آج؟

ایاز فوراً سنبھل گیا اور دروازہ کھول کر باہر آگیا

ذرا تھکاوٹ اور سستی محسوس ہو رہی ہے آؤ چائے پیتے ہیں

میں میں جلدی میں ہوں گا رڈن ٹاؤن سے ایک سواری لے کر دیلو

شیش جانا ہے اس نے اپنی رکشہ سٹارٹ کی اور چلا گیا۔ ایاز وہیں

کھڑے کھڑے پھر سگریٹ پینے لگا اور بدر گاڑی صاف کرنے لگی۔

اتنے میں ناظم آگیا اور منہ بسررتے ہوئے ایاز سے کہا

دیکھو بھیا وہ شوکت ابھی آیا ہے اور گاڑی پہلے مینر پر کھڑی کر لی

ہے دو تین ڈرامہ گروں نے منع بھی کیا ہے مگر باز نہیں آتا آج اس کا ایک

ساتھ بھی اس کے ساتھ آیا ہے اور خواہ مخواہ میں جھگڑا کرتے پرتے

ہوئے ہیں

جواب میں ایاز نے کچھ بھی نہ کہا اور گاڑی میں بیٹھ گیا۔ بدر بھی دروازہ کھول کر اس کے ساتھ بیٹھ گئی۔ ناظم جلدی جلدی دروازہ کھول کر پیچھے بیٹھ گیا۔ ایاز نے گاڑی لاکر شوکت کی گاڑی کے اوپر کمر دی۔ شوکت اور اس کا ساتھی گاڑی سے باہر آئے شوکت ایاز کے

قریب آتا ہوا بولا

اپنے نمبر پر جا کر گاڑی کھڑی کرو

ایاز نے کوئی جواب نہ دیا اور سگریٹ سلگانے کے لئے پیکٹ جیب سے نکالا۔ شوکت نے ہاتھ اندر بڑھا کر اس کا گمہ بیان پکڑ لیا۔

سننا نہیں تم نے

بدر گھبرا گئی تھی۔ ایاز نے اپنا گمہ بیان چھڑا کر اسے پیچھے دھکیل دیا۔ دوبارہ جیب وہ ایاز کے قریب آیا تو ایاز نے دروازہ کھول کر بڑی تیزی سے پیچھے گھمایا جو شوکت کو لگا اور وہ چکر اکر نہ بن پڑا۔ گمہ ایاز باہر نکلا اور اس پر پاؤں کی ٹھٹھہ کودنے سے پلچھاڑ کر دی۔ اس کا دوسرا ساتھی جیب آگے آیا تو وہاں کھڑے چند ڈرائیوروں نے اسے پکڑ لیا اور مارنا شروع کر دیا کچھ ڈرائیور شوکت کی طرف بھی آئے اور ان پر مکوں کی بارش کر دی۔ ایاز اب خاموش کھڑا انہیں پلٹا دیکھ رہا تھا جب وہ خوب پٹ پٹ چکے تو ایاز نے ڈرائیوروں کو پیچھے ہٹاتے ہوئے شوکت کو پاؤں کی سخت ٹھوکر ماری

اٹھو اور اپنی گاڑی اپنے نمبر پر لے جاؤ شوکت اٹھا اور چپ چاپ اپنے ساتھی کے ساتھ گاڑی وہاں سے نکال کر سب سے آخر میں جا کھڑی کی۔ ایاز سامنے والے ہوٹل میں داخل ہوا اور ایک خالی میز پر خاموشی سے بیٹھ گیا۔ وہ ابھی تک سوچوں میں الجھا ہوا تھا کہ اس کے کانوں میں کسی کی آواز مگرائی۔

میں یہاں بیٹھ سکتا ہوں۔

ایاز نے نکلا نہیں اٹھا کر سامنے دیکھا۔ بدر کھڑی تھی اور اسے ٹٹٹکی باز سے رہی تھی ایاز نے اپنے سامنے کرسی کی طرف اشارہ کیا۔

بیٹھ جاؤ

بدر بیٹھ گئی اور دوبارہ اس نے غمزہ سے لہجے میں پوچھا آج اس قدر اداس کیوں ہو مجھے بار بار پوچھنے کا حق تو نہیں پہنچا پھر بھی میں

ایاز ٹال گیا۔

ایسی کوئی بات نہیں رتم یہ بتاؤ گھانا تم نے ابھی کھانا ہے نا ہاں کھانا تو ابھی کھانا ہے۔

ایاز نے میز پر پڑا ہوا گلاس اٹھایا اور اس سے ٹیبل کھٹکھٹایا۔

فورا اس کے سامنے اکھڑا ہوا۔
ایاز نے گلاس مکھ دیا

کیا پکا ہے

بیرہ ایک ہی سانس میں کہہ گیا

آلو گوشت، گوشت، بھنا مصالحہ، چکن مصالحہ، پاک گوشت
مسٹر قیصر، پھلی، خالی سیرمی، سادہ گوشت۔
دو چکن مصالحہ اور ساتھ دو پیسٹ وہی بھی لے آؤ۔ جلدی کرو۔ میں نے
جانا بھی ہے۔

بیرے نے فی الفور ان کے سامنے کھانا لگا دیا اور وہ کھانے لگ
گئے اس کے بعد دونوں نے چائے پی ایاز نے بن ادا کیا ادباً ہر اک
وہ اپنی گاڑی میں بیٹھ گیا، بدر بھی دروازہ کھول کر اس کے ساتھ بیٹھ
گئی اور دیکھتے ہوئے ہیچ میں کہا
میں تم سے کچھ کہنا چاہتی ہوں ایاز!
اس کی طرف دیکھ کر بیرہ ایاز نے کہا
کہہ دو جو کہنا ہے

میری بربادی کی کہانی تم نے سن لی ہوگی
سن چکا ہوں

میں اس زندگی سے تنگ آ گئی ہوں میں تم سے پناہ ادھر سہارے کی

درخواست کرتی ہوں، اس کے ساتھ ہی بدر آگے بڑھی اور ایاز
کے پاؤں پکڑ لیے

ایاز نے اس کے ہاتھ پیچھے ہٹا دیئے اور طنزاً کہا

میں نے شروع میں ہی تم سے کہا تھا کہ رفوان کے ساتھ مت گھومو!

غلطی ہو گئی تھی معاف کر دو

میں تمہاری اور خیم کی گفتگو سن چکا ہوں میرے کان بہت باریک ہیں

وہ پوز فٹ ہے جس نے تمہیں جھوٹی تسلی دے دی ہے میں تم سے شادی

میں نہیں کر سکتا۔

بدر کی آنکھوں میں آنسو آگئے۔

کیا میں دھبہ پوچھ سکتی ہوں

میری کچھ مجبوریاں ہیں

کیا مجبوریاں ہیں تمہاری

جو میں تم سے کہہ نہیں سکتا ایاز نے اسے پرانی ٹھوکر لگائی، میں ایک

معمولی ٹیکسی ڈرائیور ہوں مجھے تو تمہارے ساتھ اس سلسلہ میں بات کرنے

کی جرات بھی نہ کرنی چاہیے

بدر زیادہ رو دی

خدا کے لئے اب طنز کے تیر نہ مارو ایاز، میں تم سے پھر معافی مانگتی ہوں

اس نے دوبارہ ایاز کے پاؤں پکڑنا چاہے مگر ایاز نے اسے ایسا نہ

کمرے دیا۔

دیکھو بدر! جہاں تنگ شادی کا تعلق ہے میرا جواب اب ہم
ادس سو سال بعد بھی نہیں ہی گا۔ شادی میں تمہارے ساتھ نہ کرنا
چاہتا ہوں اور نہ کروں گا۔ رہی تمہاری حفاظت اور کفالت نوازے
میں اپنا فرض سمجھوں گا۔

ایاز کی ٹیکسی کی طرف کچھ سواریاں آگئیں۔ بدر پچا رہی آستین
سے آنسو پونجھتی ہوئی نیچے اتر گئی۔ اور ایاز سواریاں لے کر چلا گیا۔

دوسرے روز ہم پھر کے قریب اس نے اپنی ٹیکسی سٹینڈ پر لا
کھڑی کی اور اپنی باری کا انتظار کرتے لگا رہوڑی دیر بعد ناظم اور منو
آگئے اور اس کی گاڑی پر کپڑا مارنے لگے۔ آج بدر ان کے ساتھ نہ
تھی۔ ایاز نے سر باہر نکال کر ادھر ادھر دیکھا مگر وہ کہیں بھی دکھائی نہ
دے رہی تھی۔ ایاز نے مجبوراً ناظم سے پوچھا۔

آج بدر کہاں ہے ناظم!

ناظم کا رنگ مہیکا ہو گیا تھا بڑی ہی افسردگی سے اس نے جواب دیا۔

وہ بیمار ہے بھیا!

ایاز نے پریشانی سے پوچھا۔

بیمار ہے؟

ہاں بیٹیا! اسے کل کا سخت بخار ہے۔ کل یہاں سے وہ باری چلا گیا تھا وہ اپنے جسم کو ہاتھ بھی نہیں لگانے دیتا اور درد ہاتھ پیرا رہ گیا کی نے اس کا دل دکھایا ہے تم نے تو اسے نہیں کچھ کہا بیٹیا اس نے ہمیں بھی اپنے کمرے سے نکال دیا تھا ہم دونوں بھائی باہر کھڑے ہو کر کہہ سکتے رہے تھے وہ ساری رات بچکیاں لے لے کر روتا رہا ہے بھر نہیں کیا ہو گیا اسے۔

ایاز نے اسے جھک گیا تھا اور وہ بے حد پریشان دکھائی دے رہا تھا ناظم نے پھر کہا

ہم سے تو اس کی حالت نہیں دیکھی جاتی بیٹیا پچارے کا نہ باپ نہ ماں نہ بہن نہ بھائی اسے کچھ ہو گیا تو ہم بھی گنہگار ہیں گے بیٹیا میں نے اسے کہا تھا کہ چلو تمہیں ڈاکٹر کے پاس لے چلوں تو وہ کہتا تھا کہ میری زندگی کے دن اب پورے ہو گئے ہیں میں اس کمرے میں ہی تڑپ تڑپ کر مر جاؤں گا۔

ایاز اور زیادہ بیتاب ہو گیا۔

تم بیٹھے میرے ساتھ میں اسے خور ڈاکٹر کے پاس لے کر چلتا ہوں ناظم کاٹھی میں بیٹھ گیا منو تم یہی نہ ہو ہم ابھی آتے ہیں

ناظم کے گھر کے سامنے ایاز نے گاڑی روکی ناظم نے ایک کمرے کی طرف اشارہ کیا اس کمرے میں ہے بیٹیا۔ تم اکیلے ہی اندر جاؤ

میرے ساتھ تو وہ ناراض ہو گا

ایاز دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا معمولی اور بوسیدہ سی ایک کھا پر میلی سی ایک چادر بھی ہوئی تھی کوئی تکیہ وغیرہ نہ تھا وہ ٹٹکلی بانڈھے چھت کی طرف دیکھ رہی تھی اور آنکھوں سے آنسو نکلی کر اس کے رونا رہا پھر ہوتے ہوئے اس میں چادر کو جھگوڑے تھے۔ ایاز نے دیکھا اس کی آنکھیں لال سرخ ہو گئی تھی ایاز کے اندر آنے کا بھی اس نے کوئی ٹوٹس نہ لیا اور اسی طرح وہ پڑی رہی اور آتے ہی رہے۔

ایاز نے آگے بڑھ کر اس کا ہاتھ پکڑ کر ہلایا بد رہا

بد رہنے بڑی مشکل سے سر کھڑا اپنی سر بھی ہوئی آنکھوں سے ایاز کی طرف دیکھا پھر دوبارہ اس نے چھت کی طرف ٹٹکلی بانڈھی ایاز نے پھر اسے پکڑ کر بھجھوڑا۔

اسٹو میں تمہیں ڈاکٹر کے پاس لے کر چلتا ہوں، ایاز نے جب اس کے بدن کو ہاتھ لگایا تو یوں محسوس ہوتا تھا جیسے گرم لوہے کو چھو لیا گیا ہو۔ بد رہنے مرنے دوسری طرف پھیر لیا اور بچکیاں لے کر روتے ہوئے کہا میں اب کہیں نہیں جاؤں گا ایاز ابھی اسی کمرے میں پڑے رہتے دوا سکون سے مرنے دو۔ ایاز نے اس کا رخ پھر اپنی طرف کیا اور اپنے رومال سے اس کے آنسو پونچھے۔

بدر نے انکار کر دیا

میں نہیں پہنوں گی

جلدی کر دو برہم ہو رہی ہے میں نے ابھی ڈاکٹر کے پاس بھی جانا ہے

بدر نے کپڑے ایک طرف رکھ دیئے

میں نہیں پہنتی یہی ٹھیک ہے

ایاز نے ذرا سی ناراضگی میں پوچھا

نہیں پہنوں گی؟

بدر نے غور سے ایاز کی طرف دیکھا پھر اس کے گلابی ہونٹوں پر ہلکی

سی مسکراہٹ بکھر گئی۔

پہنتی ہوں پہلے تم ایک طرف تو رہو

ایاز بھی مسکرا دیا راہ سبھا اچھا ذرا ٹھہر دو وہ اندر آیا اور گاڑی

کے سارے پردے کھینچ کر اس نے شیشے ڈھانپ دیئے پھر دروازہ بند

کر دیا اور وہ پیچھے ہٹ کر منگھ بیٹ پینے لگا۔

کچھ دیر تک اندر کھسر کھسر ہوتی رہی پھر بدر کی آواز آئی

آ جاؤ ایاز۔

ایاز دروازہ کھول کر اندر آیا بدر ڈانگی می اتار کر ساڑھی پہن

چکی بٹنی اور بے حد غصہ صورت دکھائی دے رہی تھی اس موقع پر سحر بھی

اگر اس کے پاس ہوتی تو یہیں دکھائی دیتی جیسے موتی کے پاس ہتھکڑا ہو

بچے نہ بتو! دیکھو تو تمہیں کتنا تیر بخار ہے میں تمہیں ڈاکٹر کے پاس لے

چلتا ہوں فوراً ٹھیک ہو جاؤ گے۔

بدر نے بڑی مایوسی سے جواب دیا

جاؤ چلے جاؤ ایاز! مجھے تنہا چھوڑ دو۔ میں کسی ڈاکٹر کے پاس نہیں

جانا چاہتا ہوں اب مرنا چاہتا ہوں اسی طرح مجھے اس زندگی سے نہایت

مل سکتی ہے۔ اب مجھے کسی کی حفاظت اور کفالت کی ضرورت نہیں۔

ایاز کی آنکھوں میں بھی آنسو آگئے تھے اس نے ہاتھ آگے بڑھا کر

بدر کو چار پائی سے اٹھالیا بدر نے اس بار کوئی اعتراف اور مزاحمت نہ کی

ایاز اسے گاڑی میں لایا اور اپنے ساتھ بٹھالیا ناظم پیچھے بیٹھ گیا۔

سٹینڈ پر آکر ناظم کو اس نے اتار دیا اور ٹیکسی وہ انارکلی کے پاس

لے آیا اور ایک دوکان میں گھس گیا وہاں سے اس نے تین سٹے سلائے

زنانہ جوڑے خریدے جو غصے قیمتی تھے پھر دو ساڑھیاں بھی لیں۔ بالکل

ایسی ہی جیسی اس نے سحر کے لئے خریدی تھیں اور ساتھ ہی اس نے

دو بڑے توپے بھی لے لئے پھر وہ ساتھ والی دوکان میں گیا اور دو

زنانہ جوڑے بھی خرید لئے۔

دوبارہ وہ ٹیکسی میں آیا اور سارے کپڑے اور جوڑے اس نے

بدر کے پاس رکھ دیئے اور بڑی مہردمی سے کہا۔

یہ ڈانگہ می اتار دو اور ان کپڑوں میں سے کوئی جوڑا پہن لو۔

اپنی ڈانگری، جوتے اور ٹوپی بدرتے پھلی سیٹ پر رکھ دیئے رتھے
اس کے بال اب گردن تک آگئے ہوئے تھے اور بڑے خوبصورت لگ
رہے تھے۔ بیمار ہونے اور ٹیکسی میں بند ہونے کے باوجود اس نے ساڑھی
کچھ ایسی مہارت سے پہنی تھی کہ داد دینے کو جی چاہتا تھا
ایاز اسے ٹانگی باندھے دیکھ رہا تھا

دھیمے سے مسکراتے ہوئے بدرتے کہا

اب چلو کیا دیکھ رہے ہو پہلے تو مشورہ کر رہے تھے۔ دیر ہو رہی ہے

ایاز نے جب سے کنگھی نکال کر اسے دی

پہلے اپنے بال تو ٹھیک کر دو

بدر نے جلدی جلدی بال ٹھیک کر کے کنگھی لوٹادی

چلو نا اب

ایاز نے اب اسے تولیہ تھا دیا

اپنا منہ بھی صاف کر دو

ایاز نے گاڑی چلا دی اور بدر تولیہ لے کر منہ صاف کرنے لگی۔

ایک لیڈی ڈانٹر کے کلیننگ کے باہر ایاز نے گاڑی روکی اور پھر

بدر کو سہارا دیتا ہوا اندر لے گیا۔ چلتی ہوئی نیسٹری ساڑھی ادنیٰ

پہی میں بدریوں لگ رہی تھی جیسے کوئی نئی فریبل دھن ہو۔

لیڈی ڈانٹر نے بدر کا معائنہ کرنے کے بعد ایاز سے کہا۔

ڈاکٹر نے حیرت سے کہا

کمال ہے پھر ان کی یہ حالت کیسے ہو گئی ہے مہر حال آپ انہیں خوش رکھنے

کی کوشش کریں۔ ایاز کے اس جواب پر بدر کی عجیب حالت تھی اندر ہی

اندر وہ بے حد خوش تھی مگر کمال ضبط سے کام لیتے ہوئے اس نے اپنے

چہرے پر متانت پھیلا رکھی تھی۔

ایاز نے پھر پوچھا

انہیں بیمار کیا سے ڈاکٹر!

ڈاکٹر مسکرا دی

آپ بھی بھرے ہی ہیں میں نے کہا ہے نا آپ انہیں خوش رکھنے کی کوشش

کریں خود ہی ٹھیک ہو جائے گی

بدر کو سہارا دے کر ایاز پھر باہر لایا اور گاڑی میں بٹھانے کے بعد وہ

سامنے والے میڈیکل سٹور کی طرف چل دیا۔ بدر نے آہستہ سے پوچھا

اب کہاں چلے ہو۔

ایاز نے اسے ڈاکٹر کی چٹ دکھائی

یہ دوائی نہ لاؤں

بدر اس کا انتظار کرنے لگی دوائی لے کر وہ واپس آیا اور
گاڑی پھر چل دی اب وہ بنی پورہ کی بجائے وحدت کالونی کی طرف
جا رہا تھا بدر نے غمزہ سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا کدھر جا
رہے ہو؟

ایاز نے اس کی طرف دیکھے بغیر ہی کہا
اپنے گھر

بدر خاموش ہو گئی اور سامنے دیکھنے لگی اس کے چہرے پر دور دور
ایک خوشی اور سکون ہی سکون تھا

ایاز گھر داخل ہوا ٹیکسی روک کر وہ نیچے اترا اور بدر کی طرف
آتے ہوئے اس نے پوچھا

چل لوگی یا میں بے چلوں اندر؟ اس نے دوازہ بھی کھول دیا
بدر گاڑی سے باہر نکلنے لگی
کوشش کر کے دیکھتی ہوں

گاڑی سے وہ باہر نکلی اور دوازہ پکڑ کر کھڑی ہو گئی
ایاز نے اس کے دونوں کندھے پکڑ کر تھام لیا
میں چل سکو گی میرے ساتھ آہستہ آہستہ چلو

ایاز بدر کو کمرے میں لایا اور اپنے بستر پر لٹا دیا پھر وہ باہر
آیا گاڑی سے بدر کے کپڑے نکالے ساتھ ہی پانی کا ایک گلاس بھر کر

اندھے گیارہ پڑے اس نے صوفے پر رکھ دیئے اور پانی کا گلاس میز پر رکھتے ہوئے اس نے کوٹ کی جیب سے ڈاکٹر کی لکھی ہوئی دوائی کی ایک پڑیا نکالی اور بدر کے سر تلے اپنا ہاتھ رکھتے ہوئے اس نے اسے بٹھانے ہوئے کہا۔
دوائی پی لو؟

بدر نے دونوں تکیے نیچے اوپر رکھے اور ان کی ٹیک لیتے ہوئے کہا
رہنے دو دوائی اب میں ٹھیک ہو جاؤں گی
ایاز نے دوائی اس کی ہتھیلی پر رکھی اور پانی کا گلاس آگے بڑھا دیا
پانی لو درنہ پھر بخار ہو جائے گا۔

بدر نے دوائی پی لی رگلاس لے کر ایاز نے میز پر رکھا اور پھر بدر سے کہا
یہ تمہارے دوسرے کپڑے بھی پڑے ہیں۔ ڈریس بدل چاہتی ہو تو تبدیلو
میں ذرا باہر جا رہا ہوں۔
بدر نے پریشانی سے کہا

کہ صبر جا رہے ہو تو زمیں کیا یہاں اکیلی پڑی رہوں
تم کوئی سڑک پر سٹو پڑی ہی پڑی ہو یہ اپنا گھر ہے میں تمہارے لئے کچھ
چیزیں لانے بازار تک جاؤنگا اور جلدی ہی واپس آ جاؤں گا
شام بھی ہو رہی ہے؟
کیا ہوا میں ساری لائٹیں آن کر جاتا ہوں

اچھا جلدی جاؤ اور جلدی آؤ

ایاز نے ساتھ والے کمرے میں سے کھانے کا مفراس لیا اور
چلا گیا بازار سے اس نے کھانا لیا پھر بدر کے لئے تین چار قسم کا فروٹ
خریدا اور جب وہ گھر واپس آیا تو خچر بھی آیا ہوا تھا اور بدر کے پاس
بیٹھا بائیں کمرہ تھا ایاز نے کھانا اور فروٹ دونوں بدر کے پاس میز
پر رکھ دیئے اور پھر خچر سے پوچھا
کس وقت آئے ہو

کافی دیر ہو گئی۔ شاید جس وقت تم گئے تھے اسی وقت ہی میں آ گیا تھا
مجھے تو جھوک بھی سخت لگی ہوئی ہے شک ہے تم کھانا بھی لے آئے ہو۔
تڑکھ لونا دیکھتے کیا ہو
بیٹھو پھر

میں تو پہلے نہاؤں گا پھر کھاؤں گا کھانا بدر سے پوچھ لو اگر اس کا دل چاہتا
ہے کھانے کو تو تم دونوں بہن بھائی کھاؤ۔ میرا کیا ہے بعد میں کھاؤں گا
خچر ہنس دیا

آج تو بڑے مسکین بن رہے ہو۔ شاید بدر کی وجہ سے ہم اکیلے کیسے
کھا سکتے ہیں۔ تم نہاؤ تو سب ہی بیٹھ کر کھائیں گے۔ ساتھ ہی اس نے
بدر سے پوچھا
کیوں بدر! تم بھی کھانا کھاؤ گی نا

بدر نے بیزاری کے انداز میں سر ہلا دیا
 نہیں بھیا جی نہیں چاہتا تم دونوں بھائی میں بیٹھ جاؤ اور کھالو
 ایاز نہلنے چلا گیا۔ نجم اور بدر باقیں کرتے رہے پھر دونوں نے
 مل کر کھانا کھایا نجم اٹھ کر برتن سمیٹ آیا پھر وہ رات تقریباً گیارہ بجے
 تک بدر کے پاس بیٹھے باقیں کرتے رہے ایاز کو شاید نیند آرہی تھی
 اس نے جمائی لیٹتے ہوئے نجم سے کہا

مجھے نیند آرہی ہے تم یہی بدر کے پاس ہی بیٹھو اور یہ میز پر جو رکھی
 پڑی ہے اسے ہر نین گھنٹے بعد اسے کھانا ہے۔
 نجم کھڑا ہو گیا اور ایاز کے کندھے دبائے لگا

میرا اچھا چھوٹا بھائی نہیں؟ مجھے آج سخت نیند آرہی ہے تمکا ہوا بچہ
 ہوں۔ تم خود ہی بیٹھ یہاں ساتھ ہی اس نے شرارت سے بدر کی طرف
 دیکھتے ہوئے کہا اور پھر یہاں بیٹھنے کا حق بھی تمہارا ہی بنتا ہے
 قبل اس کے ایاز کچھ کتابت نجم باہر جا چکا تھا ایاز نے اٹھ کر بدر
 کو روائی دی اور کرسی کیچنگ کر اس کے قریب بیٹھ گیا۔ بد آہستہ آہستہ
 پھر اٹھ کر بیٹھ گئی

کیا بات ہے ایاز نے پوچھا

بدر نے صوفے پر پڑے ہوئے کپڑوں کی طرف اشارہ کیا
 مجھے وہ کپڑے دے دو میں ساڑھی اتار کر شلوار قمیض پہن لوں۔

ایاز اٹھا اور وہ کپڑے اٹھا کر اس نے بدر کے سامنے رکھے اور خود
 کمرے سے باہر نکل گیا بستر پر بیٹھ ہی بیٹھ بدر نے ساڑھی اتار کر
 شلوار قمیض پہن لی اور دوبارہ لیٹ گئی۔ ایاز ابھی تک باہر ہی تھا۔
 بدر نے کچھ دیر انتظار کیا پھر بھی جب وہ نہ آیا تو اس نے ایاز کو پکارا
 ایاز!

ساتھ دلے کمرے سے اس کی آواز آئی
 جی

ادھر کیوں بیٹھ گئے ہو۔ آ جاؤ نا ادھر
 تم نے کپڑے بدل لئے ہیں

ہاں

ایاز اندر آیا میز پر بدر کی ساڑھی پڑی ہوئی جسے اس نے
 اٹھا کر صوفے پر رکھ دیا اور کرسی پر جم گیا اور میز کے پچھلے خانے
 میں پڑی ہوئی چار کتابوں میں سے ایک کتاب اٹھائی اور پڑھنے لگا۔
 بدر اسے کافی دیر تک بڑی بے شوق نگاہوں سے دیکھتی رہی پھر نیند
 اس پر غلبہ کر گئی اور وہ سو گئی

صبح جب بدر کی آنکھ کھلی تو اس نے دیکھا کہ ایاز کے دونوں پاؤں
 بوڑوں سمیت اس کی چھاتی پر پڑے تھے کرسی کی پشت پر اس کا سر
 ایک طرف ڈھلک گیا تھا اور وہ سویا ہوا تھا۔ کافی دیر تک بدر اسے

اس حالت میں مٹی مٹی لگا ہوں سے دیکھتی رہی اس نے اپنی چھاتی سے اس کے پاؤں نہ ہٹائے تھے اپنے بدن میں اب وہ کافی تقدیر محسوس کر رہی تھی رات پسینہ آنے سے اس کا بخار اتار چکا تھا اور اب صحت مند اور چاک دہر بند دکھائی دے رہی تھی

کافی دیر تک باہر اسے اس حالت میں دیکھتی رہی۔ ایاز کے پاؤں اس کے اوپر ہی پڑے رہے پھر اس نے بستر سے ہاتھ باہر نکالے ایاز کے برٹوں کے تسے کھولے برٹ علیحدہ کر کے اس نے جلا میں بھی اتار دیں اور اپنا سر اٹھا کر اس نے کئی بار ایاز کے دونوں پاؤں چوم لئے اس کے بعد بدر نے ایاز کے پاؤں اپنے گالوں پر کھینچ لئے اور اپنے ہاتھوں سے انہیں آہستہ آہستہ سہلاتے ہوئے اس نے بیخودی کے عالم میں آنکھیں بند کر لیں۔

مگر زیادہ دیر نہ گزری تھی کہ ایاز نے پاؤں کھینچ لئے۔ بدر نے دیکھا وہ آنکھیں ملتا ہوا کھڑا ہو گیا اس کی آنکھیں بوجھل جھپکیں شاید ساری رات جاگتا رہا تھا بدر بھی اٹھ کر بیٹھ گئی۔

دوائی پیو گی ایاز نے پوچھا

بدر اپنے کپڑے درست کرتی ہوئی پلنگ سے نیچے اتر گئی اور جوتے پہننے لگی اب دوائی کی ضرورت نہیں بن یا لکی میٹیک ہوں بدر اگے بڑھی اور ایاز کے ہاتھ پکڑ لئے

برٹ کیوں پہن رہے ہو؟

ایاز نے حیرانگی سے اس کی طرف دیکھا

تو کیا کروں؟

تم ساری رات جاگتے رہے ہو سو جاؤ اٹھ کر

دوسرے کمرے میں جا کر سوتا ہوں آج ویسے بھی میں نے گاڑی نہیں لے جانی۔

بدر نے اس کے برٹ اتار دیئے

اسی بستر پر لیٹ جاؤ

ایاز عجیب سی شش و پنج اور تذبذب میں پڑا ہوا تھا بدر نے

اس کے ہاتھ کھینچ کر اٹھایا اور بستر پر بٹھا دیا۔ ایاز ایسے لگ رہا

تھا جیسے سحر زدہ سا ہو گیا ہو بدر نے اس کی چھاتی پر ہاتھ رکھتے

ہوئے اسے لٹا دیا اور اس پر چادر ڈال کر وہ باہر آئی اور بخم کے

کمرے کا دروازہ آکھٹکھٹایا

بخم! بخم بھائی!

بخم آنکھیں ملتا ہوا اٹھا چیل پہن کر وہ باہر آیا اور حیرت سے پوچھا

تم اتنی جلدی اٹھ گئی ہو بدر رات کو تم بیمار تھی اور ابھی بھاگتی پھرتی

ہو کیا چکر ہے یہ؟

بدر ہنس دی

اب میں بالکل ٹھیک ہوں

ہاں یہاں آکر تم نے ٹھیک تو ہونا ہی تھا۔ اب بدلو میرے لئے کیا حکم ہے۔

تم ذرا بازار سے مجھے ناشتے کا سامان لا دو تو ناشتہ گھر پر کچے گا

ہاں

نجم نے خوشی میں ہاتھ ملتے ہوئے کہا

ادریل بھابی! چہ جہ سواری! ابھی تو تم میری بہن ہی ہو، دیے گہراؤ مت آج میں ایاز سے شادی کی بات کروں گا اور شام تک تم دونوں کا نکاح بھی کر دوں گا۔ بد شر ماتی ہوئی داپس مڑ گئی۔

نجم نے پھر کہا

ارے اس میں شرم کیسی، شادی تو تم دونوں کی ہونا ہی ہے، اور ہاں تم غور ٹی دیر آرام کرو میں ناشتے کا سامان بھی لے آتا ہوں اور یہ بھی بتاؤں گا کہ آج میں رکشہ نہ چلاؤں گا اور ایاز کہاں ہے۔

بدلو پھر دک گئی۔

سادھی رات میرے پاس بیٹھ کر جاگتا رہا ہے اب میں نے اپنے بستر میں سلا دیا ہے۔

جاگتا رہا ہے تو کوئی احسان نہیں کیا یہ اس کا فرض تھا۔

بدلو مسکرا کر رہ گئی

نجم نے جلدی جلدی غسل کیا اور ایاز کی گاڑی لے کر چلا گیا۔

بدلو نے ایک لمبی سی چھڑی کے ساتھ کپڑا بانڈھا پہلے سارے کمروں کی دیواروں کو خوب جھاڑا پھر ایاز اور نجم کے سارے میلے کپڑے نکال کر

غسل خانے کے پاس ڈھیر لگا دیا اور غسل خانے سے پانی کی بالٹیاں

بھر بھر کر اس نے سارے کمرے کو خوب مایختہ مایختہ کر دھو ڈالے

جب وہ ایاز کا کمرہ دھو کر باہر نکلنے لگی تو اس کا پاؤں پھسل گیا

اور وہ فرش پر گر گئی بالٹی بھی فرش پر لگی رکرے میں کھٹکا ہونے سے

ایاز فوراً جاگ اٹھا، اس نے دیکھا بدلو سر پر گری ہوئی ہے اس کے

دیکھتے ہی دیکھتے وہ کھڑی ہو گئی، ایاز نے دیکھا اس نے آستین چڑھا

رکھی ہیں شاد اور بھی اوپر چڑھی ہوئی تھی اس نے یہ بھی دیکھا کہ اس

کے برٹ اپنی صبح جگہ پر بیڑے تھے اور چار پائی کے پاس اس کی چپل

رکھ دی گئی تھی بدلو اتنے میں باہر نکل گئی تھی ایاز نے بھی جلدی جلدی

چپل پہنی اور باہر آیا برآمدے میں کپڑوں کا ڈھیر لگا ہوا تھا اور اس

کے پاس بدلو کھڑی تھی، بالٹی ابھی تک اس کے ہاتھ میں ہی تھی، ایاز

نے حیرت سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا

یہ تم کیا کب رہی ہو؟

بدلو نے بڑے سہولے پن سے کہا۔

کردن کی صفائی کی ہے۔

ایاز نے پھر کمرے دیکھے اور دوبارہ بدر کے پاس
آتے ہوئے اس نے اس کے ہاتھ سے بالٹی لے لی اور سختی سے کہا
تمہارا دماغ تو بہن خراب ہو گیا صبح سویرے ہی تم نے یہ پلان کھول
لیا دوبارہ بیمار ہو جاؤ گی تو پھر مشورہ کر دو گی۔ ہٹ جاؤ ایاز چلے جاؤ
مجھے مرنے دو۔

بدر کے لب مسکرا اٹھے۔

اب نہیں کہوں گی
پر صبح ہی صبح تمہیں کیا مصیبت آن پڑی ہے یہ سب کچھ کرنے کی
بس صفائی کر دی ہے

اور یہ کپڑے کیوں ڈھیر کر دیئے ہیں

انہیں دھوؤ گی

ایاز نے اس کا بازو پکڑ کر کمرے کی طرف دھکیل دیا

جاؤ آرام کر جا کر رات کو بخار اترا ہے اور صبح کو دھوبی گھاٹ کھول

لیا ہے پھر بڑ جاؤ گی چار پائی پر اور روتی رہو گی

بدر نہ لب نہ لہو نہ لگی

کہا تو ہے بہن بخار ہو گا اب؟ وہ پھر ہار آئی اور کپڑے سیٹنے لگی
ان کو اب کیا کرنے لگی ہو۔ دھوبی آئے گا آج تو اسے دے دیں گے

لمت دھونا تم۔

میں دھوتی مجھے ٹھیک کر کے اندر تو رکھنے دو نا

اتنے میں بچم آگیا اور دونوں کو جھکراتے دیکھ کر پوچھا

کیا بات ہو گئی ہے

ایاز نے پھر غفگی سے کہا

دیکھ اس بدر کی حالت رات کے وقت اسے کتنا تیز بخار تھا اور

اب صبح ہی صبح اٹھ کر اس نے سارے کمرے جھاڑ دھوئے اور اب

یہ ہمارے کپڑے دھونے لگی ہے بچم نے ایک بار سارے کمرے کا جائزہ

لیا اور دوبارہ بدر کے پاس آکر کہا

کمرے تو تم نے اچھا کیا دھو ڈالے ہیں بہن پر یہ کپڑے رہنے دو

بدر کپڑے اٹھانے لگی

بچم نے پھر پوچھا

کیا کرنے لگی ہو۔

انہیں اٹھا کر اندر تو رکھ دوں نا

تم مجھے ہٹ جاؤ میں خود رکھ لیتا ہوں تم جا کر گاڑی سے ناشتے کا سامان

لگا لو اور ناشتہ تیار کر دو۔ باندھ چي خانے میں چرہا اور ہر چیز موجود ہے

بدر مجھے ہٹ کر کھڑی ہو گئی

میں ہر چیز دیکھ چکی ہوں۔

بجھ کپڑے اٹھا کر اندر لے گیا تو ایاز نے بدر سے پوچھا
تم ناشتے کا یہی انتظام کر رہی ہو
ناشتہ ہی نہیں اب کھانا بھی یہیں پکے گا تم نہا لو جا کر اتنی دیر میں
میں ناشتہ تیار کر لیتی ہوں ایاز نے کچھ دیر غور سے بدر کی طرف
دیکھا اور پھر غسل خانے میں چلا گیا۔ بدر گاڑی سے سامان نکال نکال
کر باورچی خانے میں رکھنے لگی۔

آخر بدر سے شادی کرنے میں تیار ہونا ہی کیلئے حالات کی تسائی
ہوئی لڑکی کو سہارا دینا کیا انسانیت کا تقاضا نہیں کیا ایک حالات کے
ماضیوں شامی ہوئی لڑکی کو اس کے پاؤں پر دوبارہ کھڑا کرنا انسانی فرائض
نہیں تم شادی پر سمجھ کر انکار کر رہے ہو کہ وہ بچا رہی ہے آبرو ہو چکی
ہے مگر اس کا بھی کیا قصور میرے اور تم جیسے مردوں نے ہی اسے غلط
راہ پر ڈالا کیا بے انصاف ہے کہ ایک بار وہ پھر ٹیکسیاں صاف کرتی پھرے
اور جگہ جگہ گلی گلی، سڑک سڑک اور در بدر کی ٹھوکیاں کھاتی پھرے
اس کو غلط راہ پر ڈالنے والا مرد
اسے بھٹکانے کا ذمہ دار مرد
اس کی عزت لٹنے والا مرد

اسے درد کی جھک کر یہی کھانے پر مجبور کرنے والا مرد

اس کی سادی تباہیوں اور بربادیوں کا فہم دار مرد — پھر
پھر اسے سہارا دینے والا بھی کہیں نہ مرد ہی ہو اسے صبح راہ پر ڈالتے
والا بھی مرد ہی کیوں نہ ہو اس کے لئے کوئی عورت تو نہیں آئے گی
جو اس کے ان دکھوں کا انالہ کرے گی تبیں اس سے شادی کرنا ہوگی
یہ میرا فیصلہ ہے مجھ اپنے سامنے بیٹھے ہوئے ایاز پر برس رہا تھا
جس کی گردن جھکی ہوئی تھی اور کمرے سے باہر بدر کھڑی ان کی
سادی گفتگو سن رہی تھی اپنا جھکا ہوا سر ایاز نے اذرا اٹھایا اس کے
چہرے پر گہری ریلانی تھی سردہ سی آواز میں اس نے جواب دیا۔
میں مجبور ہوں مجھ!

کوئی مجبور ہی نہیں تم مرث ٹالنا چاہتے ہو
اگر میں کہوں کہ میں کسی اور سے محبت کرتا ہوں تو پھر؟
تو پھر بہ جھوٹ ہے

میں کیسے پھر تبیں یقین دلاؤں؟
تو تم شادی نہیں کر گئے بدر سے

میں نے کہا جو دیا ہے کہ میں مجبور ہوں اس سے میں شادی نہیں کر سکتا
مجھ کھڑا ہو گیا

ٹھیک ہے تمہاری مرضی پھر میں اس کا بھائی ہوں وہ میری بہن ہے

میں اسے سنبھال لوں گا میں اسے سہارا دوں گا میں اس گھر میں ہی نہ رہوں گا
جس میں تم جیسا سنگدل بے رحم اور جلد ختم کا انسان بیٹا ہے
مجھ باہر آیا برا آدمی میں بدر دیوار کا سہارا لئے رو رہی تھی
مجھ نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا تم کیوں رو رہی ہو
جب تک میں زندہ ہوں تمہیں رونے کی کیا ضرورت ہے میں تمہارا
بھائی ہوں بچی میں کماؤں گا اور تم کھانا میں اپنا سامان لے لوں
اور چلیں یہاں سے اب ہم ایک پل بھی اس کے ہاں نہیں رہیں گے
تم بھی اس کے کپڑے اتار دو اور ڈانگہری پہن لو میں خود تبیں آج ہی
اس سے بھی اچھے کپڑے لیکر دوں گا بدر کھڑی سسک سسک
کر روتی رہی مجھ نے پھر کہا۔

چلو چلیں میری بہن ہم اپنا کمرے پر کوئی مکان لے لیں گے اور
اس کی نگاہوں سے درد وہاں رہیں گے خدا کی زمین بڑی وسیع
ہے انسان کسی کو کیا رسے گا میں اپنے کمرے میں جا کر اپنا سامان بیٹھا
ہوں اتنی دیر تک اپنے کپڑے تبدیل کر لو

مجھ اپنے کمرے میں چلا گیا بدر ایاز کے کمرے میں آئی اور
ساتھ ہی اتار کر اس نے ڈانگہری پہن لی برا کمرے میں آکر مجھ نے اسے
پکارا۔

چلو بدر چلیں۔

بدرد باہر آئی اور دونوں بہن بھائی بیرونی گیٹ کی طرف
 بڑھنے لگے۔ بدد ساس خیال سے کہ شاید ایاز باہر نکلے اور انہیں روک
 لے بار بار مڑ کر پیچھے دیکھ رہی تھی مگر ایسا نہ ہوا ایاز باہر آتا
 دکھائی نہ دیا اور وہ گیٹ کے پاس پہنچ گئے۔
 گیٹ کا ایک دروازہ کھلا تھا اور ایک بند تھا جب وہ دروازے
 سے باہر جانے لگے تو بند دروازے کے پیچھے سے ایک ہاتھ نکلا
 اور ان کا راستہ روک لیا۔ بدد یہی ان گئی تھی وہ ایاز کا ہاتھ تھا وہ
 دونوں باہر آئے انہوں نے دیکھا کہ ایاز دروازے سے ٹیک لگاٹے
 کھڑا تھا وہ سخت نڈھال سا ہو رہا تھا اس کے پاؤں کے قریب
 ہی سیاہ رنگ کا ایک ایٹھی بھی پڑا ہوا تھا نجم نے بڑی تشریفی
 میں اس سے پوچھا۔

اب کیا کہتے ہو ہیں ؟

ایاز نے بڑی مشکل سے اپنے آپ کو سنبھالا اور قریب ہی پڑا
 ہوا ایٹھی کیس اٹھائے ہوئے اس نے روتی ہوئی آواز میں کہا ۔
 تم دونوں بہن بھائی یہاں رہو میں خود ہی اس گھر کو چھوڑ رہا ہوں
 ساتھ ہی اس کی آنکھیں بھیگ گئیں اور اس نے سر جھکا لیا ۔

میری وجہ سے تم دونوں کو دکھ پہنچا ہے میں شرمندہ ہوں تم دونوں
 یہیں رہو میں چلا جاتا ہوں میں مجرم ہوں گنہگار ہوں مجھے جگہ جگہ اور

درد کی ٹھوکریں کھانے دو یہی میری سزا ہے اور یہی اس سلوک
 کا فیاضہ ہے جو میں نے تم سے روا رکھا ہے۔
 بدد بہی طرح رو پڑی تھی

نجم نے بھی دکھ بھرے ہجے میں کہا

یہ تنہا رکھ رہے میاں ! تم اپنے گھر میں رہو خدا کی زمین بت دیج
 ہے وہ ہمارے لئے بھی کوئی ٹھکانہ پیدا کر دے گا وہ رازق ہے
 اور پھر میں کیڑے کو بھی رزق فراہم کرتا ہے نہیں ہم دونوں سے
 نفرت ہے ہم جا رہے ہیں اب اکیلے اس گھر میں خوش اور شاد ہو
 ایاز نے دونوں کو دھکیل کر مکان کے اندر کر دیا اور پھر فوراً
 دروازہ بند کرتے ہوئے اس نے ہاتھ میں پکڑا ہوا ایٹھی زمین پر رکھ
 دیا اور دروازے سے ٹیک لگا کر کھڑا ہو گیا ۔

تم کہیں نہیں جاؤ گے نجم ! یہیں رہو مگر میرے پاس اس نے کھڑکی
 ہوئی آواز میں کہا ۔

نجم نے آگے بڑھ کر دروازہ کھولنا چاہا

ہم اب یہاں نہیں رہیں گے

ایاز نے اسے ہاتھ سے پیچھے دھکیل دیا

تم کہیں نہیں جاؤ گے نجم ! جاؤ دونوں اندر چلے جاؤ اگر مجھ سے
 اتنی ہی نفرت ہے تو مجھ کو یہیں خود میاں سے دفع ہو جانا ہوں

ایک بار میں پھر تم سے التجا کرتا ہوں کہ نہ جاؤ
میں اب پختہ ارادہ کر چکا ہوں جسے بھی تبدیل نہیں کر دوں گا
اگر میں شادی پر رضامند ہو جاؤں تو پھر
نجم نے اٹھی رکھ دیا اور حیرت سے پوچھا
تم شادی کے لئے رضامند ہو جاؤ گے
ایاز کا سر جھک گیا

ہاں نجم میں بدر سے شادی کے لئے تیار ہوں تم دونوں یہیں رہو
تمہارے بغیر رہنے کا میں سوچ بھی نہیں سکتا۔ نجم نے ایاز کو سینے سے
لگا لیا۔

اد ایاز! تم نے میرا دل خوش کر دیا ہے اب میں کہیں نہ جاؤں گا۔ ان
دونوں کے ایک طرف کھڑی یاد کی ہونٹوں پر خوشی کی بے کراں مسکراہٹ
مختی۔

تم کب تک شادی کے لئے تیار رہو۔ نجم نے پوچھا
جب تمہارا اچھا چاہے۔

میری تو مرضی ہے آج ہی شام سے پہلے پہلے ہو جائے
جس طرح مرضی ہے کرو مجھے کوئی اعتراض نہیں۔

نجم اٹھی وہیں چھوڑ کر ایاز کی گاڑی کی طرف بھاگا۔
میں ابھی جا کر بلد کے لئے شادی کے کپڑے لاتا ہوں۔ اور پھر آکر کہہ دوںی

پھر تو نہیں کوئی تنگ کرنے والا نہ ہوگا
نجم نے اپنا اٹھی زمین پر رکھ دیا
ہم ایک شرط پر بہاں رہیں گے
کیا شرط ہے؟
وہی شادی کی

بارے ہوئے جواری کی طرح ایاز نے کہا
مجھے سوچنے کے لئے کچھ بہت، دو

ہم پھر چلتے ہیں۔ تم سوچتے رہو جب سوچ چکو تو مجھے سٹینڈ پر اپنے
فیصلے سے آگاہ کر دینا۔ ساتھ ہی نجم نے پھر دروازہ کھولنے کی کوشش
کی تو ایاز نے اسے ایک بار پھر اسے پیچھے دھکیں دیا اور اس بار وہ
غصے میں کانپتی ہوئی آواز میں بولا
تم نہیں جاؤ گے نجم
نجم بھی غصے میں آگیا

ہم مزدور جاؤں گے تمہیں یہیں رکھنے کا کوئی حق نہیں ایاز کو پیچھے ہٹا کر
نجم نے دروازہ کھولنا چاہا اور جو نبی اس نے قدم باہر رکھنے کی کوشش
کی ایاز نے منت کے انداز میں کہا

مٹھرو نجم
نجم رک گیا۔ کہو۔

کر بلا لاؤں گا۔ وہ زور زور سے کہہ رہا تھا۔

آج میں بہت خوش ہوں ایاز بے حد خوش ہوں میں

ایاز نے گیٹ کھول دیا اور بنجم گاڑی لے کر چلا گیا۔ ایاز وہاں

کھڑے کھڑے چند لمحوں تک بدر کو گھورتا مچھرا آگے بڑھ کر اس

لے بدر کا کان پکڑ لیا اور زرا سا کھینچا

تم نے وہ کپڑے اتار کر یہ ڈانگہ کی کیوں پہنی ہے۔

بدر نے کوئی جواب نہ دیا

ایاز نے کان زور سے کھینچی

بولتی کیوں نہیں ہو۔

زرا غصے میں بدر نے جواب دیا۔

بنجم بھائی نے کہا تھا تو میں نے اتار دیئے۔

ایاز نے اس کا کان چھوڑ دیا

ہوں بڑی آئی بھائی کی تا بعد ازاں۔

بدر کمرے میں آگئی ایاز نے بھی دونوں اٹیچی اٹھائے اندر

میں لا کر اس کے پاس رکھ دیئے اب نکالو ان میں سے کپڑے اور جگہ

کہہ کے رکھو۔ بدر نے کوئی جواب نہ دیا ایاز نے آگے بڑھ کر پھر اس

کا کان پکڑ لیا

بولتی کیوں نہیں ہو؟

بھی ہوئی سی آواز میں بدر نے کہا

میں نہیں تم سے بولوں گی

کیوں نہیں بولوں گی

تم نے شادی کرنے سے کیوں انکار کیا

ایاز بات کو ٹلنے لگا

ارے یہ تو مذاق تھا۔

تم نے کہا تھا تمہیں کسی اور سے محبت ہے کیا یہ بھی مذاق تھا

بالکل مذاق تھا

بدر نے ذرا اسے گھورا۔

سچ کہتے ہو

بالکل سچ کہتا ہوں

بدر مسکرا اٹھی اور ایاز کے ہاتھ تھام لئے

بس اب مجھے دنیا کی ہر چیز مل گئی ہے۔

بنجم اندر آیا اس کے ہاتھ میں تین پیکٹ تھے ایاز اور بدر کو

دیکھتے ہی اس نے کہا ارے تم دونوں کی تھوڑی دیر تک شادی

ہونے والی ہے اور تم یہاں اکٹھے بیٹھے ہو۔ خیر کوئی بات نہیں۔

اجازت ہے تم دونوں کو اس نے ان کے سامنے بدر کی شادی کا سرخ

سوٹ پھیلا رہا ایاز اور بدر دونوں دیکھنے لگے بنجم کمرے پر پہنچ گیا

اور میرا بجاتے ہوئے گانے لگا

دبیر میرا گھوڑی چڑھیا

گھوڑی چڑھیا فی سید گھوڑی چڑھیا

وہ بی عرض نظر آ رہا تھا۔ اباز اور بد بھی اس کی حالت دیکھ کر

ہنس رہے تھے۔ نجم پھر کھڑا ہو گیا

بدنظم یہ سوٹ پہن کر اور اباز نظم اپنے کمرے میں چلے جاؤ۔ میں

مولوی صاحب کو بلانے جا رہا ہوں اباز چپ چاپ اٹھا اور اپنے

کمرے میں چلا گیا۔

نجم جا کر مولوی صاحب کو کھینچ لایا اور شام سے ذرا پہلے ہی اباز

اور بد کی شادی ہو گئی۔

شادی کے دوسرے روز بد صبح سویرے ہی اٹھی ہوئی تھی۔
پہلے اس نے اپنا اور اباز کا کمرہ خوب اچھی طرح صاف کیا۔ سرچیز قرینے
سے سمجھا کر رکھی سارے کمروں اور اٹیچی کیوں سے کپڑے نکال کر اباز
کے کمرے پہنچے اور پرانے کپڑے علیحدہ علیحدہ رکھنے کے بعد اس نے
ایک اٹیچی میں اپنے کپڑے جو ابھی تک صوفہ پر ہی پڑے ہوئے تھے
رکھ دیئے۔ در اٹیچی بالکل خالی ہو گئے تھے وہ اس نے سب سے اوپر رکھ
دیئے۔

سورج چڑھنے والا ہو گیا تھا وہ پہلے جلدی جلدی بنائی ڈریس
تبدیل کیا اور ناشتہ تیار کرنے بیٹھ گئی اتنے میں نجم بھی جاگ اٹھا
اور نہا کر تیار ہونے کے بعد وہ باورچی خانے میں آیا اور بد سے

نے اپنا جسم ایاز کی چھاتی پر ڈالنے کے بعد اپنے سرخ کلابی گالے
ایاز کے گالوں پر رکھ دیئے اور دوبارہ اس نے میٹھی اور پیار
بھری آواز میں کہا
اٹھو ناب !

ایاز نے اپنے دونوں بازو بدر کی گردن کے گرد لپیٹ دیئے
خود تو اٹھنے نہیں دے رہی ہو اور خود ہی کہتی ہو اٹھو ناب
بدر بیٹھ گئی اور مسکراتے ہوئے کہا

بہت شرمیدہ ہو خود ہی تو مجھے اپنے اوپر کھینچا اور الزام بھی مجھ پر
ہی کر میں اٹھنے نہیں دیتی ساتھ ہی اس نے ایاز کے دونوں ہاتھ
پکڑ لئے اور کھڑے ہوتے ہوئے اس نے ایاز کے بازو کھینچے

چلو اٹھو پھر

ایاز کھڑا ہو گیا

نجم نہیں اٹھا

وہ تو ناشتہ کر کے چلا بھی گیا ہے کہہ رہا تھا ایاز سے کہنا آج گاڑی
نہ لے جائے اور آرام کرے۔

یہ کوئی کہنے کی بات ہے آج چوڑی میں کمی دن گاڑی نہیں لے جاؤ لگاتم جی بی بی کر چوڑی
کس کا دل باہر جانے کو چاہتا ہے۔
بدر شرمائی۔

کہا ناشتہ ملے گا بھابی !
لفظ بھابی پر بدر کچھ شرماسی گئی۔ تاہم اس نے اس کے متعلق
کچھ کہا نہیں۔

ناشتہ تیار ہے بھیا تم اپنے کمرے میں چلوئیں وہیں لاتی ہوں
نجم وہیں بیٹھ گیا۔ چھوڑ کر کمرے میں لانے کو دو میں کھاؤں
اور جاؤں آج دیسے بھی کچھ دیر ہو گئی ہے ایاز کہاں ہے ؟
وہ تو ابھی تک سویا ہوا ہے۔

سوئے دوا سے کہنا آج گاڑی نہ چلائے آرام کرے نئی شادی ہے
کچھ دن اب گھر ہی رہے بدر نے اسے ناشتہ دیا اور وہ کھا کر
چلا گیا۔

بدر بھی ناشتہ تیار کر کے اپنے کمرے میں آئی اور ایاز
کے پلنگ پر بیٹھ گئی وہ چٹ بیٹا ہوتا تھا۔ تقریباً ڈیڑھ تک نظر بھر کر
وہ اسے دیکھتی رہی پھر اپنی لمبی لمبی خوبصورت اور محض طلی انگلیاں
اس نے ایاز کے بالوں میں پھیرنا شروع کر دیں اور ساتھ ہی بڑے
پیار سے اس نے اسے پکارا۔

ایاز !

ایاز نے فوراً آنکھیں کھول دیں اور بدر کے دونوں بازو پکڑ لئے
اور جب اس نے اس کے بازو آہستہ آہستہ اپنی طرف کھینچے تو بدر

ہاں! میں اپنی خوشی سے کمر ہی ہوں

ادل ہوں تم مست کرو۔ یہ میرا کام ہے۔ دیکھو تمہاری ساڑھی پر
پالش گری ہوئی ہے اسے صاف کرو اور جاڑ جا کر اپنے ہاتھ دھو۔
بدر جا کر ہاتھ دھو آئی۔ دونوں نے اکٹھے بیٹھ کر ناشتہ
کیا۔ پھر ایاز نے شیشو کی اورینڈہ دھو کر تولیے سے صاف کرتے
ہوئے اس نے بدر سے کہا

میرا اچھا سا کوئی سوٹ نکالو بدر
صوفے پر بیٹھی ہوئی بدر کھڑی ہو گئی
جائیں گے کہیں؟

ہاں۔ آج ہم دونوں منے کو لانے جائیں گے

بدر نے بڑی حیرت سے پوچھا
منے کو لانے؟

ہاں وہ تمہارا مٹا نہیں مشن ہسپتال میں کیا نام بنایا تھا تم نے۔ ہاں
کنڈرا سے لینے جائیں گے نا آج؟ بدر عجیب طرح سے ایاز کی طرف
دیکھ رہی تھی۔ ایاز نے آگے بڑھ کر اس کا بازو ہلایا کیا سوچتے
لگ گئی ہو کیا وہ تمہارا بیٹا نہیں؟

بدر چونک پڑی

بے کیوں نہیں

کیا تمہیں اس سے محبت نہیں۔

سب تفریف ہے

ایاز نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا

بخدا یہ تفریف نہیں بدر! حقیقت ہے

بدر نے اس کی کمر میں اپنا ہاتھ ڈال دیا

اچھا چلو نہا لو۔ ناشتہ ٹھنڈا ہو رہا ہے۔ بدر اسے غسل خانے
کی طرف لے گئی۔

ایاز جب نہا کر نکلا تو بدر صوفے پر بیٹھی تھی اس نے اپنے
سامنے ایاز کے سارے بوٹ ڈھیر کر رکھے تھے اور انہیں پالش
کر رہی تھی۔ ایاز اندر آیا اور بدر کے ہاتھ سے اس نے برش
چھین لیا۔

یہ کیا ہو رہا ہے۔

بدر نے ہاتھ بڑھا کر پھر برش لینا چاہا

پالش کر رہی ہو

ایاز نے اس کا ہاتھ پکڑ کر ادھر کھینچا۔

اسٹوڈنٹ ہاتھ دھو کر آؤ۔ یہ تمہارا کام نہیں تم اس گھر کی ملازمہ نہیں

میری بیوی ہو اور میاں بیوی کے حقوق برابر کے ہوتے ہیں سارے

کام تم ہی کرتی رہو گی تو میں کیا کروں گا

بدر کھڑی ہو گئی۔

نہی میرا کام پر مجھے آپ کا کام کرتے ہوئے دلی مسرت ہوتی ہے
 تو تم استری گہم کرو اور میرا سوٹ استری کرو اور
 کالے کبس میں بجلی کی استری پڑی ہے ایسے کام تم کرو میں
 کبھی منع نہیں کروں گا اور ہاں اپنی چپل بھی مجھے دے دو میں
 پالش کر دیتا ہوں۔

بر اس کے پہلو میں بیٹھ گئی
 ہائے جان تو بہ کیسے ہو سکتا ہے۔ بیوی کے جوتے مرد تھوڑا ہی
 پالش کرتے ہیں۔

سب پرانی اور فرسودہ باتیں ہیں بدر یہ جاہل لوگوں کا کام
 ہے کہ بیوی پہلے شہر کو کھانا کھلاتی ہے۔ مرد تو کرسی پر بیٹھ کر
 کھاتا ہے اور عورت فرش پر بیٹھ کر اسے دیکھتی رہتی ہے اور
 جب وہ کھانا کھا چکتا ہے تو بعد میں اس کا بچا کھانچے بیٹھ کر
 کھاتی ہے۔ یہ یہودہ لوگوں کا کام ہے۔

میں آج تمہاری چپل ضرور پالش کر کے یہ ثابت کروں گا کہ بیوی
 شوہر کے گھر میں برابر کا حصہ دار ہے اگر تم میرا کام کرتے ہوئے
 خوشی محسوس کرتی ہو تو میں بھی تمہارا کام کرتے ہوئے خوشی محسوس
 کروں گا۔ بدر خوشی سے بے قابو ہو گئی اور ایاز سے پلٹتے ہوئے
 اس نے اس کا گال جوڑ لیا۔

تم فرشتہ ہو ایاز اس نے اپنی دونوں باہیں سختی کے ساتھ ایاز

بدر کا سر جھک گیا تھا۔
 اور کیا تم میری بیوی نہیں ہو؟
 ہوں

تو پھر جس طرح وہ تمہارا بیٹا ایسے ہی میرا بھی وہ بیٹا ہے۔ جیسی
 محبت تم اس سے کرتی ہو ایسی ہی محبت میں بھی اسے دوں گا
 تم اگر اس کی ماں ہو تو آج سے میں اس کا باپ ہوں۔ میں
 اسے باپ کی محرومی کا احساس تک نہ ہونے دوں گا

بدر کی آنکھوں میں آنسو آگئے تھے اور وہ اپنی پوری قوت کے
 ساتھ ایاز سے پیٹ گئی۔ تم بہت بلند ہو ایاز! مجھے تم جیسے شوہر
 پر فخر ہے۔ میں ساری زندگی تمہارے پاؤں دھو دھو کر پیتی رہوں
 تو بھی تمہارے احسانوں کا بوجھ کم نہیں کر سکتی۔
 پیار سے ایاز نے اس کی پیٹھ تھپتھپائی۔

مجھے زیادہ شرمندہ نہ کرو جان! اب جلدی تیار کر دو اور چلیں
 بدر نے ایاز کا ایک بنا سوٹ ہائپر کالایاز اتنی دیر تک اپنے
 بوٹ پالش کرنے لگ گیا تھا۔ بدر بھاگ کر آگے بڑھی اور ایاز کا
 ہاتھ پکڑ لیا

میں پالش کرتی ہوں جان!
 پھر وہی بات کرتی ہو نا۔ یہ تمہارا کام نہیں۔

کی گردن کے گرد لپیٹ دی تھیں۔ ایاز ہنس دیا
 زیادہ زبردست لگاؤ۔ جان رسیرا گلا گھٹ جائے گا۔
 گردن چھوڑ کر بدن نے اس کی چھاتی کے گرد اپنے بازو لپیٹ دیے
 اور سکون کے ساتھ وہ اس کے کشادہ سینے سے لگ گئی۔ ایاز نے
 بڑی جاہلت کے ساتھ اس کی پیٹھ پر ہاتھ پھیرا۔
 بدر! تم میری جان ہو۔ میری بیوی ہو۔ اور اس گھر کی مالک ہو
 تم جو جی میں آئے کہ وہیں تمہاری ہر بات اور ہر فیصلہ تسلیم کر دیں گا۔
 بدن نے ایاز کی طرف دیکھا اس کی آنکھوں میں دوسرے، رستے آنسو بھی
 آگئے تھے۔

ایاز نے پریشانی سے پوچھا

تم روبرو ہی ہو جان!

بدن جھجکے ہوئے پھول کی طرح مسکرای

خوشی کے آنسو ہیں جان

اچھا تم اٹھو اور سوٹ استری کرو میں جرتے پالش کر کے گاڑی کو پڑ
 مارتا ہوں پھر دولوں ڈریس تبدیل کرتے ہیں اور کنوڑ کو جا کر لے آتے
 میں روبرو اٹھی اندر استری نکال کر پگ لگاتے ہوئے وہ اسے گرم کرنے
 لگی۔ ایاز نے اپنے سامنے جوتوں کا ڈھیر لگا یا ان میں بدن کی چل بھی
 تھی اور وہ سب کو پالش کرنے لگا۔

گاڑی سے باہر جھانکتے ہوئے بدن نے پوچھا۔

کہہ جا رہے ہو ایاز! مشن ہسپتال ادھر منتقل رہا ہے یہ تو تم
 سرکار روڈ کی طرف جا رہے ہو۔

پتے انارکلی چلیں گے

وہ کیوں؟

ہر دوں چل کر تباؤں کا درد راتے میں تم خواہ مخواہ ہی بحث شروع کر دو گی۔
 بازار سے باہر وہ دونوں گاڑی سے اترے اور جنرل سٹور کی
 دکان میں داخل ہوئے بدن کو کچھ خبر نہ تھی کہ کیا لینا ہے۔ کاڈ شٹر پر
 کھڑے ہو کر وہ سوا الیہ نگاہوں سے ایاز کی طرف دیکھ رہی تھی۔
 کاڈ شٹر ہوا ہے جب ان کے پاس آیا تو ایاز نے اسے کہا

لیڈیز پرس دکھاؤ تین چار کلمہ نکالو اور اچھی کوالٹی ہو۔ کاؤنٹر برائے
نے اس کے سامنے کئی پرس ڈال دیئے، ایاز نے بد سے کہا

پسند کہ در

بدر الٹ پٹ کر دیکھنے لگی اور آخر کار اس نے ایک پرس اٹھا یا
یہ ٹھیک ہے

ایاز نے پھر کاؤنٹر برائے سے کہا اڑھائی سالہ ایک نیچے کا سوٹ
بھی دکھاؤ۔

کوؤنٹر برائے نے ان کے پیچھے دیوار سے لگے ہوئے مشوکیں کی
طرف اشارہ کیا

اس میں سے کوئی بھی پسند کر لیں

دونوں میاں بیوی دیکھنے لگے ہر سوٹ کے ساتھ کاغذ کی چٹ
پر اس کی قیمت بھی لٹک رہی تھی شرف سے رنگ میں ایاز نے

ایک سوٹ پسند کیا اس کی قیمت اسی روپے تھی بدر نے اعتراض کیا
اتنا مہنگا لینے کی کیا ضرورت ہے ایاز کوئی سادہ سے لے لیتے

ہیں۔

ایاز نے اسے پیار سے جھٹک دیا

یہ میں اپنی پسند کا خرید رہا ہوں جب تم خرید کر دو گی تو جیسے مرضی
لیتے رہنا۔

بدر خاموش ہو گئی، ایاز نے دونوں چیزوں کی قیمت ادا کر دی
اور دونوں باہر آگئے، سوٹ بدر نے بچھلی سیٹ پر رکھ دیا اور خود
ایاز کے پاس بیٹھ گئی گاڑی سٹارٹ کرتے ہوئے ایاز نے بدر

سے کہا ذرا اپنا پرس دکھاؤ

بدر نے پرس اس کی گود میں رکھ دیا

پسند آیا

کیوں پسند نہیں آپ جیسا شور ہر کوئی چیز لے کر دے ادب میں پسند
نہ کروں کیسے ہو سکتا ہے یہ۔

ایاز نے جیب میں ہاتھ ڈالا نوٹوں کی ایک گھٹی نکالی اور

بدر کا پرس کھول کر سارے روپے اس میں رکھتے ہوئے پرس اس

نے دوبارہ بدر کی گود میں رکھ دیا

یہ کیا سوال یہ لمحے میں بدر نے پوچھا

ایاز نے گاڑی چلا دی

پرس کبھی خالی بھی ہوا ہے

وہ تو ٹھیک سے جان! بہ اتنی رقم میں کیا کروں گی۔

سے کو لے آئیں تو پھر بتاتا ہوں کیا کہہ فی ہے

ہیں کتنے؟

میں کیا جانوں۔ خود ہی گن لو۔

بدر نے سارے نوٹ جھولی میں پھیلا بیٹے اور گنتے لگی رجب وہ
برس بند کر رہی تھی تو اباز نے پوچھا
کتنے ہیں

دو ہزار ایک سو چونتیس اتنے ہی تھے کیا
پتہ نہیں

تو یہ سب ہر بات میں ضد اور بے پروائی

اچھا چپ اپہتال آگیا ہے کوئی معقول سا بہانہ سوچ لو وہ لوگ فرزد
پوچھیں گے کہ تم بچے کو چھوڑ کر کیوں چلی گئی تھی اور ایسے ہی کئی دوسرے
سوال کریں گے سب کے جواب ابھی سے تیار کر لو
کوئی بہانہ بتا دینا

پڑھی لکھی ہو خود ہی سوچ لو

ہوں جیسے تم تو ان پڑھ ہو

ہستال کے سامنے ایاز نے ٹیکسی لڑکی اور دروازہ کھول کر بدر
سے کہا جا کرے آؤ مٹنے کو

بدر بیٹے اتنے گئی تم بھی ساتھ چلو نا جان! پھر وہ کسی سوچ میں پڑ گئی
اچھا یہی دھڑ دھڑا ہٹیں میرے ساتھ دیکھو کہ پتہ نہیں کیا کیا سوال
کریں گے میں بچے کو لے کر فوراً واپس آجاتی ہوں

بدر ڈرتی ڈرتی اور ہچکچاتی ہوئی ڈاکٹر مس ہنیم کے آفس میں

داخل ہوئی وہ اپنے میز پر اکیلی بیٹھی تھیں اور سر لینوں کے کیس اپنے
مانے پیار رکھے تھے بدر سلام کرتی ہوئی جب اندر گئی تو اس نے
پوچھا کراسے دیکھا اور اچھے پن سے پوچھا

بہ تم؟ آؤ بیٹھو

بدر ڈرتی ڈرتی بیٹھ گئی تھی

کہاں چلی گئی تھی تم

بڑی مشکل سے بدر نے کھانا کیا

میرے شرم کا تار آگیا تھا اس نے جلدی میں آپ کہ بتائے بغیر ہی میں
چلی گئی تھی۔

مس ہنیم نے بڑی مسرت اور شادمانی سے پوچھا

تمہارا میاں مل گیا تھیں؟

جی ہاں

کہاں چلا گیا تھا

کراچی تھے

تو تم یہاں سے کراچی گئی تھیں

جی ہاں وہیں سے ان کا تار آیا تھا میں جلدی میں واپس آجاتی مگر وہ

پتہ نہ تھے اس لیے مجھے چھ ماہ وہاں لگ گئے

اب تم آپس میں راضی ہو نا۔

جی بالکل

ترہ تہیں چھوڑ کر کیوں بھاگ گیا تھا تم جیسی خوبصورت اور سحرانگیز بڑی
مگر تو کوئی بد قسمت ہی چھوڑ کر بھاگ سکتا ہے۔
جلگے نہیں تھے جی وہ بس ایسے ہی کچھ لوگوں نے ہم میں غلط فہمیاں ڈالی تھیں
ان کا کوئی قصور نہیں تھا۔
وہ بالکل بے گناہ اور معصوم تھے۔

تو اب کہاں ہے وہ
میرے ساتھ ہی آنے ہیں باہر اپنی گاڑی میں بیٹھے ہیں
مس فہیم کھڑی ہو گئی۔

چلو دکھاؤ مجھے میں دیکھ کر کیسا ہے تمہارا میاں

بدر بھی کھڑی ہو گئی میں بچہ تو لے لوں تا

مس فہیم نے گھنٹی کا بٹن دبا دیا ایک بڑھی عورت اندر آئی
اور اس نے اس سے کہا

بدر کا بچہ لے آؤ

بڑھیا بچے کو اٹھا لائی اب وہ خوب صحت مند اور موٹا ہو گیا ہوا
تھا بدر کو دیکھتے ہمارے بازو دھرا دھرا کر چلنے لگا۔

مٹی آگئی

بدر بھاگ کر اسے بڑھیا سے چھپٹ سالیہ اور اپنی چھاتی سے

پٹا کر وہ اسے بری طرح چومنے لگی مس فہیم اسے دیکھ دیکھ
کر مسکرا رہی تھیں۔ اب چلیں بدر!
بدر نے سنے کے بال درست کرتے نہڑے جواب دیا
چلیں!

دونوں باہر آئیں۔ ہسپتال کے گیٹ سے ہٹ کر ایاز کی گاڑی
کھڑی تھی اور اس سے ٹیک لگا کر وہ کھڑا سگھٹ پی رہا تھا۔ وہ
دونوں جب در اس سے قریب ہوئیں تو ڈاکٹر نے بدر سے کہا
تمہارا میاں ہے؟
بدر بڑبڑا رہی تھی

یہی ہیں جی۔

برسینٹی میں تو تمہارے مقابلے کا ہے۔ ہے بھی خوبصورت ٹیم کیا
ہے اس کی۔
ایم اے ہیں

بہت خوب تو پھر تم دونوں کی محبت کی شادی ہو گئی۔
جی بس ایسے ہی

میں سمجھ گئی۔ نام تو تم نے بتایا ہی نہیں اس کا
ایاز!

دونوں اس کے قریب آئیں۔ بدر نے جلدی جلدی ایاز سے کہا

اب پھر کہیں بھاگنے کا ارادہ تو نہیں؟

ایاز نہیں دیا

جی نہیں رہ تو ایک بھول تھی بھلا میں ایسی بیوی کر چھوڑ کر کہیں جا

سکتا ہوں

ڈاکٹر اپنی لٹ گئی۔

اچھا اب تم جاؤ اور آپس میں اتفاق سے خوشحال زندگی بسر کرو

ڈاکٹر جب چلی گئی تو بدر نے کنوڑ کا منہ ایاز کی طرف کرتے

برئے اسے پچکار کر کہا

وہ دیکھ کر کہہ

بچہ اصرار دیکھنے لگا

بدر نے پھر ایاز کی طرف اشارہ کیا

بہ البرجی ہیں بیٹے

ایاز نے اسے سینے کے لئے ہاتھ پھیلا دیئے۔ بچے نے بھی

ہاتھ پھیلائے اور لپک کر اس کے پاس آگیا۔ ایاز اسے جو منے

لگ گیا کنوڑ نے اپنے ننھے ننھے بازو سے ایاز کی گردن کے گرد

حلقہ بنا لیا تھا بدر دونوں کے سامنے کھڑی مسکرا مسکرا کر انہیں دیکھ

رہی تھی۔

ایاز جب گاڑی میں بیٹھنے لگا تو کنوڑ نے ہاتھ ہرا کر پرچھا۔

یہ ڈاکٹر مس نہیں ہیں۔

ایاز نے بچے کی پرورش کرنے کا شکریہ ادا کیا مس نہیں نے بڑی

ممانعت سے پرچھا

دیکھو میاں تم یہ اپنی بیوی کو چھوڑ کر بھاگ گئے تھے ایک تو اس

نے اپنی ڈاکٹری کا آخری سال چھوڑ کر تم سے شادی کی۔ کتنی بڑی

قربانی ہے یہ اور اس پر بھی تم اسے چھوڑ کر چلے گئے۔ کیسے تمہارا

دل کیا اس جیسی بیوی کو چھوڑ کر بھاگنے کا۔ ایاز سے کوئی جواب

نہ بن سکا۔ عجیب تذبذب کی حالت میں وہ اپنا کوٹ درست کرتے

لگا تھا۔ بدر اس کی حالت دیکھ چکی تھی اس نے مسکرا کر ایاز کو آنکھ

ماری اور ساتھ ہی خود بول پڑی

میں نے آپ سے عرض کی تھی نا ڈاکٹر! ان کا کراچی سے تار

آگیا تھا اور میں آپ کو بتائے بنا بچے کو چھوڑ کر ان کے پاس

کراچی چلی گئی تھی یہ وہاں بیمار تھے اس لئے ہمارے چھ ماہ وہاں

لگ گئے۔ دوسرے ان کا کوئی قصہ نہ تھا۔ کچھ اپنے ہی عزیزوں

نے ہم میں فضول اور بے بنیاد سی غلط فہمیاں ڈال دی تھیں بدر

بڑی تیزی کے ساتھ ساری کہانی مختصر کہہ گئی۔

ایاز اب سنبھل کر کھڑا ہو گیا تھا

ڈاکٹر نے پھر ایاز سے پرچھا۔

بدر نے منہ لبودہ کر کہا

اچھا کھڑے رہیں یہی اور بتاتے رہیں اسے سارے پرندے
مستری بنے گا یہ۔

تو تم ناراض کیوں ہوتی ہو رہے ہو منہ کا سرٹ لاؤ جو خرید رہا ہے
نیچے ہاتھ بڑھا کر بدر نے پیکٹ اٹھایا اور ایاز کو تھما دیا
کنز نے پھر پوچھا

یہ کیا ہے ابو!

تمہارے کپڑے ہیں بیٹا!

ایاز نے کنز کے ہونٹ پر سے اتار کر بدر کی گردن رکھ
دیئے اور اسے پنا سوٹ پہنا دیا کنز اپنے کپڑے دیکھ کر
کہ خوش ہو رہا تھا پھر اس نے اپنی شرٹ کے دوزں پلے پکڑتے
ہوئے ایاز سے پوچھا

جو بھی (خوبصورت) ہے ابو؟

ہاں بیٹے سوہنی ہے

پھر اس نے ایاز سے پلٹے ہوئے بدر کی سمت منہ کر کے کہا

ابو چوہنے (خوبصورت) امی گندی۔

بدر بچاری نے منہ لبودہ کر کہا

بس تمہیں تو جو کوئی چیز ملے دے وہ سوہنا اور باقی گندے

یہ کیا ہے ابو!

یہ شیشہ ہے بیٹے

اور یہ کیا ہے

یہ پیسہ ہے

جب وہ دونوں اندر بیٹھ گئے تو کنز نے پھر پوچھا

یہ کیا ہے ابو!

یہ ہینڈل ہے بیٹے

یہ کیا ہے

یہ ٹرانسپیر ہے۔

اور یہ کیا ہے

یہ سوئیچ ہے۔

بدر نے کنز کو ایاز کی گود سے لے لیا

بس کر بیٹے ابو کو اب گاڑی چلانے دو

کنز اپنے آپ کو چھڑانے لگا۔

چھوڑو مٹی! چھوڑو نا میں ابو کے پاس جاتا ہوں

ایاز نے پھر کنز کو لے لیا

پوچھنے دو نا اس عمر میں بچے ایسے ہی کرتے ہیں ان کو ہرچ

متعلق ایک جستجو مگی رہتی ہے۔

ایک میرے پاس پہلے بھی ہے نا اور ایک سو بڑ بھی ہے
 در اپنی مکھوں کی اور دد آپ کی مکھوں کی
 اچھا جیسے سرنی ہے مکھو۔ اور ہاں اپنے لئے کپڑے سٹے سٹائے لوگی
 یا کھلا کپڑا لوگی۔
 کپڑے تو ہیں نا جان!
 ایاز نے اس کا کان پکڑ کر کھینچا
 اتنی کجس نہ بن بیٹھ۔ پیسے میرے پاس بہت ہیں اس کا تم غم نہ
 کر۔

کھلے لیتے ہیں پھر
 کنوڑ کے بھی

ہاں آپ کے اور کنوڑ کے بھی
 اچھا مکھو۔ دس جوڑے اپنے لئے —
 بدر نے اس کی بات کاٹ دی
 تو بہ آپ تو گھرا جاؤ نے دالی بات کر رہے ہیں۔
 کوئی نہیں اجڑتا تم مکھتی جاؤ۔ اچھا دس تمہارے، تین میرے اور
 پچیس کنوڑ کے لئے۔ پچیس کیوں جان!
 دن میں تین چار گندھے کر لگا تو درزد دھوتی رہو گی
 بدر خارش ہو گئی۔

تم برا کیوں مناتی ہو جان!
 بدر نے کنوڑ کوڑے لیا اور اس کا منہ بھونٹنے لگی
 میں ایسے ہی کہہ رہی تھی جان! میں برا منا سکتی ہوں۔
 ایاز نے وہاں سے گاڑی لا کر دوبارہ انارکلی کے پاس کھڑی کر
 دی اور گاڑی کے سارے پردے کھینچ دیئے
 یہ کیا ہونے لگا ہے، بدر نے پوچھا
 بتانا ہوں، ایاز نے جیب سے کاغذ اور قلم نکال کر بدر کی گرد دیں رکھ
 دیئے۔

لکھو کیا خریدنا ہے۔
 ہم نے کیا خریدنا ہے چلو گھر چلیں۔
 مکھو مکھو سہرات میں حند نہ کیا کرو
 کیا مکھوں

تمہارے پاس گھر کپڑے ہیں؟

نہیں تو
 پھر مکھو اون۔ اپنے لئے بھی، منے اور میرے لئے بھی۔ تین جرسی
 کی اپنے لئے مکھو۔ چار منے کے لئے اور ایک میرے لئے
 بدر نے اسے تیز لگا ہوں سے دیکھا
 آپ کے لئے ایک کیوں؟

کپڑے سی لیتی ہونا
 باکل سی لیتی ہوں آپ کی قمیض پا جاے اور شلواریں بھی سی لوں گی
 وبری گڈ پھر ایک سلائی میٹین بھی نکھڑ — اور
 ایک ریڈ لیر

کیا ضرورت ہے
 ضرورت کیوں نہیں ہیں اب گاڑی بے جایا کردن کا تو تم گھر پر اکیلی
 پڑھے پڑھے گھبرانہ جایا کر دگی میں تو پہلے گاڑی کا ٹرانسفر
 سن کر ہی گزارہ کر لیا کرتا تھا
 بدر نے ریڈ لیر نکھڑ دیا اور قلم بند کر کے ایاز کے کوٹ کی
 جیب سے لگا دیا۔

بس جان! باقی غصہ دبار کہیں پھر کبھی نکال لیں گے
 بدر نیچے اتر گئی۔ ایاز نے بھی کنور کو اٹھایا اور گاڑی سے باہر
 آ گیا۔ دونوں میاں بیوی کندھے سے کندھا ملائے بازار میں آگے
 بڑھنے لگے۔

آج کئی دنوں بعد ایاز گاڑی بے جاے لگا تھا تو کنور جیسے
 قریب ہی کھڑی بدر نے اٹھا رکھا تھا اس کے کندھے پر زرد
 زرد سے ہاتھ مارنے لگا تھا۔
 میں ابو کے ساتھ جاؤں گا۔ چھوڑ گندی ابو تباؤں کا تہیں ماہیں
 گے رجب بدر نے اسے چھوڑا تو وہ ایاز سے کہنے لگا۔
 ابو نہ جاتا میں جاؤں گا۔ چھوڑ گندی وہ بدر کے بال تو چنے لگا
 ابو تو نہ جانا

بدر نے اسے پچکار کر چھاتی سے لگا لیا
 بیٹا! ابو تمہاری چیزیں لینے جا رہے ہیں۔ ابھی آ جاتے ہیں۔ تم
 روکے تو پھر ابو چیزیں بھی نہیں لائیں گے اور گھر بھی نہیں آئیں گے

بدر ٹھٹھک گئی اور رنگ پیلا ہو گیا۔ منہ سبزی کی کبابیوں
کے پاس ٹہل رہا تھا بدر فراموشی اور کمرے میں چلی گئی۔ رمضان
بھی اندر آ گیا اور اس کے سامنے آکھڑا ہوا بدر اس پر بدھن پڑی
کیوں آئے ہو تم یہاں
رمضان نے ایک طرف کے انداز میں کندھے اچکا کر کہا

تہیں لینے کے لئے
بدر نے اس کے منہ پر ایک بھر پور طمانچہ دے مارا
ذیل کتنا! تم میرے گھر میں بغیر اجازت کیوں آئے ہو کھل جاؤ
یہاں سے بدر نے چلا کر کہا
رمضان نے بڑی عیاری سے کہا

آہستہ بولوا درنہ میں دروازوں سے چلا چلا کے کہیں گا کہ لوگو!
اس بدر سے پوچھ کر کیا یہ لائل پور کے ایک کرڈ پتی کی لڑکی نہیں رہی
یہ صحن میں کھینٹا ہوا بچہ میرا نہیں رہا یہ میرے ساتھ ہوٹل میں اپنی
خوشی سے لگاتار تین ماہ تک پوری کی حیثیت سے نہیں رہی اور
— اور کیا ایاز سے شادی کرنے سے اڑھائی سال قبل یہ
بچہ اس کے ہاں مشن ہسپتال میں پیدا نہ ہوا تھا۔

رمضان جھکا اور اپنا منہ اس کے منہ کے قریب لے آیا۔
اب بتاؤ جب میں یہاں کے لوگوں سے یہ سارے سوال کروں گا تو

وہ کہیں گے کندہ دنا ہے میں گھر نہیں جاتا ایاز نے بھی ہاتھ پھیر کر
اسے کہا میں تمہارے لئے چیزیں لینے جا رہا ہوں رہیں ابھی آتا
ہوں۔

کندر مسکرا دیا

جلدی چیزیں لانا بھر!

ایاز نے گاڑی سٹارٹ کر دی

میں ابھی آیا بیٹے

بدر نے ہاتھ ہوا میں لہرا کر کہا

چلو بیٹے اب روکو۔ البرجی ٹاٹا۔ البرجی ٹاٹا۔ کندر اپنا ہاتھ

ہوا میں ہلا کر عجیب سے ہیمے میں کہنے لگا البرجی تاتا۔ البرجی

تاتا۔

ایاز کو گئے ہرے تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی بدر صوفے
پر بیٹھی ٹاٹنگ کر رہی تھی کمرے میں پڑے ہوئے نیشنل ریڈیو سے
ہلکی ہلکی آواز میں گانے ابھر رہے تھے۔ کندر صحن میں اپنی
سائیکل ادھر ادھر دڑا رہا تھا کہ گھر کے باہر گاڑی رکھنے کی
آواز سنائی دی۔ بدر چونک پڑی اس نے سوچا شاید ایاز آ
گیا ہے وہ اچھ کر ابھی برآمدے میں ہی آئی تھی کہ بیرنگی گیٹ
سے رمضان ان کے گھر داخل ہوا۔

تہاڑی اور تہاڑے شہر کی اس محلے میں کیا عزت اور وقعت
رہ جائے گی۔

بدرد پڑی

تم چاہتے کیا ہو۔

بس میرے ساتھ چلو میں وعدہ کرتا ہوں کہ اب میں تمہیں
فلموں میں ہیروئن کا کردار دے کر دنگا میں نے ایک فلم کمپنی کے
پرڈکشن مینجر سے بات کی ہے وہ تمہارا سکرین ٹریٹ بھی نہیں لیں
گے۔ میں نے انہیں تمہاری تصویر دکھائی تھی وہ نہیں بڑی خوشی سے
ہیروئن لینے کو تیار ہیں وہ کہہ رہے تھے اتنی خوبصورت ادب پرکشش
لڑکی اب تک کہاں چھپی رہی۔ بس تم دو تین فلموں میں ہیروئن آ
گئیں تو بس ہمارے دارے بنارے ہو جائیں گے پھر ہم ایک خوبصورت
بنگلہ بنائیں گے اور میں تم سے شادی کر لوں گا تم جانتی ہی ہو مجھے
تم سے کسی قدر محبت ہے میں وعدہ کرتا ہوں کہ شادی کرنے سے
قبل اب میں اگر تمہاری آبروریزی کر دوں تو اپنی ہی بہن کی عزت
لوٹوں۔

بدرد سامنے کھڑی ابھی تک بدرد ہی تھی رمضان سے بڑی

مٹا دی اور عیادی سے پرچھا اب بولو کیا ارادہ ہے تمہارا
میں نہیں جاؤں گی سوتی ہوئی آواز میں اس نے کہا۔

بارے محلے میں بدنام ہو جاؤ گی۔

پردہ نہیں۔ مجھے محبت کرنے والا ایک شوہر مل گیا ہے ہم یہ جگہ
چھوڑ کر کہیں اور چلے جائیں گے۔ مجھے اپنے شوہر سے محبت ہے
وہ میری زندگی کی عزت ترین متاع ہے اس کے بغیر میں جینے کا

اب سوچ بھی نہیں سکتی میں کسی حالت میں بھی اسے چھوڑ کر نہ
جاؤں گی۔ میں خود سر جاؤں گی مگر اپنے شوہر کو افسردہ نہ ہونے
دل کی ریزان سے نورا رخ بدل دیا اور ایک نیا تیر مارا

تھیر یاد رکھو اگر تم نے میری خواہش اور مرضی کے مطابق عمل نہ
کیا تو میں تمہارے شوہر کو گولی مار دوں گا۔ وہ اگر ہم دونوں کے رشتے
میں دلدار ہے تو میں یہ دلدار ایک ہی دھکے سے گرا دوں گا۔ میں پھر
دیکھوں گا کیسے تم اس کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتی ہو۔
بدرد نے اپنے کانوں میں انگلیاں دے لیں اور پھر رد پڑی

نہیں نہیں یہ کبھی نہیں ہو سکتا۔

کیوں نہیں ہو سکتا۔ میں تمہیں سب کچھ کر کے دکھاؤں گا۔ یہ بھی یاد رکھنا
کہ تم نے میرے بہانے کی اطلاع اگر اپنے شوہر کو دی یا اسے میرے
امارے سے آگاہ کرنے کی کوشش کی تو کل سبب وہ گاڑی سے کہ باہر
جائے گا تو ہمیشہ کیسے لئے! ہر ہی دھکے کا اسے واپس آنا نصیب
نہ ہو گا شاید تمہیں یہ بھی شک ہو کہ جو میں نے کہا ہے وہ کہ نہ

سکوں کا تو میں نہیں اس کا ثبوت آج ہی دل کا آج میں تمہارے
شہر کی گاڑی کے ٹائر میں گولی ماروں گا اور اس کے بعد بھی اگر
تو میری مرضی کے مطابق نہ چلی تو پھر دوسری گولی میں اس کے
سینے میں نافنگار میں جا رہا ہوں اور کل پھر آؤں گا روضہ انبیا
سے باہر نکل گیا۔

بدروصوفے پر بیٹھ کر زائد قطار رہنے لگی۔ اس کی زندگی
میں اب پھر ایسا سوڑا آگیا تھا جہاں تقدیر اس کے سامنے کھڑی
کمرہ تھپتھپے لگا رہی تھی ردت نے اسے اس درد اسے پر لاکھڑا
کیا تھا جہاں اس کے سامنے سوائے طوفان اور اندھیرے کے سوا
کچھ نہ تھا۔ خبر نہیں وہ کب تک ردت ہی اسے اپنے ابد گرد کا
کچھ خیال نہ رہا تھا بس چہرہ اپنے ہاتھوں میں چھپائے وہ ناز
زار رہ رہی تھی اتنے میں کنوڑا باہر سے آگیا اور اس کے رانوں پر
ہاتھ رکھتے ہوئے اس نے سسکا رہتے ہوئے کہا

ای نہ رہ ناز و نانا

بدرویسے ہی بیٹھی ردت ہی

کنوڑا صوفے پر چڑھ گیا اور بدر کے دونوں ہاتھ پکڑے کہ پیچھے کھینچنے
لگا۔

ای نہ رونا

رہے جب پھر بھی اس کی طرف کوئی دھیان نہ رہا تو کنوڑا بچار
ہی کی گود میں گر گیا۔ اور اونچی آواز سے ردت نے لگا۔

بدرو بھل گئی جلدی جلدی اپنے آنسو پونچھے اور کنول کو اپنے
درد میں لے لیا اس معصوم کو کیا خبر کہ اسی کیوں رہ رہی ہے
لانے بدر کے کندھے پر اپنا سر رکھ رہا اور لبو رتے ہوئے کہا
رہی ابھی آجائیں گے ای! نہ رہ

نزدکی باتیں بدر کا دل اور دکھا رہی تھیں ایک بار وہ پھر کھل کر
دوئی مگر نیچے کا خیال آتے ہی وہ نذر اُصنبت کر گئی۔ اس نے تپک
پک کر کنوڑا کو سلا یا اور پتنگ پر ڈال دیا

گھر کا کام ابھی کافی پڑا تھا مگر کوئی بھی کام کرنے کو اس کا جی
بچا رہا تھا ناچار دوستے ہوئے خیالوں سے چھٹکارا حاصل کرنے
لے لے اس نے ناٹنگ سینال لی۔ ایاز کے دستانے اس نے شروع
رکھے تھے۔ صوفے پر بیٹھ کر وہ اس کے دستانے بننے لگی۔

کوئی آدھ گھنٹہ گزرا ہو گا کہ سحراندر داخل ہوئی بدر کے سامنے
آتے ہوئے وہ چونک سی پڑی پہلے غور سے بدر کو دیکھا گھر کا جائزہ
پا پھر اس کی نگاہیں پتنگ پر لیٹے ہوئے کنوڑا پر جم گئیں۔ بدر اسے عجیب
پریشانی سے دیکھ رہی تھی۔ آخر اس نے پوچھ ہی لیا۔

کن ہیں آپ ۹

سحر جو گھر کا نقشہ اور ماحول دیکھ کر پہلے ہی ہراساں ہو گئی تھی۔
چونک بڑی۔

میرا نام سحر ہے میں سول ہسپتال میں نرس ہوں۔ میں نے ایاز
سے ملنا تھا کچھ دن پہاں سے ملے گئے ہیں۔

بدر نے ٹائٹنگ ایک طرف رکھ دی
جی نہیں ہیں رہتے ہیں۔

تو کیا آپ ان کی

بدر نے اس کی بات مکمل کر لی

جی میں ان کی بوری ہوں

سحر کا رنگ اڑ گیا۔ اس کے ذہن میں طوفان چل نکلا تھا پورا
کمرہ گر پڑنے والی تھی پر فوراً اپنے آپ کو سنبھال گئی۔ اتنے میں
بدر کی آواز بھر اس کے کانوں سے ٹکرائی۔

آپ میسٹنار وہ نہ کھاڑی لے کر گئے ہوئے ہیں۔ شام کو آئیں گے
جہاں مہربانی میرے پاس وقت نہیں رہے۔ میں مزدور بیٹھتی۔ میں نے
ابھی ڈیڑھ پہر جانکے پھر کبھی آؤں گی سحر آدھی کی طرح باہر نکل
گئی۔

بدر کے لئے وہ دن کا ٹیٹا مشکل ہو رہا تھا۔ برے برے
خیالات ذہن میں جنم لے رہے تھے ایاز نے کہا تھا کہ میں دبیر کا

کھانا گھر آکر کھاؤں گا۔ مگر ابھی تک نہ آیا تھا وہ سخت پریشان ہو
رہی تھی بار بار اس نے سوچا کہ ڈانگہری پینے اور پیٹھ پر جا کر
ایاز کی خیریت کا پتہ کرے پھر وہ اس خیال سے کہ اس ارادے
کہ جھٹک دیتی کہ کہیں ایاز اسے وہاں دیکھ کر ناراض ہی نہ ہو جائے
دوبہر کا کھانا اس نے تیار کیا مگر ایاز نہ آیا تھا اور اس نے بھی
نہ کیا تھا کنوڑا ابھی تک سو رہا تھا شام تک اس نے بڑی مشکل
سے دن کا ٹیٹا کچھ دبیر بیٹھ کر کنوڑے کے ساتھ کھیتی رہی پھر شام کا
کھانا تیار کرنے لگی۔ دوبہر کا کھانا اس نے پھینک دیا تھا

شام کا کھانا بھی وہ تیار کر چکی۔ مگر ایاز ابھی تک نہ آیا تھا
اس کا دل اندر ہی اندر درد رہا تھا۔ اس کا جی چاہ رہا تھا کہ دروازہ
سے شرار اور داویلا کرنا شروع کر دے۔ لوگو! میرے شہر کو بچاؤ
ہیں بتا ہی اور بربادی کے طوفان سے نکال دو۔ کمرے میں آکر
وہ تھوڑی دیر تک کنوڑے کے ساتھ دل بہلاتی رہی تنگ آکر وہ
صوفے پر بیٹھ گئی اور ایاز کے دستاں بننے لگی۔

باہر کار کا ہارن سنائی دیا اور اس کے کان کھڑے ہو گئے
ایاز کا ڈری لے کر گھر میں داخل ہوا۔ بدر نے آسمان کی طرف ہاتھ
اٹھا کر کہا۔

ابلی تیرا شک ہے۔ پھر وہ باہر کی طرف بھاگی۔ اس کے پیچھے پیچھے

ایاز نے اسے اٹھا لیا اور جیب سے ٹانیاں نکال کر اس
کو دیں کنور نے ٹانیاں نکال کر بدرد کو دکھاتے ہوئے کہا
اتنی یہ!

بدرد نے اسے چوم لیا
کھا رہیٹا!
کنور نے ایاز سے پوچھا
ابو جی! یہ کھالوں؟

کھالو بیٹے، وہ اسے ٹانیاں کھول کھول کر دینے لگا
بدرد نے ایاز کا ہاتھ پکڑ لیا
چلے اندر بیٹھیں چل کر

مورنے پر ایاز کے ہاتھ بیٹھتے ہوئے بدرد نے کانپتی ہوئی آواز میں
میں پوچھا

دوبہر کو آپ کیوں نہیں آئے گھر آپ نہیں آئے تو میں نے بھی
کھانا نہیں کھایا۔ آپ وعدہ بھی کر کے گئے تھے کہ دوبہر کے کھانے پر
مزدور آؤں گا پھر بھی آپ نہیں آئے بس میں نہیں آپ سے بولوں گی۔

ایاز مجھ سا گیا
بس ایک حادثہ ہو گیا تھا۔

بدرد کی آواز کپکپا رہی تھی کیسا حادثہ ہوا، خدا خیر کرے

کنور بھی شہر کرتا ہوا بھاگنے لگا
ابو جی آگئے ابو جی آگئے

ایاز جونہی گاڑی سے نکلا، بدرد بھاگ کر اس سے پیٹ گئی
بالکل رونے پڑی ہرٹی تھی۔ اور واقعی جب ایاز اسے اپنے
ساتھ لپٹا کر پیار کرنے لگا تو وہ رو پڑی۔ لگتا تھا سسکیاں لینے
لگی تھی۔ ایاز پریشان ہو گیا اور اس کا چہرہ اپنی طرف کرتے ہوئے
اس نے پوچھا۔

خریت تو ہے نابرد! تم رو کیوں رہی ہو۔

بدرد کا جی چاہا کہ ساری باتیں ایاز سے کہہ دے مگر رضوان کے الفاظ
اس کے کانوں میں گونج گئے۔ تم نے اگر ایاز کو کچھ کہنے کی کوشش کی
تو وہ کبھی گھر لوٹ کر نہ آئے گا وہ۔ بیجاری ٹال گئی اور منہ بسر دتا
ہوئے کہا

آپ دوبہر کا کھانا کھانے گھر کیوں نہیں آئے تھے میں آپ سے
نہیں بولوں گی اس نے اپنا چہرہ ایاز کے سب سے پر چھپا لیا ایاز نے ذرا
اپنی صفائی پیش کی۔

اندر چلے پھر بتاتا ہوں کیوں دوبہر کو کھانے پر گھر نہ آ سکا تھا

کنور بھی آکر ایاز کی مانگوں سے پیٹ گیا۔

ابرجی میرے جینز میں لائے

ایاز نے اسے ٹالنا چاہا۔

چھوڑ دایسی باتیں کہیں تو آج بہت تھک گیا ہوں
بدر نے اپنا سر ایاز کے کندھے پر رکھ دیا

بتائیے نا

گاڑی کا ٹائر پھٹ گیا تھا۔

بدر بوکھلا گئی

کیسے پھٹ گیا ٹائر

نیرہ کسی کے ساتھ دشمنی تو نہیں ہے بدر! آج جب میں
منزل پورہ رڈ پر جا رہا تھا تو نیلے رنگ کی ایک کار بڑی تیزی
کے ساتھ پیچھے سے آئی اور گولیاں برساتی ہوئی آگے نکلی گئی
گاڑی کا اور تو کئی نقصان نہیں ہوا صرف دیل کا ٹائر پھٹ گیا
تھا اندر سوار بیاں بھی سیٹھی ہوئی تھیں میں نے بڑی مشکل سے
گاڑی بچائی تھی۔ در اسی بھی سستی بڑنتا تو گاڑی الٹ جاتی رہ
وہاں سے گاڑی میں دو کتاب لے گیا تھا اور ٹائر ٹھیک کر اٹا
رہا جس کی وجہ سے گھر نہ آسکا اب تو نہیں کوئی شکوہ نہیں ہونا
چاہیے۔

ایاز نے بدر کی طرف دیکھا وہ گہری سرج میں ڈوبی ہوئی
تھی۔ ایاز نے اس کا شانہ پکڑ کر ہلایا۔

کیا سوچنے لگ گئی ہو

بدر نے ایک لمبا سانس لیا

سرج رہی ہوں کس نے گولی چلائی ہمارا تو کوئی ایسا دشمن بھی
نہیں۔ اندر ہی اندر بدر رورہی تھی مگر ظاہری طور پر بچاوی
اپنا بھرم رکھے ہوئے تھی

ایاز نے کچھ کہنا چاہا ہی تھا کہ کنوڑا اس کی گود سے نیچے اتر
اور اس کا ہاتھ پکڑ کر کھینچا۔

ابو گھوٹی دکھوڑی! بنو!

بدر نے غصے میں کنوڑا کو گھوڑا

آرام سے بیٹھ کر کنوڑا! ابو تھکے ہوئے ہیں

کنوڑا ہڈ کرنے لگا

الرجی گھوٹی بندنا

ایاز فرش پر گھوڑی بن گیا اور کنوڑا اس پر سوار ہو کر

چلانے لگا چل گھوٹی (گھوڑی)

ایاز نے کمرے کا ایک چکر لگایا اور بدر کے پاس آکر روک

گیا کنوڑا اپنے پاؤں زرد زرد سے چلانے لگا

چلو گھوڑی۔ جب ایاز پھر بھی وہاں کھڑا رہا تو کنوڑا نے اس کے

بال پکڑ کر پھینچے

ابو جی چلے نا۔

بدر پہلے ہی بچاری بھری بیٹھی تھی۔ اس نے کنوڑ کو ایاز کے ادب سے کھینچ لیا اور اسے غصے میں جھڑک دیا۔
چپ کر کے بیٹھتے ہو یا نہیں ابو تھکے ہوئے ہیں آرام کرنے دو
انہیں۔

کنوڑ منہ بسر کرنے لگا پھر ایاز کے سامنے لیٹ کر رونے لگا۔
ابو اتنی ماتی (ماتی) ہے
ایاز نے کنوڑ کو اٹھایا اور بدر کے پاس بیٹھتے ہوئے کہا

مارو امی کو!

کنوڑ اپنا ہاتھ زرد زرد سے بدر کے راتوں پر مارنے لگا
بدر نے پھر گھورا

مارو امی کو!

ایاز نے کنوڑ کو بدر کی گود میں بیٹھا دیا

کیا ہو گیا ہے تمہیں بچے کے ساتھ ناراض کیوں ہوتی ہو

بدر رو دینے والی تھی

آپ بھی تو اس کے ساتھ بچہ ہڑ گئے ہیں میرا غم سے دل بچا

جار رہا ہے اور آپ کو تو مذاق سر بھی ہوتی ہے۔

ایاز نے اس کی گردن کے گرد بازو ڈال دیا

تم تو یونہی اس حادثے کا اتنا برا اثر لے رہی ہو

بدر بھی شاید اس ماحول سے نکلنا چاہتی تھی۔ کنوڑ کو اٹھا کر

اس نے پیار کرتے ہوئے کہا۔

اٹھیے کھانا کھائیے اٹھ کر

بچم آ یا کر ٹی نہیں

کوئی بھی نہیں آیا۔ دد پھر کے کھانے پر بھی آج نہیں آیا تھا۔ الد
وحم کرے کہیں پھر اس نے شراب نہ پی لی ہو۔ ایاز نے منہ ہر گیا
مجھے بھی یہی خارش ہے۔ کئی بار منع کر چکا ہوں پر باز ہی نہیں آتا
ڈاکٹر نے کہا ہوا ہے کہ اگر یہ اسی طرح شراب پیتا رہا تو ختم
ہو جائے گا۔ ایاز کھڑا ہو گیا۔

تم بیٹھو جان میں جا کر اسے آؤں پھر اکٹھے بیٹھ کر کھانا کھائیں
گے۔

بدر بھی کٹری ہو گئی۔ جلدی آنا جان! مجھے آج خواہ مخواہ ہی ڈر
لگ رہا ہے۔

ایاز نے اس کے گال پر چپکی لے لی

تم بھی بزدل ہی ہو۔ باہر نکلتا نکلتا وہ ریڈیو آن کر گیا اور گاڑی

لے کر چلا گیا۔

بچم کو لے کر ایاز جلد ہی واپس آ گیا۔ بدر بھاگتی مہر دی۔

کچھ دیر کھڑے رہے پھر باہر نکل آئے۔ برآمدے میں آکر
بدر نے پوچھا

خجما کھانا نہیں کھائے گا۔

کھانا اس نے ہوٹل سے کھا لیا ہے اس کے بعد شراب پی
تھی اس نے۔ دونوں اپنے کمرے میں آئے۔ کنوڑا دھوا دھوا
بھاگتے ہوئے کھیل رہا تھا تینوں نے مل کر کھانا کھایا۔ بدر نے
ایاز کا لباس تبدیل کر لیا اور وہ پٹنگ پر بیٹ گیا۔ کنوڑا بھی اس
کے سامنے بیٹ گیا تھا۔

بدر نے برتن سمیٹ کر دروازہ بند کیا اور پٹنگ پر بیٹھ کر
وہ ایاز کا سر کندھے، بازو راہیں اور پنڈلیاں دبانے لگی۔ ایاز
نے اسے منع بھی کیا مگر وہ اسے دباتی رہی۔ بدر کو دیکھ کر کنوڑا
بھی اٹھ کر بیٹھ گیا اور اپنے ننھے ننھے ہاتھوں سے وہ بھی ایاز
کو دبانے لگا۔

گاڑی کے پاس اکھڑی ہوئی سختی ایاز نے جس وقت خجما کو سہارا
دے کر باہر نکالا تو وہ بڑبڑا رہا تھا
دنیا نے میرا سب کچھ چھین لیا ہے۔
چور کی طرح مجھے لوٹ لیا اور سانپ کی طرح مجھے ڈس لیا ہے۔
اب میرے پاس کیا رہ گیا ہے یہ غرن کے دیوتا میری قربانی مانگے
لگے ہیں۔

مجھے مرنے دو۔ مجھے مرنے دو ایاز۔ زندگی بوجھ ہے۔ ریسپتھ کی طرح
دوڑنی اور سخت۔ میں اب یہ بوجھ اتار پھینک دوں گا۔ کون ہے اس
بے رحم ستارے میں نفیسہ بک گئی۔ محبت بک گئی۔ جذبات یکے
عزت اور عصمت بک گئی دولت کے ہاتھوں یہ —
یہ دولت والے ہی مجھے زہر پلا ناگ بن کر ڈس گئے ہیں

یہ زہر اب میرے دل کو پڑھ گیا ہے میں اب بچ نہ سکتا
میری زندگی جواب دے وہی ہے میرے خون میں زہر پیلے کڑوا
رہے ہیں مجھے ختم ہو جانے دو ایاز۔ ڈوب جانے دو مجھے
اس زہر میں وہ پیارہ لڑکھڑا رہا تھا۔

بدر رونے لگی تھی۔ ایاز کی آنکھیں بھی جھپک گئی تھیں۔ اس
نے خجما کو اٹھایا اور اس کے کمرے میں لے جا کر اس پر رضائی
اڑھائی مچھرنے آکھڑی۔ سر نہ دھوئی تھیں دونوں اس کے پاس

وہ ہسپتال میں زس ہے۔ وہ جن دنوں مجھے ٹائیفاؤڈ ہوا تھا
جب تم کالج میں پڑھتی تھی تو اس دوران وہ ہسپتال میں میری
دائف ہو گئی تھی بڑی اچھی لڑکی ہے۔ بیماری اس نے کچھ کہا نہیں
تو نہیں کچھ بھی نہیں کہا اس نے جلدی میں تھی۔ میں نے اسے کہا
بیٹھ۔ پردہ گھیرائی گھیرائی سی تھی اور چلی گئی۔

گھر سے نکل کر ایاز ہسپتال آیا اور سحر کے ڈیوٹی روم میں
داخل ہوا وہ ٹرالی میں دوائیوں کے ڈبے اور شیشیاں لگا رہی
تھی ایاز کو اس نے کھا جانے والی لگا ہوں سے دیکھا اور بھری
ہوئی آواز میں پوچھا
کیا لینے آئے ہو یہاں۔

ایاز بوکھلا گیا

میں تم سے ایک ضروری بات کرنے آیا ہوں سحر!
میں تمہاری کوئی بات سننا نہیں چاہتی۔

تہیں میرے رویے سے دکھ پہنچا ہے مجھے اس کا افسوس ہے
میں نہیں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ میں نے —————

تم نے شادی کر لی ہے یہی نا

پہلے یہ بھی ترسن لو نا کہ میں نے کیوں اور کن حالات میں شادی
کا ہے۔

دوسرے روز ایاز جب گاڑی لے کر جانے لگا تو اس کے

پاس ہی کھڑی ہوئی بدر نے کہا۔

جان اکل ایک لڑکی آپ سے ملنے آئی تھی اس حادثے کا مجھ پر

کل کچھ ایسا اثر تھا کہ مجھے بتانا یاد نہ رہا تھا۔

ایاز گاڑی میں بیٹھ گیا

کون تھی؟

اس نے اپنا نام سحر بتایا تھا۔

ایاز کچھ گھیرا سا گیا

اور سمجھا

کون تھی وہ۔ بدر کی آواز میں جستجو تھی۔

وعدہ کے مطابق اسے نہیں اس کے ٹائمر پر گولی ماری تھی۔ آج
بتاؤ کیا ارادہ ہے تمہارا اپنی ہٹ دھرمی پر قائم ہو یا چلرگی میرے
ساتھ

بدراستی اور رمضان کے پاؤں پکڑ لیئے۔

خدا کے لئے مجھ پر رحم کھاؤ
میری ہنسی خوشی کی گھر بھر زندگی میں طوفان کھڑا نہ کرو
مجھے میرے شہر سے جدا نہ کرو

مجھے اسی ماحول میں جینے دو جہاں میرا شوہر اور بچہ ہے مجھے ٹھوکیں
کھانے پر مجبور نہ کرو میں نہیں خدا کا واسطہ دیتی ہوں مجھے رسوا نہ
کر دو میرے جانے کے بعد میرے شوہر اور بچے پر کیا گنہگارے گی
ہر بھی تو سوچو نہیں پیدا کرنے والے کا واسطہ میرا شوہر مجھ سے
نہ چھینز میں مری جاؤں گی میں مٹ جاؤں گی میں فنا ہو کر رہ جاؤں
گی میرے یہاں سے فرار کے بعد میرا شوہر اور بچہ جی نہ سکیں گے
رمضان نے وحشی اور مکرمہ تہقہہ لگایا

وہ اگر تمہارے بغیر جی نہیں سکتے تو میں تمہارے بغیر کیسے جی سکتا
ہوں اس سے پہلے تم نے اپنا شوہر ہونے کے حقوق مجھے نہختے تھے
اس کے بعد تم نے جا کر کہیں شادی کی
بدراستی طرح درد ہی تھی۔

میں کیوں سنوں۔ مجھے کیا ضرورت پڑی ہے۔ شادی تم نے کی ہے
میرا تم سے کیا تعلق۔
ایاز کے الفاظ ملک میں اٹک رہے تھے۔

سحر!

وہ سحر مگر گئی جو کبھی تمہاری تھی اور تم پر مگر تھی۔ میں اور سحر ہوں
جو تم جیسے فریبی، دھوکہ باز اور عیار کو نہیں جانتی جاؤ نکل جاؤ

یہاں سے

ایاز گم سم کھڑا تھا

سحر زور سے چلائی

جاتے ہو یا بلاؤں لوگوں کو اور دھکے دے کر نکلنا دوں یہاں سے
ایاز بچارے کا سر جھک گیا اور بڑی ہی سست روی سے
وہ باہر نکل گیا۔

دو پہر سے ذرا پہلے ہی جب کہ بدر اپنے کمرے میں اکیلی تھی
اور کنوڑ کی ٹیبل کمرے میں سو گیا ہوا تھا رمضان اندر داخل ہوا بدر اسے
دیکھتے ہی سر سے پاؤں تک کانپ گئی۔ اس کے بدن پر سردی کے
باوجود ہلکا ہلکا پسینہ پھوٹ نکلا تھا۔

وہ اس کے سامنے آکھڑا ہوا۔

کیا خیال ہے۔ میں نے اپنا وعدہ پورا کیا نا کل میں نے تم سے کئے ہوئے

وہ میری بھول تھی رمضان! زندگی کی سب سے بڑی بھول
تو پھر ایک بھول اور سہی جہاں ایک بار یہ نہ سہی چکی ہو دہاں
دوبارہ بھی سہی بد کرنے کوئی جواب نہ دیا اور اس کے پاؤں پہ
پڑی روتی رہی۔

ماہر گئی
بے ساتھ چلوں گی
ان مسکراتا ہوا اندر آگیا
مذی کا ثبوت دیا ہے تم نے
بے سوتے ہوئے کنوڑ کو چوما اور رمضان کے پاس آئی

یا کوئی سامان ساتھ نہ لو گی۔
رہی تھی

تم چلتی ہو میرے ساتھ یا نہیں
بدر نے دونوں ہاتھ جوڑ کر اس کی سمت اُدھر دیکھا۔
مجھ پر رحم کرو رمضان خدا کے لئے مجھ پر رحم کرو
تو تم نہیں جاؤ گی۔

میں تمہارے پاؤں پکڑتی ہوں کہ مجھ پر اتنا بڑا ظلم نہ کرو
رمضان نے فیصلہ کن انداز میں کہا

ٹھیک ہے ناجاؤ تمہیں اپنا شوہر عزیز نہیں رہیں جا رہا ہوں آج
تمہارے شوہر کی لاش گھر نہ آئی تو میرا بھی نام رمضان نہیں
بدر زادو قطارہ رہ رہی تھی رمضان کرے میں نکل کر جب
صحن میں آ یا تو بدر نے روتی ہوئی آواز میں اسے پکارا

مٹھو در رمضان!

رمضان رکا اور مٹھ کر پیچھے دیکھا
کہو کیا کہتی ہو میرے پاس اب فضول باتوں کا وقت نہیں۔

انے کندھے اچکائے
بابا! جیسے تمہاری مرضی
ہ دونوں باہر آئے اور کار میں بیٹھ گئے۔ محلے میں بے شمار
گاہیں کار کھڑی دیکھ کر جمع ہو گئے رستے بدد کو رمضان کے
زہاتا دیکھ کر وہ آپس میں چہ میگوئیاں کرنے لگ گئے سوتے
نام کو ایاز جب گاڑی سے کراہیں آیا اور اپنے گھر داخل
نے گا تو محلے کے کئی لوگ اس کے گرد جمع ہو گئے اور طرح
اک باتیں سنانے لگے۔
ماہیوی فرار ہو گئی۔

اپنے کسی یار کے ساتھ چلی گئی ہے
کوئی پرانا آشنا تھا جس کے ساتھ بھاگ گئی ہے
اب وہ بنی کا دالا پہلے بھی دو ایک بار یہاں آیا تھا پھر یہیں
کیا خبر تھی کہ وہ اس کی بیوی کا درست ہے۔

نور نے دوتے ہوئے پھر کہا
اٹی لاؤنا ابرجی!
ایاز نے کنور کو چوم کر دلا سا دیا
اٹی تمہارے لئے ٹانیاں لینے گئی ہے بیٹے ابھی آ جاتی ہے
کنور اتنی بہل گیا
اٹی چیزیں لائے گی ابرجی!

ہاں بیٹے تمہاری اٹی تمہارے لئے مٹھائی لائے گی پھر بیٹھ کر کھائیں
گے ایاز نے کنور کے آنسو پونچھ دیئے اور وہ بچارہ امی کے آنے
کی آس میں پھر مسکرانے لگا تھا۔
ایاز بچم کے قریب آیا اور گھگھکیاٹی ہوئی آواز میں پوچھا۔

کہہ چپ ہوا ہور۔
ایاز کو دیکھتے ہی کنور رونے لگا۔ بچم کی گرد سے وہ نکلا
بھاگ کر ایاز کی ٹانگوں سے لپٹ گیا۔
ابرجی! امی وہ سسک رہا تھا

بدر کہاں ہے بچم!
بچم کا سر اسی طرح جھکا رہا
بولتے کیوں نہیں
بچم نے اپنا سر ادھر اٹھایا اس کی آنکھیں سرخ اور سو جھی ہوئی تھیں

ایاز نے اسے اٹھا لیا کنور نے پھر پوچھا
امی کدل رکھ رہا ہے اب

ایاز پھر خاموش تھا اس کے سامنے بیٹھ ہوئے بچم کا مورا
تک جھکا ہوا تھا اور اس کے آنسو اور تیزی سے گرنے لگے تھے
بچم کی آواز ڈوب گئی تھی
ہاں۔

ایا ز کچھ دیر کھڑا سر چٹا رہا پھر اس کی مدھم مدھم۔
ابھری۔

میں نے اسے تمہاری وجہ سے سہارا دیا۔

تمہارے کہنے پر میں نے اس سے شادی کر لی تھی اور اب
میں خود بھی اس سے محبت کرنے لگا تھا تو وہ دھوکا دے

وہ اپنے آشنا کے ساتھ بھاگ گئی

وہ نیلی کار بقتینا رضوان کی ہوگی وہ ————— وہ پھرا

ساتھ چلی گئی ہے جس نے اسے زندگی کی سب سے گندا

غلیظ راہ پر ڈالا تھا۔

وہ پھر بھٹک گئی ہے۔

وہ پھر گندگی میں ڈوب گئی ہے

اسے وقتی طور پر سہارا چاہیئے تھا سو وہ اس نے میرا

لے لیا اور دوبارہ اپنی پہلی ڈگر پر چل نکلی ہے پھر

خون کی چاٹ لگ جاتی ہے تو وہ عادی ہو جاتا ہے عورت

کہتی ہے تو وہ بھی اس کی عادی ہو جاتی ہے۔

وہ بچم کے اور قریب آگیا

تم ————— نے اسے اپنی بہن کہا تھا۔ میں تم سے

بتاؤ تمہاری بہن کہاں ہے۔ کس آشنا کے ساتھ بھاگ گئی

کس بار کے ساتھ نکل گئی

کہاں ہے تمہاری بہن؟

کوہر ہے تمہاری عزت؟

کہاں کھو گئی ہے تمہاری عزت؟

بچم کھڑا ہو گیا

مجھے خبر نہ تھی وہ ایسی نیچے اور اذنان نکلے گی۔

میں نہیں جانتا تھا کہ وہ گناہوں کی اس قدر عادی ہو چکی ہے

مجھے علم نہ تھا کہ بہن کے روپ میں ایک طائفہ اور زبیدی بھی

بیٹھی ہے۔

میں نے تمہیں اس سے شادی پر مجبور کیا

میں نے ہی تمہیں اسے سہارا دینے کو کہا

میں نے تم پر زور دیا کہ اسے اپنا

میں مجرم اور گنہگار ہوں

میں خطا وارہ اور قصور وار ہوں

بچم سسک سسک کر درنے لگا۔

مجھے مادرِ اتنا مارا کہ میری چمڑی ادھڑ جائے مجھے زندہ رہنے

کا حق نہیں۔ مجھے جینے کا کوئی حق نہیں

میں ————— میں تمہاری بتا ہی کا باعث ہوں۔

میں تمہاری بربادی کا ذمہ دار ہوں۔
مجھے مار دیا نا! اتنا مار کر میں یہی ختم ہو جاؤں۔

نجم آگے بڑھا اور ایاز سے پیٹتے ہوئے اس نے اپنا سر اڑ
کے کندھے پر رکھ دیا اور اونچی آواز میں رونے لگا تھا ایاز
کی آنکھوں سے بھی آنسوؤں کا سونا پھوٹ نکلا تھا کنز بھی ا
کی حالت دیکھ کر رونے لگا تھا

اس رات کسی نے کھانا نہ کھایا تھا۔ نجم بھوکا پیاسا ا
کمرے میں بند ہو گیا تھا ایاز کافی رات گئے تک ریڈیو آن کر
بیٹھا رہا اس کا ذہن معطل ہو کر رہ گیا تھا بدر کا چلے جانا ایک
ایسی چوٹ تھی جو اس کی برداشت سے باہر ہو کر رہ گئی تھی۔
رات گیا رہ بجے تک وہ ریڈیو کے بیٹھا رہا۔

سنگریٹ پی پی کر اس نے اپنے سامنے میز پر ماچ
کی تیلیوں اور سنگریٹ کے ٹکڑوں کا ڈھیر لگا دیا تھا۔
گیا رہ بجے وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

کچھ دیر ادھر ادھر ٹہکتا رہا۔ پھر بلب آف کر کے ا
نے زبیر وکاب بلب آن کیا اور کنز کے پاس آکر لیٹ
کنز گہری نیند سو رہا تھا۔

سویا ہوا تھا ایاز اس کے گال سے گال ملا کر سوچوں میں ڈوب گیا
آدھی رات ہو گئی تھی ایاز ابھی تک جھاگ رہا تھا نیند اس
سے کوسوں دور تھی۔ پلکیں کھلی ہوئی تھیں اور ذہن بدر کے گرد
گھوم رہا تھا۔

بدر!

جو اس کی بیوی تھی

جس سے اب وہ بے پناہ محبت کرنے لگا تھا۔

بڑی مایوسی سے وہ بڑبڑایا!

قالہ! اس طرح ہی دھوکہ دینا تھا تو مجھ سے شادی ہی کیوں کی
اس گھر کیوں آباد ہی کیوں کیا ویسے ہی نجم کی بہن بن کر رہ لیتی
تو بھی میں تمہاری مدد کرتا رہتا۔ کنز ار اپنے ادبچے سانس لینے لگا
تھا ہذا وہ خاموش ہو گیا۔ اس کے ساتھ ہی کنز سسک سسک
کر خراب میں رونے لگا۔ شاید ڈر گیا تھا ایاز نے اس کا کندھا
پکڑ کر ہلایا۔

کنز! اؤ کنز!

کنز نے بدک کر آنکھیں کھولیں اور گھبرائی ہوئی آواز میں

پوچھا۔

ابو جی ہیں؟

باہر دروازے پر پہنکی سی دستک ہوئی اور وہ چونک گیا اسے
اپنے کانوں پر اعتبار نہ آیا تھا ہزارہ بیٹے بیٹے اپنا سر بستر سے
اٹھا کر دوبارہ آواز سننے کی کوشش کرنے لگا۔ دروازے پر دوبارہ
دستک ہوئی۔

وہ بستر سے نکلا۔ چیل پہنی اور دروازہ کھولا۔ سامنے بخم کھڑا
برس طرح بہک اور کانپ رہا تھا۔ شاید زیادہ شراب پی گیا
تھا اس نے اپنا دایاں ہاتھ دل پر رکھا ہوا تھا اور بڑی تکلیف
کا اظہار کر رہا تھا۔

ایاز اسے پکڑ کر اندر لایا اور جب اس نے اسے چھوڑ کر
دروازہ بند کرنا چاہا تو بخم بچارہ فرش پر گر گیا۔ ایاز دروازہ
چھوڑ بخم کو سنبھالنے لگا۔ ایاز کے دیکھتے دیکھتے بخم کو خون کے
ابکائی ہوئی اور اس کا جسم بری طرح کانپنے لگا۔

ایاز اس کی حالت دیکھ کر سر سے پاؤں تک کانپ گیا۔ بخم
کی حالت پر اس کا دل روتے لگا تھا۔ ایاز نے جب اسے اپنے
بازوؤں میں سمیٹ کر بستر کی طرف لے جانا چاہا تو بخم نے اٹک اٹک
کر اسے کہا

ایاز! میرا ایک کام کر دو گے۔

ایاز نے رہیں بیٹھے بیٹھے اسے اپنی گرد میں سمیٹ لیا۔

ایاز نے اسے اپنے ساتھ لپٹا لیا
ہاں بیٹے! میں تمہارا ابو ہوں
کنو اس سے لپٹ گیا

تم کہیں نہ جانا ابو! خواب میں ڈرنے سے شاید خوف کھا گیا تھا۔
ایاز نے اپنا بازو اس کے سر کے نیچے رکھ دیا اور دوسرے
بازو سے اس نے کنو کو اپنی چھاتی کے ساتھ لگا لیا۔
کنو پھر سکون سے سو گیا مگر ایاز جاگ رہا تھا۔
اس کی آنکھیں تھکی تھکی تھیں۔

ذہن جل رہا تھا

دل میں طوفان اٹھ رہے تھے نا امیدیوں اور نامرادیوں کے۔
پورا بدن سرخ انگاروں کی طرح سلگ رہا تھا
وہ جل اٹھا تھا بخت کی ٹھنڈی آگ میں

وہ اپنے بدن میں ایسی اینٹھن سی محسوس کر رہا تھا جس نے اسے
مفلوج کر کے رکھ دیا تھا رات کشتی جا رہی تھی مگر اس کی سوجھ بوجھ
ہوتی جا رہی تھی۔

غموں کے سائے گہرے ہوتے جا رہے تھے

باہر سردی تیز ہو گئی تھی مگر اس کے اندر تو دکھ کا گرم لالہ روشن
تھا اس کے دل اور دماغ میں تو غم۔ اور دکھوں کا جہنم آباد ہو گیا

کہو !

مجھے ————— مجھے باعتبار پورہ لے چلو۔ نفیسہ کے ہاں ———
انکار نہ کرنا۔

رزق ہوئی آرازمیں ایاز نے کہا۔

تمہاری طبیعت ٹھیک نہیں چلو میں تمہیں ڈاکٹر کے پاس لے کر چلتا
ہوں۔

نجم نے اس کے پاؤں پکڑ لئے۔

بہن نہیں۔ میں جا رہا ہوں

میری زندگی رخصت ہو رہی ہے

میری روح مجھے الوداع کہہ رہی ہے

جان نکالنے والا فرشتہ میرے گرد منڈھلا رہا ہے

میری سانسیں میرا ساتھ چھوڑ رہی ہیں۔

دنیا کے ساتھ میرے سارے رشتے ختم ہو رہے ہیں

دیکھو وہ دیکھو! موت کے سائے جدائی اور فرقت کے سائے

کیسے گہرے ہو رہے ہیں۔ تم اگر مجھے ڈاکٹر کے پاس لے کر گئے تو

دماں پیچنے سے پہلے ہی میں ختم ہو جاؤں گا مجھے تم نفیسہ کے ہاں

لے چلو۔ میرے جسم کا خمیر وہیں سے اٹھا تھا اور وہیں اس کا انجام

ہو گا ضرور۔ ————— میرا دل کہتا ہے میرا انجام وہیں ہو گا۔

ایاز نے نجم کا سراپا اپنی چاتی سے لگا لیا اور اس کی باتیں

سن کر وہ مسک پڑا اور رد دیا

نجم نے ماتحت لہرا کر اس کے چہرے کا لمس محسوس کرنا چاہا

ساتھ ہی اس نے لغزش زدہ آواز میں کہا رو رہے ہو دوست

یہ دنیا ————— اس نے اپنا دل زور سے تھام لیا۔

اے میرے مالک !

اے میرے خدا !

لوگ کس قدر سنگدل ہو گئے ہیں۔

یہ سائنس کا نہیں پختہ کا در ہے جہاں میرے جیسے سینکڑوں

بد نفیسوں کی بخت ان پختہ دلوں سے سرنگد کہ اپنی موت آپ مر

جاتی ہے۔ ایاز ————— ادا یا ز! تم ہی میرے بھائی اور

دوست ہو۔

تم ہی ماں باپ اور تم ہی بہن بھائی ہو

یہاں اس وقت جب کہ موت میرے سر پہ اکھڑی ہوئی ہے رنم

ہی میرا سب کچھ ہو۔ ادا یا ز! اس نے ردتے ہوئے ایاز کا پاؤں ہلایا

ادا یا ز! ردتے کیوں ہو۔ میرے بعد رنم میری لاش پر خوب

آلسہ بھانا۔ لوگوں سے چلا چلا کر کہنا۔ لوگ! دیکھو! یہ ہے آج

کلا کے دگر میں بخت کرنے کا انجام

ایاز نے اسے اٹھایا۔

تم بہک گئے ہو میں تمہیں ڈاکٹر کے پاس لے چلتا ہوں
نجم بیتاب ہو گیا

مجھے ڈاکٹر کے پاس نہ لے ————— نجم نے پھر
فون کی تے کی اور ایاز خوف سے کانپ گیا

نجم کی کانپتی ہوئی آواز بھرا بھری

تہیں خدا کا واسطہ ایاز مجھے نفیسہ کے ہاں لے چلے میں مر رہا ہوں
بیرادل تیزی سے تحلیل ہو رہا ہے میں تمہارے آگے ہاتھ بڑھانا
ہوں یہ میری آخری خواہش ہے اسے پورا کر دو۔

ایاز باگلی ہو گیا وہ اسے لے کر باہر آیا اور اپنی گاڑی کی
الگی سیٹ پر لٹا دیا دوبارہ وہ کمرے میں آیا سوئے ہوئے کمند
کو اٹھایا اور رضائی بھی لے لی کمند کو اس نے گاڑی کی پچھلی سیٹ
پر لٹا کر اوپر رضائی ڈال دی

گاڑی اس نے نکالی اور بڑی تیزی سے وہ باغباں پورہ جھا
پہنچا ایک چمکتی ہوئی سفید کمرٹی کے سامنے گاڑی روک دی۔ اس کی
سمجھ میں کچھ نہ آ رہا تھا کہ کیا کرے۔ نجم ارپنے ارپنے سانس لے
رہا تھا۔ اکٹری ہوئی آواز میں اس نے پوچھا
رک کیوں گئے ہو ایاز

ایاز! جب میری ماں میرا پتہ کرنے آئے نار
جب میرا باپ میری خیریت پوچھنے آئے
جب میرے بہن بھائی میرے متعلق پوچھیں تو ————— تو تم
ابنیں کیا کہو گے؟

ایاز کھل کر رو دیا

نجم خدا کے لئے چپ رہو۔ میرا دل پھٹ جائے گا میں پہلے ہی
جلا بیٹھا ہوں تمہارا رکھ رکھ کر یہی تم سے پہلے اس دینے کو پوچھ
کر جاؤں گا۔

نجم نے پھر اس کے پاؤں پکڑ لیے۔

میں نہیں نہیں تم زندہ رہو گے۔ آہ برد! کاش تم ہمارے ساتھ یہ نریب
نہ کہ تم رات میں یوں دسو کہ نہ دیتی ہیں یوں چھوڑ کر چلی نہ جاتے
اچانک نجم کی تکلیف بڑھ گئی اور اس نے اور زور سے اپنے دل
پر ہاتھ جادیا۔

ہائے رات۔ اد میرے خدا میرے کن گناہوں کی سزا ہے یہ
پروردگار!

ایاز! میری ماں، باپ اور بہن بھائی جب تم سے میرا پوچھیں تو
کہنا اس نے نفیسہ سے نشانہ کر لی تھی اور نادران چلا گیا ہے۔ آہستہ
آہستہ ان کے دلوں سے میرا غم خرد ہی اتر جائے گا۔

ایز نے اپنی آنکھوں سے آنسو پرچھے
 نفیسہ کا گھر آ گیا ہے۔ اب بتاؤ میں کیا کروں
 بچہ نے اٹھنے کی کوشش کی
 مجھے نیچے اتار د

ایز اسے لے کر نیچے اترا اور سہارا دے کر کونٹھی کے پیرنی
 گیٹ کی طرف بڑھنے لگا۔ گیٹ کے قریب جا کر بچہ نے ایز سے کہا
 تم یہیں کھڑے رہو۔ میں اندر جاتا ہوں۔ تم فکر نہ کرنا میں جلدی
 آ جاؤں گا۔

کونٹھی کے گیٹ کو اس نے ابھی تک چھو ا ہی نہ تھا کہ وہ تورا
 کر گر گیا۔ ایز بچہ بھاگ کر آگے بڑھا اور اسے سنبھال لیا۔ بچہ کے
 منہ سے پھر خون بہہ نکلا تھا۔ پھر اس نے ایک ہچکی لی اس کا جسم
 ڈھیلا پڑ گیا اور منہ کھلے کا کھلا رہ گیا۔ وہ سر گیا۔ تھکات کے اندر
 میں ایز بچہ ہلکے سے سسک سسک کر رو رہا۔

بچہ مجھے اکیلا کیوں چھوڑ گئے۔ مجھے بھی سانس بند ہو گیا۔ بچہ کی لاش
 پر بیٹھا وہ روتا رہا۔ پھر اس کی لاش اٹھائی اور گاڑی میں لاد لی
 ایک نگاہ بچہ کی سیٹ پر لیٹے ہوئے کنور پیرا اس نے ڈالی پھر گاڑی
 واپس موڑ لی۔

رات سوتے ہیں کنور جھاگ اٹھا اور منہ بسرہ دتے ہوئے کہا

الرجی بھوک لگی ہے۔

ایز نے اس کی طرف کوئی دھیان نہ دیا تھا۔ کنور رضائی سے نکلا
 اور آگے بڑھ کر اپنا سر ایز کے کندھے پر رکھ کر اس نے رونے
 ہوئے کہا۔

الرجی بھوک لگی ہے

ایز نے گاڑی اسٹیشن کی طرف موڑ دی۔ ٹی سٹال سے اس نے
 کنور کو لپٹ کا ایک ڈبہ لے کر دیا اور گاڑی پھر آگے بڑھنے
 لگی۔ رات کی گہری تاریکی میں گاڑی کی ہیڈ لائٹ کے لمبے لمبے
 نقش موت کے ناچتے سائے دکھائی دینے لگے تھے۔

روان سے وہ کہیں رہا تھا۔

بیڈن روڈ کے موڑ پر آکر ایاز کا ذہن الجھ گیا۔ پرانی یادیں
پہل گئیں اور اس کے ذہن نے ایک ناقابل برداشت جوڑ ماری
ذہن کا کوئی تار یک اور در راقتادہ کو نہ پکارا تھا

میری زندگی بھی بالکل اس میں روڈ کی طرح سختی بالکل ہمار
اور شمال اس میں کوئی موڑ اور خم نہ تھا۔ سحر میرے سامنے اس طرح
ظہا تھی جس طرح سڑک کے وسط میں کوئی ٹائر کھڑا ہوا اور
وہاں سڑک بجائے خم کھائے دو برابر حصوں میں تقسیم ہو گئی ہو۔
مگر ————— مگر بدرجہ میری زندگی میں داخل ہوئی تو میری
زندگی میں بھی ایک موڑ آگیا بالکل اس بیڈن روڈ کے موڑ کی مانند
اور میں روڈ کے وسط میں سحر کی صورت میں نظر آتا ہوا وہ ڈاؤر
نکالوں سے اوجھل ہو گیا

یہ موڑ کس قدر خطرناک ثابت ہوا اور یہ موڑ سڑک کے بجائے
اس کے کہ میں کسی منزل پر پہنچ جاتا اٹا ایک خوفناک مسجد ہمار
میں پھنس گیا ہوں ایاز نے اس موڑ پر ٹکیسی روک دی تھی اور اس
نے سیٹ کی پشت پر سر گرما کر سوچنا شروع کر دیا تھا۔

بلد؟

میری زندگی کا ایک عظیم سانحہ اور حادثہ۔

بدر چلی گئی، نجم مرگیا تھا، ایاز کی زندگی اب بے حد تلخ،
دشوار اور ناگوار سی ہو کر رہ گئی تھی۔ اسے دل کے دورے پڑنے
لگے تھے صبح سویرے ہی وہ ٹکیسی لے کر نکل جاتا سارا دن اپنے
آپ کو مشغول رکھ کہہ دل بہلانے کی کوشش کرتا کنور کو بھی وہ
اپنے ساتھ لے جایا کرتا تھا گھر پر وہ اسے رکھتا بھی تو اس کی
دیکھ بھال کرنا کہ تا شام کو بچارہ آکر دیران ادیرا جڑے ہوئے
گھر میں پڑا رہتا۔

آج بھی جب وہ کچھ سوا ریاں اتار کر شام کے وقت گھر کی
طرف جا رہا تھا تو وہ بے حد اداس اور افسردہ تھا۔ کنور اس کے
ساتھ بیٹھا تھا۔ سیٹ پر اس نے رنگ برنگی ٹانیاں پھیلا رکھی تھیں

بدل!

میری زندگی کا ایک بھیا تک اور خوفناک موڑ جس نے میرا رخ
تباہی اور بربادی کی طرف موڑ دیا وہ بڑے دکھ سے بڑھاپا
بدل!

آہ میرے سولی وہ ایک ناش غلطی تھی
دھوکہ اور فریب ثابت ہوئی۔

اس کے دل میں درد کی ایک ناقابل برداشت ٹھیس اٹھی اور
اپنے دل پر ہاتھ رکھتے ہوئے وہ کراہ اٹھا
اے میرے خدا! کیا ہو گیا ہے مجھے۔ اس سے تو بہتر ہے
مجھے قوت دے دے اس کا سارا بدن پسینے میں ڈوب گیا تھا
اور چہرے پر شدید اور سخت جذبات کا اظہار ہو رہا تھا۔ کنڈ
نے ساری ٹانیاں اپنے کٹ کی چیموں میں ڈال لیں اور اٹھ کر
ایاز کے گلے میں اپنی باہیں ڈال دیں

ابو چلوتا

ایاز نے کوئی جواب نہ دیا اس نے آنکھیں بند کر رکھی تھیں۔
کنڈ اس کی گردنیں آگیا اور بڑے پیار سے کہا
ابو جی! چالو نہ

ایاز نے جب سچے سچ کوئی جواب نہ دیا تو کنڈ اس کی گردنیں لگایا

اور زور سے پاؤں ہلانے ہوئے اس نے روتے ہوئے کہا
اے! اے! ابو چلوتا

ایاز نے آنکھیں کھلیں اور کنڈ کی طرف دیکھا وہ رو رہا تھا
ایاز نے اسے اٹھایا اور نہ بدستی مسکراتے ہوئے کہا
بیٹے چا دو تار

کنڈ روتے روتے مسکرا دیا اور اپنا چہرہ آگے کرتے ہوئے اس
نے اپنے ہونٹ ایاز کے ہونٹوں پر رکھنے کے بعد علیحدہ کرتے
ہوئے پوچھا
بچہ! (بس) ابو جی!

ایاز اس کی ان اداؤں پر اور مسکرا دیا تھا
ایک اور بیٹے

کنڈ نے ایک بار پھر اپنے ہونٹ ایاز کے ہونٹوں سے ملانے کے
بعد پوچھا

بچہ! (بس) ابو جی!

ایاز نے اسے اپنے ساتھ لٹایا
بس بیٹے!

ایاز جب گاڑی لے کر گھر داخل ہوا تو کنڈ نیچے اتار کر بھاگتا ہوا
کمرے کی طرف گیا اور زور زور سے پکارنے لگا۔

امی جی! امی!

جب کسی نے کوئی جواب نہ دیا تو اس نے کمرے میں ادھر ادھر دیکھا پھر ایاز کے پاس واپس آیا اور منہ بسرہ دے ہرے کہا۔
الرجی! امی کوئی نہیں
ایاز ڈال گیا۔

تہا رے لئے ٹانیاں لینے گئی ہے بیٹا! جلدی آجائے گی۔

ایاز نے آگے بڑھ کر پیچھے اپنا کمرہ کھولا اندر داخل ہوتا
اس نے ادھر ادھر دیکھا کمرہ عجیب طرح سے بھائیں بھائیں کر رہا
اس کے دل میں پھر وہی خردناک ہرک اٹھی اور وہ دل پر ہاتھ
ہرے باہر آ گیا اس کی پیشانی پر پسینہ نہر دار ہو گیا تھا اور دل
لگا تھا کہ کھڑا ہوا اور گرے پڑتا وہ خیم کے کمرے کی طرف آیا
مشکل سے اس نے تالا کھولا

اس کمرے میں داخل ہوتے ہوئے بھی اسے وہی ٹپٹس
دل کو ایک ناقابل برداشت دھکا لگا کیسا اس اور اجڑا ہوا
تھا خیم کا۔ ایاز کے جسم میں غم اور دکھ کی ایک ناقابل برداشت
سستی سرسے پاؤں تک کو نہ گئی وہ چکر لگا گیا تھا سہارا لینے
لئے وہ دروازے کو پکڑنا چاہتا تھا مگر ایسا نہ کر سکا آنکھوں
اندھیرا چھا گیا وہ ڈگمگایا اور پھر غش کھا کہ فرش پر گر گیا۔

دوسرے کمرے میں کندہ نے بیڈ پر آن کر دیا اور وہ اسے
ادھر ادھر گھاتا ہوا کہیں رہا تھا باہر جب ایاز کے
گرنے کی آواز آئی تو وہ کمرے سے اترا اور بھاگتا ہوا دوسرے
کمرے کی طرف گیا فرش پر گرے ہوئے ایاز کو کچھ دیر کھڑا ہو کر وہ
دیکھتا رہا پھر آگے بڑھ کر اس نے ایاز کی ٹانگ پکڑ کر ہلائی۔
الرجی! اٹھو نا

ایاز بے ہوش پڑا تھا

کندہ کھڑا ہو گیا اور کس قدر خوش ہوتے ہوئے کہا
ادرا اور الہ گندے رالو گندے وہ پھر ایاز کی ٹانگ پکڑ کر ہلاتے
لگا۔ جب اس نے کوئی جواب نہ دیا تو وہ درپڑا اور فرش پر لیٹے
ہوئے ایاز کی چھاتی پر سر رکھتے ہوئے وہ روتے بھی لگا اور
زور زور سے پکارتے بھی لگا الرجی! الرجی!

کافی دیر تک ایسا ہی سماں رہا۔ ایاز بے ہوش پڑا رہا اور
کندہ اس کی چھاتی پر سر رکھ کر روتا رہا۔ اس کے آنسوؤں سے ایاز
کی قمیض بھی تر ہو گئی تھی۔ پھر ایاز نے ایک جھیر جھری سیلی اور
مرده سی آواز میں بولا
پانی!

کندہ چونک گیا اور دوبارہ کھڑا ہو گیا۔

کنوہ خنڈی دیروہاں بیٹھ کر رزنا رہا پھر آپ ہی آپ
چپ ہو گیا اور ٹوٹے ہوئے پیلے کے ٹکڑے اٹھا کر ایک دوسرے
پر داتے ہوئے وہ کھینے لگا۔ ایاز کو پانی بلانا وہ بھول گیا تھا۔ بچہ جو تھا
اسے ذمہ داری کا کیا احساس

ایاز کی آواز پھر سنائی دی

پانی! پانی! وہ جیسے جیسے سانس لے رہا تھا

کنوہ نے بیٹھے ہی بیٹھے مڑ کر ایاز کی طرف دیکھا پھر اس نے دہرا
پیالہ اٹھایا اور جب وہ نلکے کے ہینڈل کی طرف جانے لگا تو اس کی نگاہ
بائیں پر پڑ گئی اس میں پانی تھا کنوہ نے پیالہ اس میں ڈبوایا اور اسے
بھر کر وہ پیچھے ہٹا اور اس بار بڑی احتیاط کے ساتھ وہ نلکے کے
فرش سے باہر آیا اور ایاز کے پاس کھڑے ہوتے ہوئے اس نے کہا
ابو بایں (پانی) پیو

ایاز نے کوئی جواب نہ دیا اسی طرح بیٹا رہا

کنوہ نے زور دے کر کہا

ابو بایں (پانی) پیو

ایاز نے پھر بھی کوئی جواب نہ دیا کنوہ نے بچے بیٹھ گیا اور اپنے
نٹھ نٹھے ہاتھوں سے وہ پیالہ ایاز کے منہ کو بے گیا مگر بچہ پیلے
کو سنبھال نہ سکا اور پانی ایاز کے چہرے پر گر گیا۔ ایاز نے آنکھیں کھول

ایاز کی آواز پھر ابھری
پانی

اپنی قمیض سے آنسو پر بجھتے ہوئے کنوہ نے پوچھا
مائی (پانی) پیو گے ابو!

ایاز کی طرف سے کوئی جواب نہ آیا کہ کنوہ نے ادھر ادھر دیکھا
پھر وہ نلکے کی طرف آیا ایک بالٹی پڑی تھی جس میں پانی تھا اور
قریب ہی تین کا پچ کے پیالے پڑے تھے کنوہ نے ایک پیالہ اٹھا
کر نلکے کے نیچے رکھا اور نلکا چلانا چاہا مگر چلانہ سکا۔ بچہ تھا
اور نلکا بھاری تھا خنڈی دیروہاں وہ زور لگاتا رہا۔ پھر نلکا اس سے
نہ چلا نہ چارہ وہ نلکے سے ٹک گیا۔ نلکے سے خنڈی سا پانی نکلا مگر
پیالہ دھار کی سیدھ میں نہ تھا۔ لہذا پانی بیکار بہہ گیا۔

کنوہ نے پیالہ درست کیا اور پھر نلکے سے ٹک گیا۔ مگر اس بار
مبھی پانی پیالے سے باہر ہی گر گیا دوبارہ اس نے پیالہ ٹھیک کر کے
نلکے سے ٹک کر پانی نکالا اس بار پیلے میں خنڈی سا پانی جم
ہو گیا۔ کنوہ خوش ہو گیا تھا اس نے پیالہ اٹھا یا اور جہنمی وہ
دائیں مڑنے لگا اس کا پاؤں پھسلا اور دھڑام سے گر گیا۔ پیالہ
ٹوٹ گیا اور وہ زور زور سے روتے لگا
ابو جی! مئی! اس نے مارا وہ پیالے کی طرف اشارہ کر رہا تھا

ایاز نے اور زور سے کندہ کو پٹیا لیا۔ اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلتے
اور وہ سسک بھی پڑا۔ کندہ فرما علیحدہ ہو گیا
تم لوٹے (روتے) ہو ابرو!

ایاز نے آنسو پونچھتے ہوئے کندہ کو اٹھایا
ہنس بیٹے! چلو کھانا کھائیں۔ وہ گاڑی کی طرف آیا۔ اگلا دروازہ کھول
کر کھانے کا ستر ماس نکالا اور کمرے میں جا کر وہ کندہ کو کھانا کھلانے
لگا۔ کھانا کھاتے کھاتے کندہ پھر بول پڑا۔
تم بھی کاڈ (کھاؤ) نا ابرو! ساتھ ہی اس نے ردلی کا ایک چھوٹا سا ٹکڑا
ٹوڑا اور اپنے سامنے پڑی ہوئی گزشت کی پیٹ میں اسے ڈبو کر وہ
ایاز کے منہ کے قریب لے گیا

لو کاڈ (کھاؤ) ابرو!

کندہ کی حرکتیں دیکھ کر ایاز کا دل بھرا یا تھا بڑھکراتی ہوئی آواز میں
اس نے کہا
تم کھاؤ بیٹا!

کندہ نے ہاتھ بڑھا کر لقمہ ایاز کے منہ میں ڈال دیا ایاز جب لقمہ چبانے
لگا تو کندہ تالی بجا بجا کر مسکراتے لگا۔

کھانے کے بعد ایاز نے برتن سیدھ کر نلکے کے پاس رکھے اور
پھر انہیں صابن کے ساتھ حزب اچھی طرح ماخچ کر ایک طرف رکھ دیا۔

دیں اور کٹلی باندھے ایاز کی طرف دیکھنے لگا کندہ اس کی آنکھیں
کھلی دیکھ کر خوش ہو گیا اور پیار سے پوچھا
ابو! اور بائیں (پانی) لاؤں

ایاز نے اثبات میں سر ہلا دیا اور ساتھ ہی وہ ابھ کر بیٹھ گیا
کندہ بھاگتا ہوا گیا اور ایک پیالہ اور بھر لایا

ایاز نے اس سے پیالہ لیا اور پانی پی کر وہ بڑے غور سے کندہ کی
طرف دیکھنے لگا کندہ نے پھر خوش ہوتے ہوئے پوچھا

اور بائیں (پانی) لاؤں ابو!

ایاز نے پیالہ ایک طرف رکھ دیا

نہیں بیٹے!

کندہ نے دونوں ہاتھ ہوا میں لہرا کر اور سر ایک طرف کرتے ہوئے پوچھا
نچے رہیں!

ہاں بیٹے بس! ایاز نے اسے اپنے ساتھ چٹلایا اور اس کا منہ، گال اور
آنکھیں اور پیشانی بڑی طرح جوڑنے لگا۔

تم بہت اچھے ہو بیٹے

کندہ اس کی گردن سے لپٹ گیا اور اپنا سر اس کے کندھے پر رکھتے
ہوئے پوچھا۔

امی کدھل دکر ہر گئی ہے ابو

ایاز مسکراتا مسکراتا پھر بھگدڑا کھڑا ہو گیا
نہیں!

ایاز کو اداس ہوتا دیکھ کر دوکاندار واپس چلا گیا۔ ایاز پھر
غملین ہو گیا تھا مگر وقت کاٹنے کی خاطر وہ پھر کنور کو سیب کے ٹکڑے
کھلانے لگا۔

پھر گاڑی سے ایک لفافہ نکال کر دہ کرے میں آیا اور اس میں سے
سیب نکال کر وہ پلیٹ میں پھیرنے لگا اور ساتھ ہی اس نے کنور
کو بھی آواز دی۔

کنور! آؤ کھا لیں

کنور کرسی پر کھڑا ہو کر ریڈیو کے بٹن کھانا ہاتھ
اش (اس) کو چلاؤ ابور!

ایاز نے اٹھ کر ریڈیو آن کر دیا اور کنور تالی بجا کر اپنی خوشی
کا اظہار کرنے لگا۔ ایاز اسے اٹھا کر میز پر لایا اور سیب کے چھوٹے چھوٹے
ٹکڑے کاٹ کاٹ کر اسے کھلانے لگا۔ اس لمحہ محلے کا ایک دوکان دار

لطیف اندر آیا اور ایک لفافہ ایاز کو تھا دیا

یہ تار ہے تمہارا تم گھر پر نہ تھے تو ڈاکیر مجھے دے گیا۔

ایاز نے تار پڑھا۔ ظہیر کا تھا وہ شام کو خیبر میل سے پہنچ رہا
تھا۔ ایاز ہلکا سا مسکراتا دیا اور لفافہ نہہ کر کے اس نے جیب میں ڈال لیا
خوشی کا تار ہے کوئی دوکاندار نے پوچھا۔

ہاں میرا ایک دوست فارغ کیا ہوا تھا آج وہ اور اس کی بیوی واپس
آ رہے ہیں۔

وہ تمہاری بیوی کا کچھ پتہ چلا۔

پکڑی میں مزدوروں نے ہڑتالیں شروع کر دی ہیں اور اس کا سبب
 کرنے کے لئے انہوں نے مجھے بلا یا ہے۔ وہ کٹر قسم کے سرمایہ دار ہیں
 مزدوروں کے ساتھ ان کا سلوک اچھا نہیں لہذا انہوں نے ہڑتال کر دی
 ہوگی جب میں نے انتظامیہ کے فرارگن سنبھال رکھے تھے تو میں تو مزدوروں
 کے ساتھ بھائیوں جیسا سلوک کرتا تھا میں نے آج تک کسی مزدور کو
 کبھی ناراض نہیں ہونے دیا خواہ مجھے ان سے معافی مانگ کر ہی کبھی خوش
 کرنا پڑے پر اب جان کو کرن سمجھائے وہ مزدوروں کو حقیر سمجھتے ہیں اور
 ان سے جالروں کا سلوک کرتے ہیں تم نے گھر والوں کو اپنے آنے
 کی اطلاع دی ہے؟

ہیں ان کو صرف اتنا لکھا تھا کہ میں جلدی آ رہا ہوں ویسے ان دنوں وہ
 بڑی بیتیابی کے ساتھ میرے آنے کا انتظار کر رہے ہوں گے تم الیا کو
 ناشاز بہ کر اپنے ساتھ لے جاؤ۔ میں سیدھا گھر جاتا ہوں اور پھر کل تھا کہ
 ہاں آؤں گا قبیلوں نے ان کا سامان اتار کر پیٹ نام پر رکھ دیا تھا ظہیر
 نے پھر ایاز سے پوچھا

ترپھر میں جاؤں؟

پلڑا میں نہیں اپنی گاڑی میں چھوڑنا جاؤں گا

نہیں اس طرح ٹھیک نہیں تم ناشاز بہ اور سامان لے کر جاؤ میں کوئی ٹیکسی
 پکڑتا ہوں ظہیر نے ایک اٹھی اٹھایا اور چلا گیا۔ ایاز نے قبیلوں سے سامان

گاڑی سے نکلنے ہی ظہیر بھاگ کر ایاز سے پیٹ گیا اور کسی قدر
 پریشانی سے پوچھا تم تو بہت کمزور ہو گئے ہو ایاز کیا بات ہے
 ایاز نہ ہر بلی ہنسی نہیں دیا۔

تمہاری نظروں کو دھوکا ہے اتنے عرصہ بعد فارن سے لوٹے ہو نہ۔ اور
 ناشاز بہ کہاں ہے ظہیر کے جواب دینے سے قبل ہی ناشاز بہ گاڑی سے
 اتر ہی اور ایاز کو سلام کرتی ہوئی وہ اس کے پاس آکھڑی ہوئی
 ایاز نے پھر پوچھا تم تو کہتے تھے چھ ماہ بعد آؤں گا اور تم تو تین ماہ

بعد ہی لوٹ آئے ہو۔
 اب جان نے خط لکھ کر منگا یا ہے۔

کیوں؟

ٹیکسی پر رکھا کر اپنی ناروغ کردیا۔ شازبہ پچھلی سیٹ پر بیٹھ گئی۔
 انگلی سیٹ پر کنور بھی سو بیا ہوا تھا۔
 ایاز نے جب گاڑی سٹارٹ کی تو کنول اٹھ کر بیٹھ گیا ایاز اس
 کی طرف دیکھنے لگا پہلے وہ آنکھیں ملتا رہا پھر ایاز کی گردن میں آیا
 اور منہ بسورتے ہوئے کہا۔

الو لوٹی (روٹی) دو۔

شازبہ حیرت سے کنور کی طرف دیکھ رہی تھی ایاز نے سیٹ کے
 نیچے ہاتھ ڈالا اور کاغذ میں لپیٹی ہوئی ڈبل روٹی نکالی پھر اس نے
 اپنے سامنے پڑی ہوئی تھراس سے اس کے ڈھکن میں درد نکالا اور
 ڈبل روٹی کاٹ کاٹ وہ درد میں ڈبلتے ہوئے کنور کو کھلانے لگا۔
 شازبہ نے تجسس سے پوچھا
 یہ بچہ کس کا ہے بیٹا

میرا اپنا

آپ کا؟ شازبہ نے حیرت کا اظہار کیا

ہاں تم لوگوں کے جانے کے بعد میں نے بھی شادی کر لی تھی
 سحر سے کیا؟

میں ایک اور لڑکی سے ساتھ ہی بدر کے اس نے سارے واقعات
 بھی سنا دیئے۔

مردہ آپ کو چھوڑ کر بھاگ کیوں گئی
 غذا بہتر جانتا ہے

بت سنگدل تھی۔ بچہ بھی چھوڑ گئی کوئی جگہ جگہ دھکے کھانے کی عادی
 ہوگی۔ ورنہ یوں شوہر نیچے اور بے بسائے اور آباد گھر کو کرن لڑکی
 چھوڑ کر جاتی ہے سحر ملتی رہی ہے نا۔

وہ مجھ سے ناراض ہے

اس نے کہیں شادی تو نہیں کر لی
 نہیں

ہی تو پھر ٹھیک ہے میں کل ہی اس سے بات کر دوں گی اور دونوں
 کو راضی کر کر شادی کر دوں گی۔

ڈبل روٹی ختم ہو گئی تھی ایاز نے تھراس میں بچا ہوا درد
 کنور کو پلایا اور اپنے رومال سے اس کا منہ پونچھتے ہوئے پوچھا
 بی بیٹے!

کنور اب مسکرا دیا تھا کہ دن ایک طرف جھکاتے ہوئے اس نے کہا
 بچہ (بس)

کنور ٹھٹکی باز دھے شازبہ کی طرف دیکھنے لگا تھا شازبہ نے اپنے
 ہاتھ پھیلا دیئے آ جاؤ مٹے!

کنور سرائیہ سے انداز میں ایاز کی طرف دیکھنے لگا

بزنظام بہن رہی تھی، شازبہ کو دیکھتے ہی وہ بھاگی اور اس سے پٹ گئی
شازبہ اس کے پلنگ پر سہ بیٹھی اور غر سے اس کی طرف دیکھا۔
پوٹلی پر جا رہا تھا

مکرنے اپنے سر پر کیپ درست کرتے ہوئے کہا
ہاں

ڈم ایاز بھائی سے کیوں ناراض ہو
مکرنے بیزاری سے کہا

روٹی اور بات کرو کب آئی ہو تم خانہ سے
ہم تو آج تم دونوں کو راضی کر لے آئی ہوں

تم بچ ہیں نہ آؤ تم میری بہن ہو اور —
شازبہ نے اس کی بات کاٹ دی۔

اور وہ میرا بھائی ہے میں چاہتی ہوں تم دونوں پھر پہلے کی طرح ایک
دوسرے سے تعلقات بڑھا لو۔

مکرنے بیزاری سے کہا

کوئی ضرورت ہی نہیں اس کی نہ ہی میں اس کی کوئی ضرورت محسوس
کرتی ہوں

تم نے خود ایک بار مجھے کہا تھا کہ تم ایاز سے محبت کرتی ہو
وہ وقت اور تھا

ایاز نے پیار سے اسے بچکارا
جاؤ بیٹے! وہ پھو پھو رہے

کنو شازبہ کے پاس چلا گیا وہ اسے چومنے لگی
تمہاری اتنی کہاں ہے مٹے!

کنو نے پٹاخ سے جواب دیا

امی گندی ابو چومنے (سوہنے ہیں)

شازبہ نے اسے اپنی گود میں سمیٹ لیا

بہت پیارا بچہ ہے بھیا۔

ایاز نے گاڑی چلا دی

اس کے سہارے ہی تو میں زندہ ہوں۔

دوسرے روز صبح سویرے ہی ایاز نے سحر کے کوارٹر کے سامنے

ٹھیکسی روکی شازبہ اس میں سے اتری اور آگے کے دروازے کے پاس

آکر اس نے ایاز سے کہا،

اترنا بیٹے!

ایاز نے پہلو میں بیٹھ ہوئے کنو کو گود میں بٹھا لیا

تم اکیلی ہی جاؤ میرے اندر جانے سے اس کا پارہ اور گرم ہو جائے

گارتھر اکیلی جاؤ تو شاید کام ہو جائے میں بھی ساتھ گیا تو سارا کام بگڑ جائے

شازبہ اکیلی ہی جب کوارٹر میں داخل ہوئی تو سحر ہسپتال کی سفید

بالکل آخری سحر تیر میز پر بیٹا اہوتا ملا اور چابیاں اٹھائیں شاید وہ
ڈیڑ ٹی پر جانا چاہتی تھی۔
شازیر غلگین سی چپ چاپ اٹھی اور باہر آئی دروازہ کھول کر
انداز میں ہنستے ہوئے اس نے بڑے دیکھا سے پیچھے میں کہا
جلد ایاز وہ نہیں مانتی رہیں نے کافی منت کی ہے پردہ کسی بات پر
آئی ہی نہیں۔

ایاز نے گاڑی سٹارٹ کر دی اس کے چہرہ پر تھوڑی دیر کے لئے
اداسی اور در ماندگی چھا گئی تھی جس پردہ جلدی میں تابو پا گیا۔ اسی
دقت سحر بھی باہر نکلی اور ایاز پر ایک اچھٹی ہوئی نگاہ ڈالتی ہوئی
ہسپتال کی طرف چلی گئی ایاز نے اپنے سر کو جھٹکا اور گاڑی آگے بڑھادی

تم اس سے اس لئے خفا ہو کر اس نے شادی کر لی تھی میں نہیں
بتاتی ہوں کہ اس نے کیوں اور کن حالات میں شادی کر لی تھی اور
وہ رٹ کی اسے جھوٹ کر چلی گئی ہے
سحر غصہ میں آگئی
میں کچھ سننا نہیں چاہتی
شازیر بھی فیصلہ کن انداز پر اتر آئی
تو تم اس سے شادی نہیں کرو گی
برگزنہ نہیں۔

پھر سوچ کر جواب دو
اب یہ میرا آخری فیصلہ ہے میں کبھی اس سے شادی نہ کروں گی۔
اگر میں تم سے التجا کروں تو پھر
تم میری بہن ضرور میرا اس معاملے میں تنہا رہی کوئی بات بھی میں
قبیلہ نہیں کروں گی

میں تو بڑی آس کے ساتھ ایاز کو ساتھ لے کر آئی تھی اور
وہ باہر کھڑا میری تم سے بات چیت کے نتائج کا انتظار کر رہا ہے
میں نے تم سے کہا ہے تاکہ اب میں اس سے کسی قسم کا تعلق رکھنا نہیں
چاہتی وہ سحر مر گئی ہے جو اس سے محبت کرتی تھی۔
آخری فیصلہ ہے تمہارا

اگلے ہور؟

ہاں

کوئی بات کی ان سے

میں شاذ بہ کو لینے آیا ہوں وہ اسی ہفتہ میری شادی کر دینے کی تیاری
میں ہیں وہ لڑکی جس کی شادی مجھ سے ہورہی ہے وہ بھی ہمارے ہاں
آئی ہوئی ہے اس کے ساتھ اس کی اچی اور ابو بھی ہیں اس نے تو
شادی سے پہلے ہی ہمارے گھر کا نظام سنبھال لیا ہے۔

ایاز نے فکر مندی سے کہا

انہوں نے شاذ بہ سے اگر غلط سلوک کیا تو پھر

میرے وہاں ہوتے ہوئے یہ کیسے ہو سکتا ہے

انہوں نے اگر اسے اپنی بہو ہی تسلیم نہ کیا تو پھر

جو گھر اس کو قبول نہ کرے گا اس میں رہنا میں بھی حرام سمجھوں گا۔

بس اب میں مطمئن ہوں

تو پھر چلو ہمیں چھوڑ کر آؤ

ایاز نے جلدی جلدی کپڑے بدلے اور بال درست کر کے وہ

تیار ہو گیا اور پھر وہ اپنی سائنٹھ لیکر ماڈل ٹائمن آیا خود تودہ باہر ہی

کھڑا رہا نظیر اور شاذ بہ اندر چلے گئے دونوں کا دل بری طرح دھڑک رہا

تھا سامنے ہی لان میں نظیر کے ابا بغیر اس کی اتنی نیم تنگیز نادردہ اور

دو پہر کے قریب نظیر آگیا تھا ایاز اس وقت نیا رہا تھا اور
شاذ بہ اندر بیٹھ کنوڑ کے ساتھ کھیل رہی تھی نظیر اس کے پاس جا
بیٹھ گیا اور حیرت سے پوچھا

یہ بچہ کس کا ہے

شاذ بہ نے جواب میں ایاز اور بدو کی پوری داستان کہہ دی

نظیر پریشان ہو گیا

عجیب زندگی ہے اس بچہ سے کی اوروں کے کام آتا ہے مگر کہ

اپنا ذاتی دکھ نہیں کہتا خود اندر ہی اندر جلتا ہے اور اوروں کی آ

بجھانے میں ہر جگہ حاضر ہوتا ہے ایاز نہا کہ اندر آگیا تھا لہذا

خاموش ہو گیا ایاز تو بے سے بال خشک کرتا ہوا مسکرا کر بولا

اس کے ماں باپ بھی بیٹھے ہوئے تھے وہ دونوں ان کے سامنے جا کھڑے ہوئے نسیم نے تیز لگا ہوں سے شاذ بہ کی طرف گھورتے ہوئے ٹھہر سے پوچھا۔

یہ کون ہے ٹھہر!

میرری بیوی ہے اتنی اس نے بڑے صاف صاف لفظوں میں جواب دیا

ٹھہر نے حیرت سے پوچھا

بیوی؟ بگب شادی کی ہے تم نے یہ تو اسی مزدور کی لڑکی ہے نسیم

کی طرف دیکھتے ہوئے ٹھہر نے کہا

نارن جانے سے پہلے ادب میرے ساتھ لگتی ہوئی تھی

نسیم کی آواز میں غصہ رچ گیا تھا

او! یہ وہی مزدور کی لڑکی ہے نا جس سے تم شادی کرنا چاہتے تھے

جی

ٹھہر فوراً کھڑا ہو گیا

تمہیں شرم نہ آئی ایسی دو کوڑی کی لڑکی سے بیاہ د چلتے ہوئے

ایسی آواز دے اور گھٹیا لڑکی کو اپناتے ہوئے تم نے اپنی سوسائٹی میں

اس قدر بلند مقام کی طرف بھی نہ دیکھا

ٹھہر نے پرزور احتجاج کیا

آپ کو یہ الفاظ زیب نہیں دیتے ابو!

ٹھہر نے غصے میں اسے جھٹک دیا

خادش، تمہیں ابھی سب کے سامنے اسے طلاق دینا ہوگی تمہاری شادی

پر حالت میں نادرہ سے ہوگی اور وہ بھی اسی ہفتے میں اس سے انکار

کرتا ہوں ابو! جہاں شادی کرنا تھی کوئی ہے ٹھہر عجیب جرات کا مقابلہ

کر رہا تھا تمہیں طلاق دینا ہوگی یہ ہمارا حکم ہے۔

میں یہ حکم ماننے سے انکار کرتا ہوں

ٹھہر نے ایک بھر لڑکھا پنڈے ٹھہر کے منہ پر دے مارا

دلیل تمہاری یہ جرات

دوسرا طانچہ وہ مارتا ہی چاہتے تھے کہ شاذ بہ بھاگ کر سامنے آگئی

اور منت کرنے لگی خدا را انہیں کچھ نہ کیجیے میں تصور دار ہوں مجھے ماں جتنا

مارنا چاہتے ہیں آپ

ٹھہر نے ایک دھکے کے ساتھ اسے پیچھے گرا دیا اور پھر ٹھہر کرانے

لگے۔ اتنے میں نسیم اٹھی اور اس نے شاذ بہ کو کیڑ لیا اور مارنے لگی۔

نادرہ اور اس کی ماں بھی کھڑی ہو گئیں تینوں نے مل کر شاذ بہ کو گھاس

پر گرا لیا اور اس پر کتوں اور پاؤں کی ٹھوکر دوں کو بوجھاڑ کر دی۔ ٹھہر

یہ حالت دیکھ کر طیش میں آگیا تھا۔ ٹھہر کو اس نے پیچھے ہٹایا اور ان کی طرف

بڑھا ایک بھر لڑکھا اس نے نادرہ کی پیٹھ پر مارا اور پھر اس کا ہانڈ پکڑ کر

گھاتے ہوئے اسے درجہ پیٹک دیا اس کی ماں نے اسے دو طانچے مارے

اور اسے دور بٹا دیا اپنی مال کو بھی اس نے دھکا دے کر ایک طرف
گرا دیا۔ شاذ بہ کو سہارا دے کر اس نے اٹھایا اور اس کے کپڑے جھاڑتے
ہوئے اس نے ان سب کو مخاطب کیا
یہ ہے تمہاری تہذیب اور ترقی پسند ہونے کا مظاہرہ اس طرح تو کہتے
بھی نہیں کرتے جس طرح تم لوگوں نے ہمارے ساتھ سلوک کیا ہے۔
نصیر پھر گر جا

اسے طلاق دے دو ظہیر ورنہ —————

ظہیر نے بھی غصے میں پوچھا

ورنہ کیا؟

تم اس گھر میں نہ رہ سکو گے

میں لعنت بھیجتا ہوں ایسے گھر پر جہاں انسان ہی نہ بستے ہوں

تو تم اسے طلاق نہیں دو گے۔

بالکل نہیں۔ نہ میں اسے طلاق دوں گا اور نہ ہی اب اس گھر میں رہوں گا

تم لوگ میری شادی نادرہ سے نہیں دولت سے کرنا چاہتے تھے تم۔ تم

مجھے بیچنا چاہتے ہو یہ شادی نہیں سودا ہے یہ گھر نہیں نیلام گاہ ہے۔ جہاں

تم لوگ مجھے نیلام کرنا چاہتے ہو

دیکھو ان کا کتنے دن باہر رہتے ہو

ظہیر نے شاذ بہ کا ہاتھ پکڑ لیا

میں سڑکوں پر جھاڑو دینا پسند کروں گا مگر اس گھر میں لوٹ کر نہ آؤں
گا جہاں آپ جیسے دولت پرست لوگ بستے ہیں جہاں بیٹے کی خوشی کو اپنی
خوشی نہیں جانا جاتا۔ انہیں بیٹے کی نہیں دولت کی ضرورت ہے سانب بن کر بیٹھ
رہو دولت پر دیکھا ہوں کب تک تنہا بیٹھ رہو گے ایک روز یہیں میری
مزدورت محسوس نہ ہوئی تو ظہیر نہ کہنا اس روز میں تم سے پوچھوں گا کہ دولت
کے ساتھ بیٹے کو توڑنے والے بتا کر ہر گئی وہ تمہاری فزادہ امانیت
وہ شاذ بہ کے ساتھ گیٹ کی طرف بڑھ گیا

پھر شاذ بہ چلیں۔

شاذ بہ نے اس کی منت کی۔

ایک بار مجھے بھی ان سے بات کر لینے دو میں ان سب سے معافی مانگ
لوں گی وہ مزدور ہمارے ساتھ صلح کر لیں گے۔

ظہیر اسے کھیپتا ہوا آگے بڑھ گیا

کوئی مزدورت نہیں ان سے بات کرنے کی میں انہیں تم سے بہتر جانتا ہوں

جھوٹان کو آؤ چلیں۔

دوڑن باہر نکلے اور چپ چاپ آکر ایاز کی گاڑی میں بیٹھ گئے گاڑی

میں جب وہ بیٹھ رہے تھے تو ان کے چہروں سے ایاز بہت کچھ پڑھ چکا

تھا تاہم اطمینان کی خاطر اس نے پوچھا

غیریت ہے نا!

دیکھو ایاز تکلیف کوئی نہیں پھر بھی ذرا ٹھیک ہے نا

تم دونوں یہیں رہو میں اپنے لئے کہیں اور کمرہ لے لیتا ہوں یہ تو اچھی بات نہیں کہ تم یہ گھر چھوڑ کر چلے جاؤ یہیں نہیں یہ کیسے ہو سکتا ہے ہم وہاں جانے کے بعد بھی اسی طرح تم سے ملتے رہیں گے میرے ایک دوست کی موٹر ورکشاپ ہے میں گاڑی کے انجن کا سارا کام بھی جانتا ہوں رکھ سے میں اس کے پاس کام کرنا شروع کر دوں گا کار شاز بہ کا گھر بھی وہاں سے قریب ہے۔ ورکشاپ منٹو گری روڈ پر ہے اور گھر قلعہ گرہر سنگھ میں۔

ایاز نے دکھ سے پوچھا

اور یہاں تمہیں کیا تکلیف ہے

بھئی تکلیف تو کوئی نہیں پیرہ گھر بھی تو آباد کرنا ہے نا۔ شاز بہ بھی بولی۔

بھئی! تمہارے پہلے ہی ہم بد اس قدر احسان ہیں کہ ہم سر تک نہیں اٹھا سکتے اور پھر ہم کوئی اتنا دور بھی تو نہیں جا رہے ایک ہی شہر ہے روز ملتے رہا کریں گے۔

ایاز کا سر جھک گیا تھا اس نے کچھ سوچا پھر پیچھے ہٹا اور ایک اٹیچی کھول کر اس میں سے اس تے بدر کے پانچ ان سلسے سوٹ نکالے پھر اسے کی ایک پیٹھی سے پانچ سو روپیہ نکال کر اس نے دونوں جیزیں

ظہیر ابھی تک غصے میں تھا۔

تم ٹھیک کہتے تھے ایاز دولت کے نشے میں چنگھاڑتے ہوئے ان اندھے ہاتھیوں نے ہمارا یہاں رہنا پسند نہیں کیا۔ کیا کہتے ہیں

وہی سرمانہ دارانہ غرور کہ ایک مزدور کی لڑکی سے کبوں شادی کر لی ایاز نے بھی انھیں کا اظہار کیا

نہ جانے کیا ہو گیا ہے لوگوں کو یہ سرمایہ دار اور غریب کا فرق، ذات بات کی تعریف سے ادنیٰ نیچ کے تصادم بلندی اور پستی کی یہ دیواریں یہ سب جہول قسم کے ذہنوں کی پیداوار ہیں۔ خیر تم نکرہ نکرہ میں زندہ ہوں تم لوگ فکر کیوں کرتے ہو ایاز نے سگریٹ کا ایک لمبا کش لگایا ایک لنگاہ اپنے پہلو میں سولے ہوئے گھوڑے پر ڈالی پھر گاڑی آگے بڑھا دی واپس آتے ہی ظہیر اور شاز بہ نے اپنا سامان سمیٹنا شروع کر دیا ایاز نے بریشانی سے پوچھا کدھر جانے کی تیاری کر رہے ہو تم دونوں ظہیر نے اپنے سارے اٹیچی ایک جگہ جمع کر دیئے۔

ایاز ہم دونوں نے فیصلہ کیا ہے کہ ہم شاز بہ کے ابائی گھر میں جا کر رہیں گے۔ اس طرح وہ گھر بھی آباد ہو جائے گا اور ہم دونوں بھی سکون کی زندگی بسر کرنے لگیں گے یہاں تمہیں کیا تکلیف ہے۔

شاذ بہ کے قریب میز پر لا کر رکھ دیں
شاذ بہ نے تعجب سے پوچھا
یہ کیا ہے بھیا!

ایاز کا سر پھر جھک گیا

ایک بہن اپنے بھائی کے گھر سے خالی ہاتھ کیسے جائے گا
شاذ بہ کی آنکھیں نمٹان ہو گئیں

بہن بھیا! میں نہیں لوں گی ہمارے پاس اتنی رقم ضرور ہے کہ اگر یہ کچھ
عرصہ نہ بھی کام کریں تو گھر کا خرچ چل سکے یہ رہنے دو بھیا میں اب
تم پر زیادہ بوجھ نہ بنوں گی

ایاز نے اپنا سر آہستہ آہستہ اِدراٹھا

تم میری بہن ہو شاذ بہ! اور ظہیر میرا بھائی ہے بہن بھائی کا رشتہ
ہمیشہ اڑٹ رہتا ہے اول تو تمہیں یہاں سے جانا نہ چاہیے تھا اور اگر
جانے کا ارادہ کر ہی لیا ہے تو یہ کپڑے اور روپے نہیں لبتا ہوں گے
یہ دونوں چیزیں اٹھا کر اپنے اچھی میں رکھ لو یہ میری خوشی ہے اور
مجھے امید ہے کہ تم بھی میری خوشی کا خیال رکھو گی۔

شاذ بہ کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے

رور ہی ہو؟ بڑے دکھ سے ایاز بولا

شاذ بہ نے آگے بڑھ کر ایاز کے دونوں ہاتھ پکڑ لئے

بھیا تم ——— تم ایک سہمزد بھائی اور غمگسار باپ ہو ———

میرے پاس الفاظ نہیں کر میں ——— ایاز بیچ میں بول پڑا۔

ایک بیٹی کو باپ کا ——— اور

اور ایک بہن کو بھائی کا شکریہ ادا کرنے کی ضرورت نہیں۔ ایاز نے

جیب سے دو مال نکالا اور شاذ بہ کو تھا دیا اپنے آنسو پونچھ لو اور بھالا

یہ سامان شاذ بہ اپنی آنکھیں خشک کرنے لگی مگر رے کے وسط میں کھڑا

ظہیر بھی اپنی نم آلود آنکھیں صاف کر رہا تھا۔

اسی لمحہ ظہیر کے آبا فیئر کرے میں داخل ہوئے اور کرخت سیا آواز

میں کہا۔

میں ایک بار پھر تمہیں یہی کہنے آیا ہوں ظہیر کہ جو فیصلہ تم دیاں کر آئے ہو

اسے واپس لے لو اسی میں تمہاری سبزی سے رو کوڑی کی لڑکی کے پیچھے

اپنا مستقبل تباہ نہ کرو۔

ظہیر نے غصے میں غزاتے ہوئے کہا

ایک مشفق اور شفیق باپ بن کر آئے ہو تم آرام سے بیٹھ کر بات کرو

میں اپنی بیوی کو کسی حالت میں بھی چھوڑ نہیں سکتا اور ——— اور اگر

وہی سرمایہ داد اور سیٹھ بن کر میرا فیصلہ بدلنے کے لئے آئے ہو تو مگرے

کی دلیلیز سے باہر کھڑے ہو کر بات کرو یہ ایک سہمزد کے بھائی کا

گھر ہے اور سہمزد اس وقت تک سرمایہ داروں کے خلاف برسرِ پیکار

رہے گا جب تک تم جیسے نا انصاف اور بے رحم دولت مند اس دنیا میں بستے ہیں۔

نفسر تھوڑی دیر کھڑا ہو کہ ظہیر کو گھورتا رہا پھر واپس مڑا اور دہلیز کے باہر کھڑے ہوتے ہوئے کہا میں دیکھتا ہوں تم جیسا مزدور دکنے دن بھوک سے زندہ رہتا ہے تم جیسے ہزاروں مزدور ہمارے ٹکڑوں پر گزارہ کرتے ہیں نہیں بھی ایک روز جھکا ہو گا
ظہیر اور طیش میں آگیا

تم جھوٹ کہتے ہو سیٹھ محنت اور مشقت کرتے کرتے جب مزدور کا پسینہ خوب کاڑھا ہو کہ خون بن جاتا ہے تو وہ خون زچہ کہ تم بنگلے بناتے ہو۔ انسان خریدتے ہو۔

ان سے ہی نا انصافی اور ظلم کرتے ہو جن کا خون بیچتے ہو سیٹھ یاد رکھو! یہ بات اپنے ذہن میں بٹھاؤ کہ تم مزدوروں کا پیٹ نہیں پالتے ہو بلکہ یہ مزدور ہی ہے جو تمہارا پیٹ پالتا ہے۔

ٹوٹوں کی وہ موٹی موٹی گٹھیاں جو تم اپنی خودی میں نہ جا کہ دیکھتے ہو ان سے مزدور کے خون کی برائی ہے تمہارا یہ جسم جو پھول پھول کر کہہ رہا ہے اسی میں بھی مزدور کا خون ہے

تمہارے بنگلے کے پیچھے
تمہاری کار۔

نہارا ایک بلیں

نہاری فرم تمہاری فیکٹری سب میں مزدور کا خون رچا ہوا ہے سیٹھ
تم تو بھڑے ہو۔

ماب ہو۔

لڑے لڑے اور مکروہ مگر مجھ پر جو ہر شکار کو تلاش کرتے اور ڈرتے
ات اپنے پر اسے کی تمیز بھول جاتے ہیں، ذرا سوچو تو سیٹھ!
ملک کی سب سے بڑی بڑی اور آسمان سے باتیں کرتی ہوئی عمارتوں

میں بھی چھوٹی سڑکوں اور تختہ شامراہوں میں
حیثیت کے ہر پودے میں گندم کے ہر گٹھے میں

شہروں کی چیل پہل اور درختوں میں

سڑکوں پر دوڑتی ہوئی اور دندناتی ہوئی ٹیکسیکلوں کا دل میں

یہ گھاس کے لان اور پھول اور تناور پودوں میں

دن رات دھواں اگلتی ہوئی ملوں اور فیکٹریوں میں

پر سینا بہ کلب

پر مسجد بہ مندر

پر گرو دارے یہ گرجے

ان سب میں ————— ہاں سیٹھ ان سب میں کسان اور مزدور کا خون

پسینہ ہے تم ————— تم لوگ صرف چند خاندان ہو جو قوم کے شاداب

جسم پر غرق ہو کر بیکس ہو

تم غریبوں کی محنت مشقت میں ڈھلے ہوئے جسموں پر گندے کھٹل ہو
تم مجھے دھکی دیتے ہو کہ میں زیادہ دن باہر نہیں رہ سکوں گا۔ میں تمہارے
ساتھ وعدہ کرتا ہوں کہ ایک روز میں تمہیں اپنے سامنے جھکنے پر مجبور کر دوں
گا میں نے تمہیں ایک غصہ پا پ سمجھ کر اس سے قبل ایک بار شاذ بہ سے
ملنا ترک کر دیا صرف اس امید پر کہ شاید تم بیٹے کو افسردہ اور ادا کا
دیکھ کر شاذ بہ سے شادی پر رضامندی کی حامی بھر لو مگر تم نے الٹا
مجھ پر پہرہ بٹھا دیا مجھے ہمیشہ کے لئے اسے ملنے سے روک دیا میں
نے تمہاری منت کی۔

سماجت کی

ہاتھ جوڑے پاؤں تک پکڑے کہ میں کسی اور لڑکی سے شادی نہ کر دوں گا
جسے میں پسند کر چکا ہوں اسے ہی اپناؤں گا مگر میری یہ اتنی ٹھکڑی لگی
میری ہر تمنا اور آرزو پھیل دی گئی اور میں ماں باپ کا ادب ملحوظ رکھتے
ہوئے کچھ عرصہ تک شاذ بہ کو ملنے سے گریز کرتا رہا جس کا نتیجہ یہ نکلا
کہ یہ ٹی بی کی تشکار ہو گئی۔ ظہیر نے ایاز کی طرف اشارہ نہ کیا۔
اگر میرا یہ مسرودہ سجائی نہ ہوتا تو آج یہ منوں مٹی میں دفن ہو چکی ہوتی
مگر اب میں اس کے خلاف تمہاری کوئی بات سننے کے لئے تیار نہیں
تم سب میری تنہا ہی اور بربادی کا دروازہ کھولنا چاہتے ہو۔ جاؤ چلے جاؤ

ہال سے نصیر نے طنزاً کہا

نئی شادی کی ہے نا جوانی کا نشہ جب اتر جائے گا تو خود گھر کا دروازہ
ڈھونڈتے پھر دے گے۔

ظہیر غصے میں پھر دھاڑا

تو اس کے کہ ایک مزدور کا ہاتھ سرایہ داد کے گریبان تک جا پہنچے
میں تم سے کہتا ہوں کہ چلے جاؤ۔ جاؤ چلے جاؤ ورنہ — نصیر
باز بٹھتا ہوا چلا گیا۔ ظہیر نے اٹیچی اٹھایا اور ایاز کی گاڑی میں رکھنے
لائے باہر لے گیا ایاز اور شاذ بہ بھی سامان اٹھا کر لانے لگے۔

دلے پڑھ کر وقت گزار لیا کرتی
 کبھی کبھی ریبرسل کی خاطر اسے سٹوڈیو میں لے جایا جاتا۔ ورنہ
 عالم طر پر ریبرسل گھر پر ہی رضوان اور جمیل کی نگہانی میں ہوتی تھی
 وہ بچا رہی مجبور تھی۔
 نذرہ کی سلامتی کے لئے

اسے زندہ اور خوش دیکھنے کے لئے وہ بہ سب کچھ برداشت کر
 رہی تھی، اکثر وہ ایاز اور کنوہ کو یاد کر کے ساری ساری رات روتی رہتی
 یہاں ابھی تک اس کی عزت محفوظ تھی، اسے گھر بھی یاد آتا تھا اس
 کے ذہن میں یہ خیالات بھی گزرتے تھے کہ پتہ نہیں ایاز نے کھانا کھایا
 ہوگا یا نہیں، بچے کو کون سنبھالتا ہوگا، ایاز کو سوٹ کون پہناتا ہوگا اسے نہاتے
 کے لئے صابن ترلیہ دینے والا کون ہوگا، کپڑے کون دھو کر استری کرتا
 ہوگا یہ سارے خیالات اس کے ذہن کو الجھا کر دکھ دیتے تھے مگر وہ
 ایسے حالات میں جکڑی ہوئی تھی، جہاں نہ فریاد تھی نہ پکار
 زندگی کی گھنڈائی تاریکیوں میں ایک بار لٹ چکنے کے بعد وہ
 اب ایسے عناصر کے ہاتھ چڑھ گئی تھی
 جو اس کی عصمت کے قاتل بھی تھے اور ناز بھی
 جو معاشرے کے سینے میں گرے گا ہوا نہ ہر بلا خیر بھی تھے اور اس کے
 ہم پر کوڑھ کا خوفناک داغ بھی جو مالی بھی تھے اور عباد بھی۔

رضوان اس بار بدر کے ساتھ ہوٹل میں نہ ٹھہرا تھا بلکہ کنگرگ میں
 اس نے طلبہ کے ایکٹر اسپلائز جمیل کے ہاں قیام کیا تھا کچھ دن تک
 بدر کو مکمل آرام کرنے دیا گیا اس کے بعد اسے ایک اسکریپٹ پڑھایا گیا
 اور اس میں اسے اس کا مرکزی کردار بھی تبا دیا گیا، اس کے بعد
 اس کردار کی شوٹنگ کے لئے اس کی ریبرسل مشورع ہو گئی، خدا جانے
 یہ سچی تھی یا جھوٹ، شوٹ کی بہر حال اس کی باقاعدہ ریبرسل مشورع ہو گئی تھی
 کو سٹی میں کبھی کبھی جوان لڑکیوں کا میلہ ساگ جاتا اور کبھی بالکل
 ہی اجڑ جاتی، صرف مالی اور بوڑھی ملازمائیں، بدر، رضوان اور جمیل ہی
 وہاں مستقل رہ رہے تھے۔ جمیل اور رضوان بھی سارا دن خبر نہیں کیاں جک
 مارتے رہتے رات کو آن گھستے تھے۔ بدر گھر پر اکیلی پڑی رہتی اور اخبار

جو نفس بھی رکھتے تھے اور گلستان بھی۔

زندگی کے طبع پر جو فنکار بھی تھے اور گھات لگائے ہوئے
رمزین بھی اس کے باوجود وہ معاشرے میں ذمی اثر اور بار آور تھے
مرد جو تھے عودت کی صرف ایک بھول صرف ایک غلطی کی سزا ہے پہلی
کہ پنجے سے درد کر دی گئی۔ اس کا شور ہر اس سے دود کر دیا گیا صرف ایک
غلطی ہاں صرف ایک غلطی کی اتنی بڑی یادداشتی مرد اس سے بڑی بڑی
سینکڑوں غلطیاں روزانہ کرتا ہے پھر بھی اس کے لئے کوئی سزا نہیں
کوئی یادداشت نہیں۔

بدر کی شوٹنگ شروع ہونے میں تین دن رہ گئے تھے اس رات
بھی وہ بڑی پریشان اور اندر دہمتی وہ اپنے کمرے میں نیم دراز تھی
اور رضائی اوپر کھینچ رکھی تھی اس کی سوجھیں الجھی ہوئی تھیں یا ز
اسے وہ کہہ کر یاد آ رہا تھا اس کی آنکھوں سے آنسو ٹپک ٹپک کر اس
کے سامنے پڑی ہوئی کتاب کو جھگو رہے تھے رات کے بارہ بج
رہے تھے مگر وہ ابھی تک جاگ رہی تھی۔ نیند نہ آ رہی تھی کیا کرتی
بیجاری شوہر کی محبت اور پیار اسے گھن کی طرح اندر ہی اندر کھائے
جا رہے تھے۔

کتنی ادا اس اور مہیب رات تھی ہر طرف سکوت ہی سکوت
تھار کبھی بھبانک اور کھانے والی خاموشی تھی اس کے ذہن کا کوئی

اور اتنا وہ کو نہ کراہ اٹھا۔ آہ ایاز! تمہارے بغیر میں کیسے جی سکوں
ناتم میری زندگی ہو میری جان ہو میرا سب کچھ ہو رہاں ایاز! سیھی
جو تم بھول ہو اور میں تمہاری شبیہم اور — اور میں شبیہم ہو کہ
جی پیاسی ہو نہیں دیکھنے کو نہ س گئی ہو۔

کمرے کے باہر کھٹکا ہو اور اس کے خیالات کی مالا ٹوٹ کر منتشر
ہو گئی۔ جیل شراب میں مست ڈوگمگاتا ہوا اس کے کمرے میں داخل
ہو اور آتے ہی پلنگ پر لیٹی ہوئی بدر پر گر گیا۔ بدر غصے میں سرخ
ہو گئی اس نے اسے دھکا دے کر فرش پر پھینک دیا اور فوراً بستر
تے نکل کر کھڑی ہو گئی۔

جیل پھر اٹھا اور نہ بدستی بدر کو اپنے ساتھ لٹا لیا بدر نے
اپنے آپ کو چھڑا نا چاہا مگر اس کی گرفت کافی مضبوط تھی اس نے
بدر کو اٹھا کر بستر پر پھینک دیا اور دوبارہ اس پر گر گیا۔ بدر
بھی پوری قوت سے اپنا دفاع کر رہی تھی گناہوں کی سی تار یک
رات میں ایک بے بس لڑکی گناہوں سے بچنے کی انتہائی کوشش کر رہی تھی
اور عین اس وقت جب کہ جیل اسے بے بس کر کے اس کے سارے
کپڑے پھاڑ دینا چاہتا تھا بدر نے اس کے شانے پر اپنے پودے زور
سے دانت پیوست کر دیئے۔ جیل درد کی شدت سے کراہ اٹھا اس
کے ساتھ ہی بدر نے اپنے دایں پاؤں کی ایک بھر پور ٹھوکر اس کے

رمضان نے اسے جھڑک دیا۔

تہیں اس کی مہربانیاں ماننا ہو گی۔

ہر بات مانوں گی مگر اخلاق کے دائرے میں رہ کر دوبارہ اس سے
اگر میری طرف بری نگاہ سے دیکھا تو آج تو وہ جھاگ گیا ہے آئندہ
پھر اس کمرے سے اس کی بامیری لاش ہی نکلے گی۔

رمضان نے لگاتار نین ٹھانپنے بچاوی بدر کے منہ پر دسے ماری،
یعنی اے جی! اے ابرو! تو نے میرے سانسے بھی زبان کھول لی ہے،
بدر بچاوی فرش پر گر کر رو دے لگی۔

رمضان پھر دھاڑا۔

میں تہیں ایک دن کی مہلت دے رہا ہوں، کل وہ پھر اسی وقت تمہارے
کمرے میں آئے گا اور اگر تم نے پھر اس سے غلط رویہ اختیار کیا تو بار
رکوں میں بھی تمہاری طرف غلط نگاہ سے نہ دیکھنے کی قسم توڑ دوں گا اور
پھر تمہارا وہ حشر ہو گا جو ایک بکری کے ساتھ قصائی کرتا ہے

رمضان غصے میں جھاگ چھڑتا ہوا چلا گیا بدر کچھ دیر وہیں بیٹھ
بیٹھ رہی رہی پھر اٹھی اور مردہ سی چال چلتی ہوئی وہ اپنے بستر میں
اگر بیٹ گئی۔

وہ رات بدر کے لئے سخت عذاب، اذیت اور مصیبت کی رات
تھا اس کا ذہن آج بڑی طرح بکھر گیا تھا جس کی آواز گناہ، رمضان

پیٹ میں جمائی وہ پھر فرش پر گر گیا زخمی ناگن کی طرح بدراٹھی
اور اس پر مکوں، ٹاپوں، اور پاؤں کی سٹھکوں کی بوچھاڑ کر دی
جس کا اٹھا اور جھاگ کر باہر نکل گیا۔

بدر پھر اپنے بستر پر آئی، رمضان نے ایک دیوالور پڑا تھا شاید
کاگر گیا تھا، تھوڑی دیر تک وہ اسے الٹ پلٹ کر دیکھتی رہی پھر
بڑی احتیاط کے ساتھ اس نے دیوالور کھولا اس میں سات گولیاں
سہری ہوئی تھیں اس نے کچھ سوچا اور دیوالور اپنے تکیے کے نیچے
چھپا دیا۔

درداؤدہ بند کمرے کے لئے جب وہ آگے بڑھی تو رمضان کمرے
میں داخل ہوا وہ اس وقت سخت غصے میں دکھائی دے رہا تھا
بدر کو دیکھتے ہی اس نے غصے میں کانپتی ہوئی آواز میں پوچھا
تم نے جیل کو کیوں مارا
بدر رو بڑنے والی تھی

تم نے اس سے یہ نہیں پوچھا کہ وہ رات کے اس وقت میرے کمرے
میں کیلئے آیا تھا میں نے نہیں پہلے نہ کہا تھا کہ اس کی ہر خواہش کا
احترام کرنا۔

بدر نے بھی غصے میں جواب دیا
خوابش کے اس احترام کی آڑ میں اپنی عزت کا میں سودا تو نہیں کر دوں گی۔

کا سخت اور ناجائز سلوک اس کے دل پر نشتر چلا گئے تھے اس کے ذہن نے سلگتی ہوئی آہ بھر کر پوچھا
ایاز کہاں ہوگا کون اس کی دیکھ بھال کرتا ہوگا۔
کنڈر کیسا ہوگا اسے کون سنبھالتا ہوگا
اس کا ذہن چیخے چیخے اٹھا دل پر غم کے طوفان چل نکلے تھے
اس کے ذہن نے پہلی بار اسے ایک چرنکا دیئے والی ضرب لگائی؟
نم یہاں کیوں پڑی ہو؟

تم کسی کی بیوی کسی کی عزت ہو
اس طرح تو پھر یہ جس کی بیوی کو چاہیں دھکی دے کہ اپنے
ساتھ لے جائیں یہ کیسے ہو سکتا ہے۔

بہنیں ایاز کو رضوان کی دھکی سے آگاہ کرنا چاہیے تھا آخر وہ تمہارا
شوہر ہے تم اس سے بے پناہ محبت بھی کرتی ہو وہ بھی تمہیں چاہتا ہے
وہ تمہارا سہارا اور نگہبان ہے وہ شہر کے تین تین بدعاشوں سے
اکیلا ہی مقابلہ کر سکتا ہے تو کیا وہ رضوان کو درست نہ کر دیتا اس کا
ضمیمہ پوری قوت کے ساتھ چلا اٹھا۔

کیوں نہیں ایاز اس طرح رضوان کو سیدھا کر دیتا جس طرح
ہتھوڑا سرخ لہے کو اپنی مرضی کے مطابق ڈھالتا چلا جاتا ہے بدر
نے اپنے کانوں میں انگلیاں دے لیں اور چلا اٹھی۔

میں جاؤں گی۔ میں ضرور ایاز کے پاس جاؤں گی میں اس کے پاؤں پکڑ کر
ساقی مانگ لوں گی اس نے اپنے آنسو پونچھ لیئے اور پرسکون سی ہو گئی
ساری رات وہ جاگتی رہی اور کتا میں پڑھتی رہی صبح جب
ابھی ہتھوڑا ہتھوڑا اندھیرا ہی تھا تو وہ اٹھی اپنا لباس درست کیا
منہ ہاتھ دھو کر تزیینے سے پونجھتی ہوئی وہ شیشے کے سامنے آئی اور
بڑے پرسکون انداز میں بال بنائے پھرتیکے کے نیچے سے ریو اور
لکال کر اس نے اسے اپنے لباس میں چھپا لیا اور کمرہ کھلا چھوڑ کر وہ
باہر نکل گئی۔

اپنے گھر کے سامنے وہ رکشہ سے اتری اور اندر چلی گئی ایاز کا
کمرہ کھلا تھا اور کند پٹنگ پر سو رہا تھا اس پر نئی رضائی پڑی تھی
صرف چہرہ ہی نکلا تھا بدر نے آگے بڑھ کر اسے چوم لیا اس نے ادھر
ادھر دیکھا ایاز وہاں نہیں تھا باہر غسل خانے میں جب پانی گرنے کی
آواز سنائی دی تو وہ سمجھ گئی کہ ایاز نہار ہا ہے وہ باورچی خانے میں
آئی بالکل گڈھا پڑا ہوا تھا ایک کمرے میں پڑا ہوا تھا اس نے بیا
اور باورچی خانہ صاف کر دیا پھر وہ ایاز کے کمرے میں آئی سارے
کپڑے درست کر کے اس نے وہاں بھی جھاڑو لگائی اور صحن کے نل
سے بالیاں بھر بھر کر اس نے کمرہ خوب اچھی طرح صاف کر دیا جھاڑو
ہاتھ میں لئے وہ کمرے کا پانی باہر نکال رہی تھی کہ ایاز نہار نکلا اور

کمرے میں داخل ہوا بدر کو دیکھتے ہی وہ حیرت زدہ سا ہو گیا اور پھر کسی قدر سنبھلتے ہوئے حقارت سے بوجھا۔
تم؟

بدر بیتاب ہو کر اس کی طرف بھاگی وہ اس سے پیٹ جانا چاہتی تھی مگر ایاز نے بڑی ہی بے رحمی سے ہاتھ بڑھا کر اسے پیچھے دھکیل دیا دودھو مجھ سے بے حیا، بے اُبرد، تمہارا جادو اب مجھ سے اتر چکا ہے میں اب تمہاری شکل تک دیکھنے کا روادار نہیں رکسنے کہا تبیں یہاں آنے کو جادو دے ہو جاؤ یہاں سے میرا تمہارا اب کوئی رشتہ نہیں رہا بدر رددی۔

میری بات تو سنو ایاز!

ایاز غصے میں چلایا

میں کچھ سننا پسند نہیں کرتا تم جلی جاؤ یہاں سے تم — تم گناہ کی عادی ہو، میں اب سب سمجھ گیا ہوں — جاؤ — جاؤ اسی یار کے پاس جلی جاؤ جس کے پاس سے آ رہی ہو۔

اسی آشنا کے گھر چلی جاؤ جس کی اتنی عرصہ گود گرم کرتی رہی ہو اب میرے پاس کیا لینے آئی ہو لٹی ہوئی عصمت کا تماشہ دکھانے آئی ہو

ٹوٹے ہوئے شیشے کی کرچی میں میرے دل میں چھوڑنے کے لئے آئی ہو اپنی زندگی کا تاریک پلہ دکھانے آئی ہو۔

لوٹ جاؤ — لوٹ جاؤ اپنی اسی گناہ کی زندگی کی طرف۔ چھپ چھپ کر اور شوہر کی نگاہوں سے ددر گناہوں کی نگہبیر رانوں میں پسنے والی! نم — تم طائف سے بھی بدتر ہو۔

تم سے وہ زڈی اچھی جو سرِ عام سب کی نگاہوں کے سامنے اپنی عزت کا سودا کرتی ہے وہ کسی کو دھوکا نہیں دیتی کسی کا حق نہیں مانتی کسی کے دل کا شیشہ نہیں توڑتی کسی کے ارمانوں کو جلتی ہوئی آگ میں نہیں جھونکتی اپنا پیشہ کرتی ہے سرِ عام اور لائسنس لے کر تم — تم سے تو وہ کتنا اچھا ہے ایک بار دو ڈال دو تو صحن میں بٹھ کر گھر کی رکھوالی کہتا ہے تم دھکے کھا رہی تھیں میں نے تمہیں سہارا دیا۔

تم سڑکوں پر جھٹک رہی تھی میں تمہیں گھر لے آیا تم ہر ایک کی گاڑی صاف کرتی پھرتی تھی میں نے تمہیں بسے بسائے گھر میں لا آیا دیکھا تمہاری عصمت پہلے ہی لٹ چکی تھی مگر میں نے اس کی بھی کوئی پرواہ نہ کی اور تم سے شادی کر لی۔ میں نے — میں نے تمہیں ایک بویا ہوا کھیت سمجھ کر اپنا لیا تھا اور ان سب کے علاوہ میں تمہارا بچہ جڑنا جڑنا تھا اور جس سے میرا کوئی تعلق نہ تھا میں اسے بھی اپنے گھر لے آیا اور اسے ایسی محبت دی جو اس کا حقیقی باپ بھی نہ دیتا۔ تم ماں ہو کر اسے چھوڑ کر بھاگ گئیں مگر میں

اس سے کوئی تعلق نہ ہوتے ہوئے بھی ایک مشفق باپ کی طرح اس کی دیکھ بھال اور پرورش کر رہا ہوں۔

بدربھر آگے بھاگی اور زبردستی ایاز کے پاؤں پکڑ لئے
معاف کر دو جان! اب کبھی اس گھر کو چھوڑ کر نہ جاؤں گی۔

ایاز تڑپ کر پیچھے ہٹتا چاہتا تھا مگر بدربہری طرح اس کی ٹانگوں سے لپٹ گئی تھی اس کے دونوں گھٹنوں پر سر رکھ کر روتے ہوئے اس نے کہا۔

جان! صرف ایک بار میری پوری داستان سن لو کہ میں بدقسمت اور بد محنت اپنے بے بسائے گھر، اپنے محبت کرنے والے شوہر اور اپنے بچے کو چھوڑ کر کیوں چلی گئی۔ پوری کہانی سننے کے بعد انصاف کو مد نظر رکھتے ہوئے جو بھی تم فیصلہ کر دے گی میں اسے قبول کر لوں گی۔ ایاز خاموش رہا اور آنکھیں موندھ لی۔ بدربہر نے کہنا شروع کیا جان! جس روز میں یہاں سے چلی گئی تھی اس سے ایک روز پہلے

_____ گھر کے صحن میں لوگوں کا ایک شور مچا اٹھا اور بدربہر خاموش ہو گئی۔ ایاز جلدی جلدی باہر آیا بدربہر اٹھ کر اپنے کپڑے درست کرنے لگی۔

بدربہر کی پوری کہانی سن کر ایاز بچاؤ شاید اسے معاف ہی کر دیتا اور دوبارہ اسے اپنے گھر رہنے کی اجازت دے دیتا۔ بدربہر یہی

اس پر نافروشی تھی، حالات ہی اس کے خلاف تھے۔ وقت اور معاشرہ دونوں ہی اس کے حق میں نہ تھے۔

دردنازے کے پاس کھڑے ہو کر بدربہر نے دیکھا صحن میں لوگوں کا ایک جھگڑا سا لگ گیا تھا اور وہ اپنے سامنے کھڑے ایاز کو قسم قسم کی باتیں کہہ رہے تھے

اسے نکال دو یہاں سے

ہر نہیں کس کے پاس ایک ماہ رہ کر آئی ہے

یہ ملے کی دیگر عورتوں کو بھی خراب کرے گی اسے نکالو باہر ایاز! اسے کہہ چلی جائے اس کے پاس جس کے ساتھ اغوا ہوئی تھی

اسے طلاق دے کر ناروغ کر دو ایاز!

یہ بدنامی ہے۔ یہ گندہ کچر ہے۔ یہ بدبو چھوڑے ہوئے ایسے پانی کی نالی ہے جو جس طرف سے گزرے گی تعفن ہی پھیلاتی جائے گی۔

اسے کہہ کوٹھا آباد کرے جا کر

بدربہر ایاز نے کانوں میں انگلیاں دے کر آنکھیں بند کر لی تھیں۔ مگر

آوازیں _____ آوازیں تو ابھی تک اس کے کانوں سے ٹکرائیں تھیں ہشک مدہم سی سسی پر کانوں میں پگھلا ہوا سیسہ تو انڈھیل رہی تھی نا

مارا کہ اس کی چڑھی ادھیڑ دو ایاز!

سے کہہ ڈوب مرے کہیں۔

سب کچھ ٹٹا پکنے کے بعد اب اس گھر میں آنے کی کیا ضرورت تھی
لوگ اب پہلے کی نسبت زیادہ ادبچی آواز میں شور کرنے لگ گئے تھے
ایاز نے ان کی منت کی

اپنے اپنے گھروں کو چلے جاؤ میرے بھائیو وہ یہاں نہیں رہے گی
میں اس سے کوئی تعلق نہیں رکھتا نہیں چاہتا میں ابھی اور اسی وقت
اسے یہاں سے نکال باہر کر دوں گا۔
لوگ آہستہ آہستہ باہر کھسک گئے۔

ایاز سر جھکا کے والی مڑا۔ بدرا ابھی تک دروازے سے ٹیک لگائے
کھڑی تھی اس کی آنکھیں بند تھیں اور وہ اٹھ اٹھ کانسو دہی تھی
ایاز نے چپتی ہوئی آواز میں کہا۔

چلی جاؤ یہاں سے

بدرا دھاڑیں مار مار کر رونے لگی

کہاں جاؤں میرا کوئی ٹھکانا نہیں۔ ایاز! تم ہی میرا سہارا اور محافظ ہو
بتاؤ میں کہاں جاؤں وہ بھر اس کے قدموں میں گر گئی معاف کر دو
ایاز! خدا کے لئے معاف کر دو۔

ایاز پیچھے ہٹ گیا اور غصیلی آواز میں کہا
جہاں پہلے گئی تھی وہیں چلی جاؤ۔

وہ ایک بھول اور غلط فہمی تھی ایاز! میں تمہیں پوری داستان سناتی ہوں

ایاز اس کا بازو پکڑ کر اوپر اٹھایا اور باہر کی طرف زور سے دھکا
دے دیا۔

میں کچھ سننا نہیں چاہتا تم دفع ہو جاؤ یہاں سے چلی جاؤ بچہ جاگ
پڑا تو میرے لئے اور مصیبت بن جائے گی۔

بدرا آواز سے کہنے لگی کہ گئی اور بھر منت کی
جو کچھ میں کہنا چاہتی ہوں وہ تو سن لو ایاز!

ایاز اس بار زور سے گھر جا

میں کچھ سننا نہیں چاہتا۔ قبل اس کے کہ میرا ہاتھ تم پر اٹھ جائے
دور ہو جاؤ یہاں سے تم اس گھر میں نہیں رہ سکتی۔ نہیں رہ سکتی
ہیں؟ یہ میرا آخری فیصلہ ہے اب تم نے فالتو بات کی تو کھڑی
کھڑی کی چھڑی اور پھیر کر رکھ دوں گا اور سارے محلے کو جمع کر کے
زور زور سے کہوں گا لوگو! دیکھو یہ ہے ایک فاحشہ، بدکار اور

نکار عورت کا انجام

بدرا کھڑی ہو گئی اور دکھ سے کہا

میری بھرپور نگرانی اور ٹوپی دے دو

ایاز اندر سے ڈانگری اور ٹوپی لے آیا اور اس کے منہ پر دے ماریں
پر لو!

بدرا نے ڈانگری سے لی، ایک حسرت بھری نگاہ ایاز پر ڈالی پھر دمکائی

مہرئی باہر نکلی گئی۔

ایاز دل پر ہاتھ رکھ کر کہہ کرے میں چلا گیا۔ اس پر پھر دل کا دورہ پڑ گیا تھا کہ کمرے کے کونے میں وہ آکر گر پڑا پورے بدن سے پسینہ پھوٹ نکلا تھا بڑی مشکل سے اس نے دیوار سے ٹیک لگائی اور منہ کھول کر اپنے اپنے سانس لینے لگا۔

ایاز نے آج کئی دن بعد گاڑی نکالی تھی۔ بدر سے اس روز بات چیت نے اس پر گہرا اثر کیا تھا۔ اس نے کافی حد تک پپ سادھ لی۔ خاموش ہو کر رہ گیا تھا۔ چوڑا جو کھا چکا تھا بدر سے وہ محبت کرتا تھا اور اس کی وجہ سے اسے دکھ پہنچا تھا۔ گاڑی اس نے اپنے نمبر پر لاکھڑی کر دی کنوڑا اس کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا اور پلاسٹک کے آواز پیدا کرنے والے کھلونوں سے کھیل رہا تھا۔ ایاز باہر نہ آیا۔ اندر ہی بیٹھا رہا تھا۔ ہڈی کی طرف سے ناظم اور منو میا گتے ہوئے اس کی طرف آئے ان کے ساتھ بدر بھی تھی اس نے پھر ڈانگری اور ٹوپی پہن لی تھی۔ ایاز کی گاڑی کے پاس آکر ناظم نے بدر کی طرف اشارہ کرتے

لفن اشارہ کیا۔

پرہیز کس کا ہے؟

ایاز نے پھر بھی جواب میں کچھ نہ کہا۔ ناظم کاٹری کی دوسری جانب
لیا اور کندہ کو نکال کر اپنے بازوؤں میں اٹھا لیا۔

پرہیز بھائی کا بچہ ہے بچا رہے کی ماں مر گئی ہے ہم تو بھیا سے
کچھ ہیں شادی کو لو پرہیز کرتا ہی نہیں۔

اب بچے کو بھی اسے خود ہی سنبھالنا پڑتا ہے

بدر نے آگے بڑھ کر ناظم سے کندہ کو لے لیا اور اسے چومنے لگی
بڑا پیارا بچہ ہے۔

کندہ نے تھوڑی دیر تک بدر کو غور سے دیکھا بھی گمروہ اسے

پہچان نہ سکا تھا۔ ڈانگرمی اور ٹوپی نے بدر کی ہیئت ہی کو بال دیا

تار ایاز باہر نکلا اور کندہ کی طرف ہاتھ بڑھا دیئے

اڑ بٹھا چلیں۔

کندہ کو لے کر بدر پیچھے بیٹھ گئی۔

ہاں جانا ہے

پرہیز سے ناشتہ کر لیں ہم نے ابھی تک ناشتہ بھی نہیں کیا۔

بدر کے دل پر چوٹ سی لگی۔ ایاز کے الفاظ اس کے دل میں پیوست

ہو گئے تھے۔ ”ہم نے ابھی تک ناشتہ بھی نہیں کیا۔“

ہوئے بڑی خوشی کے اظہار میں کہا۔

دیکھو تو بیٹا کون آیا ہے؟

ایاز نے ایک بار غور سے بدر کی طرف دیکھا۔ پھر سر جھکا لیا۔

ناظم نے فکر مندی سے پوچھا

کیا بات ہے استاد!

ایاز نے کوئی جواب نہ دیا۔ اداس بیٹھا رہا اتنے میں بدر نے اپنے

ہاتھ آگے بڑھاتے ہوئے سلام کیا۔ ایاز نے اس کی طرف کوئی

دھیان نہ دیا۔ بدر نے اپنا ہاتھ زبردستی اس کے ہاتھ میں دے دیا

اور ناظم کو مطمئن کرنے کی خاطر کہا

شاید یہ ناراض ہے کہ میں اسے بتائے بغیر چلا گیا تھا

ناظم نے بھی اس کی وکالت کی

ہاں! استاد یہ اپنے ایک دور کے رشتہ دار کے ساتھ کراچی چلا گیا

ہوا تھا کہ وہاں کہیں سرورس کرے گا مگر دھکے کھا کر واپس آ گیا ہے

سرورس نہیں ملی ایسے نام ہی ہے کہ کراچی میں سرورس عام مل جاتی ہے

اس سے تو اب لاہور ہی اچھا ہے۔

میون نے بھی گرہ لگائی۔

ماں بھیا لاہور لاہور ہی ہے

بدر نے عجیب سے انجانے پن سے ایاز کی طرف دیکھتے ہوئے کندہ کی

بدر نے غمزہ سے ہنسے میں کہا

آپ جاکر ناشتہ کر آئیں میں سننے کو نہیں دودھ اور ڈبل روٹی کھلاتا ہوں۔

ناظم نے بھی اس کی ہاں میں ہاں ملائی۔

ٹھیک ہے بیچارے کو ہم خود بہاں کھلا دیتے ہیں تم ناشتہ کر آؤ گا جب ہوٹل کی طرف جانے لگا تو کنوڑ اپنے بازو پھیلا کر چلانے لگا اور نہ جاؤ نہ جاؤ نادر وہ روٹنے لگا۔

بدر نے اسے پچکار کر چھاتی سے لگا لیا اور سسکا کر کہا

سنئے! ابو جو ہنسنے دسو ہنسنے (انی گندری

کنوڑ نے غور سے بدر کی طرف دیکھا پھر اس کی سمجھ میں کچھ نہ آیا ناچار وہ اس کی ڈانگرمی کے بٹنوں سے کیھنے لگا بدر نے

بدر سے نکال کر ناظم کو دیتے ہوئے کہا

ہوٹل سے ایک ڈبل روٹی اور دودھ لے آؤ ناظم!

بدر کنوڑ کو لے کر گاڑی میں بیٹھ گئی ناظم دودھ اور ڈبل روٹی

لے آیا دودھ کی بڑی چلنے والی بھری ہوئی تھی اور درمیانے سا

ایک ڈبل روٹی کٹی ہوئی تھی اور اسے مکھن بھی لگا ہوا تھا

مکھن لگوا لائے ہو؟ بدر نے توں علیحدہ کرنے ہوئے پوچھا

ناظم کنوڑ کو بیدار کرنے لگا۔

وہ ایاز بھائی نے ہی لے دی ہے اس نے بدر کی گود میں ایک روپیہ

بھی رکھ دیا یہ تمہارا روپیہ ہے بھائی نے کہا ہے سب جاکر کھاؤ

تو پھر آؤ بیٹھ کھاؤ!

تم کھاؤ اور سنئے کو بھی کھلاؤ ہم تو صبح ناشتہ گھر سے کر کے آتے ہیں

تم ایسے ہی چلے آتے ہو اور ابھی تک تم نے ناشتہ بھی نہیں کیا ناظم

مکھن کے ساتھ گاڑی صاف کرنے لگا بدر اندر بیٹھ کر خود بھی کھانے لگی

اور کنوڑ کو بھی کھلانے لگی۔

ایاز کافی دیر تک ہوٹل میں بیٹھا رہا ناشتہ سے فادع ہو کر بدر

باہر آئی کنوڑ کو اس نے اندر ہی رہنے دیا اور کھلونے اس کے سامنے

ڈھیر کر دیئے خود اس نے بالٹی اٹھائی اور نل سے بھر بھر کر وہ ایاز

کی گاڑی صاف کرنے لگی آج اس نے گاڑی پر خوب محنت کی تھی

شینے کی طرح چمکا دی تھی اس نے اپنی تو سمجھتی تھی راتے میں ایک

سواری آگئی اور بدر سے پوچھا کہ ہر گز ہے ٹیکسی والا

بدر نے بالٹی رکھ دی

اور رہی ہے

بلڈ پھر

کہاں جاؤ گے

زنا جیل

بدونے گاڑی کا مارن دیا یا ایاڑاٹھ کر باہر آگیا اس نے غور سے
 بدر کی طرف دیکھا سخت سردی میں اس کی ڈانگڑی بھگی ہوئی تھی
 قریب ہی بالٹی بھی پڑی تھی اور گاڑی خوب چمک رہی تھی اس
 نے ایک انفرادہ سی نگاہ بدر پر ڈالی اور گاڑی میں بیٹھ گیا دوسرے
 دروازے کی طرف آتے ہوئے بدر نے پوچھا
 میں بھی بیٹھ جاؤں۔

ایاز نے کوئی جواب نہ دیا۔ بدر دروازہ کھول کر بیٹھ گئی اور کنڈر کو
 گود میں بٹھالیا سواری کو جیل کے پاس اتارنے کے بعد ایاز منظر کی
 روڈ پر آیا اور ایک موٹر ورکشاپ کے سامنے گاڑی اس نے روک
 دی اندر ظہیر ایک گاڑی کا انجن ٹھیک کر رہا تھا ایاز کو دیکھتے ہی
 وہ آگے بڑھا اور اسے لپٹا لیا اب تو تم ملنے سے بھی رہے نہ گھر
 آتے ہو اور نہ ہی یہاں ملنے ہو کتنے دن ہوئے ہوں گے
 یہی کوئی ہفتہ ہی ہوا ہوگا کہ میں ملنے نہیں آیا
 پھر کیوں نہیں آئے

طبیعت کچھ ٹھیک نہیں تھی
 تو تم نے بتایا؟

کسی کو بتا نہیں ہی کہتے ہو تم کب ملنے آئے ہو اور ہاں شاذ یہ کیسی ہے
 اس پر بھی مجھے گلہ ہے کہ دن بھی اب ملنے سے رہی۔

بجوری ہے۔
 کیا بجوری ہے
 وہ ٹانگے یا گاڑی میں اب سفر نہیں کر سکتی
 کیوں؟

سمجھتے کیوں نہیں ہو
 خاک سمجھوں۔ پیسیاں بچھا رہے ہو۔
 ظہیر نے اس کے کان میں کہا
 بچہ ہونے والا ہے
 ایاز غوشی میں جھوم گیا
 اور دبل

اچھا تم سنناؤ بچہ کہاں ہے
 وہ گاڑی میں ہے
 اور کون بیٹھا ہے اندر۔

وہ سینڈ پر ٹیکسیاں صاف کرنے والا ایک لڑکا ہے وہ پچھلے سب سے حد
 پیار کرتا ہے اس لئے کبھی کبھی ساتھ ہی بیٹھ جاتا ہے۔

ظہیر نے ورکشاپ کے ایک ملازم کو پائے لاسے رکھے رہے کہا
 اور وہ ہاتھ میں پکڑا سیاہ رنگ کا کپڑا ایک طرف پھینک کر باہر نکل
 گیا ایاز نے بڑی پرامید نگاہوں سے پوچھا۔

گھر والوں سے کچھ صلح ہوئی ہے یا نہیں
ظہیر ماند سا پڑ گیا۔

کوئی نہیں۔ ویسے میں ان کا بندر بست کر رہا ہوں
کیا؟

میں نے فیکٹری کی لیسر بونین اپنے ہاتھوں میں لے لی ہے اور
عنقریب وہاں ہسپتال کرادوں گا تاکہ اس سیٹھ کو مزدوروں کی
اہمیت کا احساس ہو جائے۔ سب فیکٹریوں میں لیسروں کی تنخواہ اور
بڑھ گئی ہے اور لوگ برس بھی دیتے ہیں مگر اس نے اپنے لیسروں
کو کچھ نہ دینے کی قسم کھا رکھی ہے۔ عنقریب جب ہسپتال ہو جائے گی
اور کاروبار ٹھپ ہو جائے گا تو اس کی آنکھیں کھل جائیں گی ویسے اسی
دوبارہ یہاں لینڈ آئی تھیں۔ بڑا پیار کیا۔ دلاسہ دیا۔ اور پانچ بیٹے سمجائی
کہ کیوں اپنی زندگی تباہ کرتے ہو۔

پھر تم نے کیا جواب دیا

بس میں نے انکار کر دیا۔ بھلا میں اپنی بیوی کو کیسے چھوڑ سکتا ہوں۔

ملازم نے چائے لاکر ان کے سامنے رکھ دی۔ دو کپ بنا کر اس نے
ایاز اور ظہیر کو دیئے اور پھر ظہیر کے کہنے پر وہ دو کپ لے جا کر بدر کو
دے آیا۔ بدر خود بھی پیئے مگی اور کنوڑ کو بھی پلانے لگی۔ چارٹے ختم کر کے
ایاز کھڑا ہو گیا۔

مجھے اب اجازت دو میں چلتا ہوں
گھر پر آؤ گے پھر؟
ضرور آؤں گا۔

کب

آج ہی نو بجے کے قریب اتنے میں باہر گاڑی کا ہارن سنائی دیا۔ ایاز
جب باہر آیا تو درسواریاں پیچھے بیٹھی ہوئی تھیں۔ ایاز ان سے کچھ پوچھا
پاٹنا تھا کہ بدر برل پڑی
ریلوے سٹیشن

ایاز نے ان سواریوں کو ریلوے اسٹیشن اتار دیا۔ قلعے کی طرف
جاتے ہوئے اسے اور سواریاں مل گئیں۔

دوپہر کے قریب وہ پھر سٹینڈ پر آیا۔ بدر گاڑی میں ہی بیٹھی
رہی اور کنوڑ کے ساتھ کھینچتی رہی۔ کنوڑ اسے اتنی کہہ کر پکارتا تھا
کہ خدا پر وہ اسے کافی حد تک مالوس ضرور ہو گیا تھا۔ وہ ہنس ہنس
کر اس کے ساتھ کھیل رہا تھا اور بانیں بھی کر رہا تھا۔ ایاز بھی اندر
ہی بیٹھا تھا اس نے اپنا سر سیٹ کی پشت پر پھینک رکھا تھا اور
آنکھیں بند کر لی ہوئی تھیں

بدر کافی دیر تک اسے دیکھتی رہی۔ کنوڑ کمزور اور اداس ہو گیا تھا
ایاز اس کے دل سے عمر کی ایک پراٹھی اور وہ ایک ناقابلِ برداشت

ابو کھارڈنا۔

ایاز نے کنوڑ کو پکارا۔ بوجھل بوجھل سی نگاہوں سے بدر کی طرف دیکھا اور کچھ سوچ کر وہ کھانا کھانے لگا۔
کھانے کے بعد بدر نے اسے چائے بھی پلائی اور جب برتن اٹھا کر واپس لے جانے لگی تو ایاز نے دس کا ایک نوٹ نکال کر خاموشی سے اس کی طرف بڑھا دیا۔

بدر نے بڑے پیار سے کہا۔
میرے پاس پیسے ہیں

ایاز نے زبردستی نوٹ اس کی جیب میں ڈال دیا۔
برتن رکھ کر بدر جب واپس آئی تو ایاز کو تین سو روپیاں مل گئی تھیں۔ بدر نے کنوڑ کو نیچے اتار لیا اور ایاز سے کہا۔
کنوڑ کو میرے پاس ہی رہنے دیں۔

ایاز خاموشی سے چلا گیا۔ کہیں شام کو وہ پھر سٹیٹ پر آیا۔ اس وقت سٹیٹ کی دیوار کے پاس بدر ناظم اور منو نے آگ جلا رکھی تھی اور اس کے گرد بیٹھے تھے۔ کنوڑ بھی بدر کی گود میں بیٹھا کھیل رہا تھا۔
ایاز ان کے پاس آیا اور کنوڑ کو اٹھایا۔

اُد بیٹا چلیں

وہ تینوں بھی کھڑے ہو گئے۔ ناظم نے حیرانی سے پوچھا۔

چوڑ کھا کر رہ گئی۔ اس کا شوہر اس کی جان کیا حالت ہو گئی تھی پچھلے کی ڈرتے ڈرتے اس نے ایاز کا ہاتھ پکڑ کر ہلایا۔
ایاز!

اس نے آنکھیں کھول دیں اور گھوڑ کر اسے دیکھا۔
کیا ہے۔

بدر پجاری آنکھوں میں آنسو لے اسے دیکھتی رہ گئی اور ایاز نے پھر آنکھیں موندھ لیں۔ آنسو بہ بھرتی ہوئی بدر باہر آئی اور ہوٹل سے جا کر کھانا رہائی کا جگ اور گلاس اٹھا لائی۔ ساری چیزیں اس نے گاڑی میں رکھ دیں اور ایاز کے پہلو میں بیٹھنے ہوئے اس نے پھر اس کا ہاتھ پکڑ کر ہلایا۔
کھانا کھا لو ایاز!

ایاز نے آنکھیں کھولیں۔ سب سے پہلے کھانا دکھا تھا اور بدر لقمہ بنا کر کنوڑ کے منہ میں ڈال رہی تھی۔ ایاز انہیں خاموشی سے دیکھنے لگا۔ بدر نے پھر اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔
کھاؤ نا کھانا؟

ایاز خاموش ہی رہا اور در سری طرف منہ پھیر کر وہ دردناک سے باہر دیکھنے لگا۔ اتنے میں کنوڑ اس کی گود میں آکر بیٹھ گیا اور کھانے کا ایک لقمہ جو بدر نے اسے بنا کر دیا تھا وہ اس نے ایاز کے منہ میں ڈال دیا۔

کہاں جا رہے ہو بیٹیا !
گھر

کیوں؟ پہلے تم رات گیارہ بجے جاتے تھے آج اتنی جلدی کیوں
میں نے آج اپنے ایک دوست کے ہاں جانا ہے۔

ایاز کنوڑ کو بیکہ چلا گیا اور بدر بچاری وہیں کھڑے کھڑے
اپنی دیکھتی رہ گئی۔ فضاؤں میں اندھیرا پھیلنے لگا ٹھنڈک بڑھ
گئی سستی۔ بدر بچاری کا سر جھک گیا اور دوبارہ آگ کے پاس
بیٹھ گئی۔

میکوڈ روڈ کے بس سٹاپ پر کسی صاحب نے ماتھ لہرا کر اسے
روکا۔ ایاز نے گاڑی روک دی اور کنوڑ کو اپنی گود میں لیتے ہوئے
ان کے اگلا دروازہ کھول دیا۔ بیٹھے کہاں جائیں گے۔
وہ صاحب پچھلے دروازے کی طرف چلے گئے۔

بانا تو رحمن پورہ ہے۔ جیسے ہی بیٹھتے ہیں میرے ساتھ میری بیوی
بھی ہے اس نے قریب ہی کھڑی ایک خاتون کی طرف اشارہ کیا جو ان
کی طرف پشت کئے ایک دوسری عورت سے باتیں کر رہی تھی۔ اندر بیٹھنے کے
بعد اس نے اپنی بیوی کو آواز دی۔

سحر! اُدنا

سحر کے نام پر ایاز چونک پڑا اس کے کان کھڑے ہو گئے سر گھما کر اس نے

بہت تو اسے ایاز سے تھی ہی نار شادی اس نے گھر والوں کے کہنے پر اگر
کر لی تھی تو یہ اور بات ہے اس کے دل میں ایاز کی محبت تھی ۔
اس کے دل میں ایاز سے ہمدردی تھی ۔

ایاز اس کی منزل تھا وہ ایاز کی منزل تھی وقتی طور پر اسے شادی
کر لینے کا غصہ ضرور تھا مگر وہ رنج ہو سکتا تھا اگر ایاز زبردستی اسے
نالتا وہ بے شک اسے مانتا اس کی ہڈیاں توڑ کر راضی کر لیتا وہ ضرور
مان جاتی ۔

مگر ایاز بھی مجبور تھا ۔ بدرستے اس نے مجبوری کی حالت میں شادی
کی تھی بعد میں وہ بددلی کی طرف کھینچا چلا گیا اور پھر اس سے بے پناہ محبت
کرنے لگا ان حالات میں وہ بچاؤ سحر کی طرف کیسے دھیان دے سکتا
تھا دونوں طرف ہی مجبوری تھی ۔

ایاز کی حالت دیکھ کر سحر کانپ گئی

میں تھیں کا پھٹا ہوا کالر

لجھ لجھ اور گرد آلود بال جیسے کبھی نہایا ہی نہ ہو

بڑی بڑی شیوہ

نرخ انگارہ آنکھیں جیسے ابھی ابل پڑیں گی ۔ سحر نے آنکھیں بند

کر لیں اس کا دل سیٹھنے لگ گیا تھا ۔

ایاز ابھی تک سوچوں میں الجھا ہوا تھا آخر سحر کے شور ہر زاویہ پر

اس کی بیوی کی طرف دیکھا ۔ جواب دروازہ کھول کر اندر بیٹھ رہی تھی ۔
وہی سحر تھی ۔

ہاں وہی سحر جو اس سے محبت کرتی تھی
جو ہسپتال میں نہ سہی تھی ۔

وہی سحر جو اس پر جان بچھا کر کرتی تھی
وہی سحر جو اسے اپنی زندگی کا ساتھی بن چکی تھی
اس کی سوچوں نے اسے ایک بھر پور ضرب لگائی
تو کیا سحر نے شادی کر لی ؟

کیا وہ کسی اور کی ہو گئی

کیا وہ کسی اور کی بیوی ہے

میرے ساتھ اب اس کا کوئی تعلق نہیں رہا ؟

میری اس کی محبت کہاں کھو گئی ؟

کہاں ڈوب گئے وہ پختہ عہد و پیمان ؟

اے میرے خدا ! آہ میرے مالک تو نے میری اجاڑ زندگی کو کس راہ
پر ڈال دیا ہے مجھ جیسے بدبخت کی قسمت میں کیا اب موت بھی نہیں رہی

سحر بھی اندر بیٹھ گئی تھی اس کی نگاہ جب ایاز پر پڑی تو حالت

اس کی بھی غیر ہو کر رہ گئی تھی ۔ رنگ فق ہو گیا تھا ۔

پورا بدن کانپ گیا تھا ۔

نے اس کا کندھا ہلا کر کہا ۔
اے بھائی! کہاں کھو گئے ہو۔ چلنا تم نے تو کافی کچھ کیا ہو گا۔ میں
لیٹ کیوں کر رہے ہو۔
سحر نے اپنے شوہر کی یہ بات چیت خاصی ناپسند کی تاہم ایاز
سنبھل گیا تھا اور گاڑی چلا چکا تھا۔
گاڑی ابھی تھوڑی سی دور گئی تھی کہ ایاز نے اپنے سامنے شیشے
میں سے دیکھا۔ سحر کا گورا گورا گداز اور مخروطی انگلیوں والا ہاتھ اس
کے ران پر پڑا تھا۔ اس کے دیکھتے ہی دیکھتے زاہد نے اپنا ہاتھ اس کے
ہاتھ پر رکھ دیا تھوڑی دیر وہ اس کے ہاتھ کو سہلاتا رہا سحر نے
کوئی اثر نہ کیا تھا پھر اس نے اپنی انگلیاں سحر کی انگلیوں میں ڈالیں
اور اپنا ہاتھ کھینچتے ہوئے وہ منہ کے قریب لے گیا اور سحر کا ہاتھ
چوم لیا۔ سحر نے پھر بھی کوئی اثر نہ کیا وہ خبر نہیں کہاں کھوئی ہوئی تھی
زاہد نے اس کا ہاتھ چھوڑ دیا اور سحر کا شانہ ہلا کر نکر مندی

مگر سرگوشی سے پوچھا کیا بات ہے ؟
سحر چونک بڑی اور سر کو جھٹک دیا
کچھ بھی نہیں

یہ منظر ایاز کے لئے دل نگار تھا
اس کا دل ڈوبنے لگا تھا

اپنا بدوع ہو گیا تھا۔ روح تنک گھائل ہو گئی تھی
اور اس بد طرح، اضافہ اور تانہ بانہ یہ کہ سامنے بیڈن روڈ
پر کبھی آگیا تھا جو ایاز کی کمزوری تھا
اپر اس کا ذہن مسخ ہو جاتا تھا
اما اسے اپنی زندگی دھڑکوں میں دکھائی دیتی تھی۔
ناروڈ جو اسے اس کی موت اور تباہی کا پیغام دیتی تھی
اسے بدر کی بے وفائی کا احساس دلاتی تھی
لانا روڈ ؟
اے عین وسط میں سحر اسے ماد کی طرح کھڑی نظر آتے لگتی تھی۔
جوں جوں بیڈن روڈ کا موڑ قریب آ رہا تھا اس کے ذہن میں تپش
رہن کا اضافہ ہوتا جا رہا تھا۔
بالا دل جیسے پگھل پگھل کر نیچے کی سمت ٹپک رہا ہو اور ختم ہونے کے
جاڑے کے باوجود پسینہ آنا شروع ہو گیا تھا
اہل کے سامنے در تصویر میں رقص کرنے لگی تھیں
بہرہ سحر۔ بار۔ دونوں اس کی آنکھوں کے سامنے دائرے کی صورت
اپنے لگا رہی تھیں۔
لوڈ بالکل قریب آگیا تھا۔
اما ذہن مسخ ہو گیا تھا

دل ڈوب گیا تھا۔

نگاہوں کے سامنے دھند ہی دھند چھا گئی تھی۔ اور —
اور پھر ایک دھبے کے ساتھ گاڑی رک گئی ایاز کا سر پشت
کی جانب گر گیا اور ہاتھ بڑی ہی بے بسی کے عالم میں سیٹ پر پھیل گئے
نہ اُٹھنے پریشانی سے سحر کی طرف دیکھا
اسے کیا ہو گیا ہے۔

سحر کے چہرے پر مردنی چھا گئی
پتہ نہیں اچانک کیا ہوا ہے اسے؟
نہ اُٹھنے ایاز کا شانہ پکڑ کر ہلایا
اے بھائی! کہاں پہنچ گئے ہو یہیں گھر تو پہنچاؤ
سحر نے غصے میں کہا۔

کمال کرتے ہیں آپ بھی وہ بچا رہا ہے ہوش پڑا ہے اور آپ کو گھر
پہنچنے کی پڑی ہوئی ہے سحر نے آگے بڑھ کر نبض محسوس کی اور ردِ قلبی
آواز میں زہرا سے کہا

اس پر تو دل کا دورہ پڑا ہے۔

زہرا اور پریشان ہو گیا

پھر اب کیا کریں

انتظار کرتے ہیں ٹھیک ہو جائے گا۔

اُٹھا ہوں کوئی دوسری ٹیکسی پکڑ لیں کہیں مرگیا تو ہمارے ذمہ ہی
لے جائے۔

سحر کا جی چاہا زہرا کا منہ نوچ لے رگڑی سے اس کی زبان کیچنے
ایاز کے متعلق ایسے بد شکوفی کا اظہار کر رہا تھا تاہم وہ مضبوط
نہ اُٹھتے میں کہا

نہ اُٹھتا ہی بھی کوئی چیز ہے اتنی بھی سنگدلی اور لافلتی کیا ہوئی
ہے بھی ذہن بدل لیا

لڑکی اور حالات کا ستایا ہوا دکھائی دیتا ہے
رک اُٹھ ڈوب گئی تھی

اگر

دیکھو تو اس کی قمیص کا کالر پھٹا ہوا ہے رک پڑے میٹل ہیں یقیناً اس
بڑی اس سے محبت نہیں کرتی۔ جی تو اس کی یہ حالت ہے۔
یہ کونہ گئی۔

زہرا اس نے شادی بھی کی ہے یا نہیں

شادی نہیں کی تو اس کے ساتھ یہ بچہ پھر کس کا ہے اس کی بیوی
نالا سے نالافض ہو کر چلی گئی ہے یا مر گئی ہے اسی لئے یہ بچہ کون

تو ساتھ اٹھائے پھر رہا ہے۔

زہرا بڑے دلی تھی۔

دہ کیا؟
آپ گاڑی تو چلا لیتے ہیں، اس کی گاڑی گھر لے چلتے ہیں، وہاں چل کر اس کی کچھ دیکھ بھال کریں گے اور جب ٹھیک ہو جائے گا تو چلا جائے گا۔

زاہد بھی خوش ہو گیا
یاں یہ ٹھیک ہے

دروازہ کھول کر وہ اگلی سیٹ پر آیا ایاز کو ایک طرف کرنے کے بعد اس نے شبیرنگ سنبھال لیا۔ سحر نے زہر دوستی کنور کو اٹھا کر اپنی گود میں بٹھالیا وہ بچارہ بری طرح رو رہا تھا اور سحر اسے چپ کرانے کی کوشش کر رہی تھی۔
رحمن پورہ میں ایک اوسط درجہ کے مکان کے سامنے گاڑی رک

گئی، سحر نے زاہد سے کہا

اسے اٹھا کر اندر لے چلیں

زاہد نے اسے باہر نکال کر کندھوں پر بٹھالیا اور اندر لے جا کر بستر پر لٹا دیا۔ سحر کنور کو اٹھا کر اندر لے گئی۔ اپنے شوہر کی پردہائے بنیر سحر نے ایاز کے بوٹ اتارے اور جرابیں عیجدہ کر کے وہ اس کے پاؤں سپلانے لگی۔ کنور کو اس نے بستر پر بٹھا دیا تھا اور وہ ابھی تک رو رہا تھا۔ زاہد باہر جا کر گلاس میں پانی لے آیا

اور ایاز کے پاس ہی کرسی پر بیٹھتے ہوئے اس نے ایاز کے منہ پر چھینٹے دیئے۔ دو تین بار ایاز نے لبہ لباساں لیا پھر آنکھیں جھپکا کر اپنے چاروں طرف دیکھنے لگا
زاہد نے اس کی چھاتی پر ہاتھ رکھتے ہوئے پوچھا
کیا ہو گیا تھا دوست!

ایاز خاموش رہا اور اٹھ کر بیٹھ گیا۔ کنور سامنے بیٹھا ابھی تک سک رہا تھا۔ ایاز نے اسے اٹھا کر گود میں بٹھالیا اور پیار کرنے لگا۔ کنور نے اس کے کندھے پر منہ رکھ دیا اور لبوڑنے لگا۔

ابو!

جی بیٹے!

گھر چلو نا ابو!

ایاز نے اس کا منہ چوم لیا

چلتے ہیں بیٹا!

یہ نہیں کیا ہو گیا تھا دوست، زاہد نے پھر پوچھا

بھی ابھی سی آواز میں ایاز نے جواب دیا۔

میں دل کا مرعین ہوں کبھی کبھی جب اٹیک ہوتا ہے تو یہ حالت

ہو جاتی ہے۔

مگر نے درد پوچھ لیا۔

بڑی بے دنا اور سنگدل تھی
سحر پھر بول پڑی۔

ہو سکتا ہے آپ کی طرف سے کوئی زیادتی ہوئی ہو
اگر میری طرف سے زیادتی ہوئی تھی تو اسے ٹھٹھے دماغ سے
میری بات تو سننا چاہیے تھی تا میں اسے بتاتا کہ کن حالات میں
میں نے ایک اور لڑکی سے شادی کر لی تھی مگر اس نے مجھے دھکا
دیا اگر وہ میری بات سہر دی سے سنتی تو میں ضرور اس سے بھی
شادی کر لیتا اور اس طرح میری منزل کے دونوں کنارے آپس
میں مل جاتے اور میں دنیا کا کامیاب ترین انسان ہوتا۔
سحر خاموش ہو گئی اور ادا سے اسے سر جھکا لیا

زاہد نے پوچھا

اب وہ لڑکی کہاں ہے
اس نے ایک اور شخص سے شادی کر لی ہے۔

بڑھی لکھی ہے

ہاں خاصی پڑھی ہوئی ہے اور سردس بھی کرتی ہے سحر بچاری
سب سمجھ اور جان رہی تھی کہ ایسا ہی پر تیر برس رہا ہے۔ پھر
خاموش رہی بچاری کہہ اور کر بھی کیا سکتی تھی۔
تھرا نا نام کیا ہے۔

کب سے یہ حالت ہے آپ کی
بس چند ہی ماہ ہوئے ہیں

زاہد نے پھر پوچھا

رہتے کہاں ہو

وحدت کالونی

پھر تو ہمارے نزدیک ہی ہو کتنے ازاد ہو گھر کے

صرف دو

زاہد نے حیرت کا اظہار کیا

دو؟

جی ہاں ایک میں اور ایک یہ بچہ

یہ تمہارا لڑکے؟

جی

بیوی نہیں ہے تمہاری؟

کبھی تھی اب تو مر چکی ہے

دوسری شادی کر لی ہوئی

ایسا نے سحر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا

ایک لڑکی سے محبت تھی پھر اس نے کہیں اور شادی کر لی ہے

زاہد نے تاسف کیا۔

کیا سوچا ہوگا سحر کی گردن جھکی ہوئی تھی اور اس کی آنکھوں
میں آنسو آگئے ہرٹے تھے

کچھ پڑے رکھے بھی ہو

ایم اے انگلش ہوں

اور ویری گڈ۔ پھر اس نے تم سے کیوں شادی نہ کی عجیب ذہانت

قسم کی لڑکی ہوگی وہ۔ کیاں رستی ہے آج کل؟

لاہور ہی میں ہے اور ایک ہسپتال میں سروس کرتی ہے

سحر کانپ گئی اور چونک کر ایذا کی طرف دیکھا اس کی آنکھوں

میں آنسوؤں کے موٹے موٹے قطرے بہا رہے تھے۔

اس کا شوہر کیا کرتا ہے

کہیں کارک ہے

زاہر نے تعجب سے کہا

پھر تو وہ بھی ہم جیسے ہی ہیں یہ میری جیڑی سحر بھی ہسپتال میں

زس ہے اور میں بھی کلرک ہوں۔ ہاں ہاں ان کے حالات بھی بالکل

آپ لوگوں جیسے ہیں۔

کبھی ملی بھی ہے

کافی دنوں بعد ملی تھی اور وہ بھی اپنے شوہر کے ساتھ میری گاڑی

میں بیٹھ کر وہ اپنے گھر گئے تھے۔ تم سے کوئی بات چیت نہیں کی اس نے

ایذا۔ اور تمہارا نام؟

میرا نام زاد ہے

کیا کام کرتے ہو

بینک میں کلرک ہوں

یہ مکان اپنا ہے؟

نہیں۔ ہم دونوں میاں بیوی تو ادکارہ کے رہنے والے ہیں یہ

مکان کمرے پرے دکھا ہے

کیا کرایہ دیتے ہیں

ڈیڑھ سو روپیہ

تو پھر کیسے گزارا کرتے ہو

ہم دونوں میاں بیوی سروس کرتے ہیں

اد خوب

تم دن کا کیا کما لیتے ہو

سو تک ہر سی جاتا ہے

خوش قسمت ہو مکان اپنا ہوگا

ہاں مکان میرا اپنا ہے

پھر تو وہ لڑکی بد قسمت اور بد خوف تھی جس نے تمہیں جھوٹ کر

کسی اور سے شادی کر لی

یہ تو اسے کہ اپنی مرضی تھی ظہر نہیں استے نے

ایا زکندر کو اٹھائے جب باہر آیا تو سحر منہ دھو کر تولیے سے
 پر بختی ہوئی اس کے سامنے اکھڑی ہوئی
 بیٹھے ناکھانا کھا کر جائیں اب
 ایا زکندر بالکل اجنبی بن کر کہا
 شکریہ خاتون! تم دونوں نے جو میری خدمت کی ہے یہی مجھ پر
 بہت بڑا احسان ہے، ویسے مجھے بھوک بھی نہیں ہے
 پلے بناتی ہوں پھر
 مہربانی۔ پھر کبھی سہی، اب تو آتا ہی رہوں گا
 ایا زکندر کو اٹھائے باہر نکل گیا اور سحر بچادی اسے اس طرح
 دیکھتی رہ گئی جیسے اپنے گمراہ سنے پھڑی ہوئی ہرن گھبراہٹ میں
 ادھر ادھر دیکھتی ہے۔

ایک شادی شدہ عورت اپنے شوہر کی موجودگی میں کیسے مجھ سے
 بات کرتی۔
 کیوں اگر اسے تم سے محبت ہے تو وہ اپنے شوہر سے چوری
 بھی تم سے بات پریت کر سکتی تھی۔
 مگر یہ رویہ تو اچھا نہیں
 واہ اچھا کیوں نہیں۔ محبت میں سب کچھ جائز ہے مگر تمہاری جگہ
 ہوتا تو ضرور اس سے بات کرنے کی کوشش کرتا۔
 سحر کے آنسو بہہ گئے تھے۔ زاہد سے اپنا چہرہ چھپاتی ہوئی
 وہ اٹھ کر باہر نکل گئی۔
 ایا زکندر نے جلدی جلدی بوٹ پہنے اور زکندر کو اٹھا کر وہ کھڑا ہو گیا۔
 میں اب چلتا ہوں۔ میں بے حد مشکوک رہوں تم دونوں کا کہ تم لوگوں نے
 میری اس قدر دیکھ بھال کی۔
 زاہد نے اس کا ہاتھ پکڑ کر بٹھانا چاہا۔
 بیٹھو اب کھانا کھا کر جانا
 مہربانی میں اب چلتا ہوں
 پھر ملتے رہو گے۔ تمہاری داستان سن کر مجھے تو تم سے خاصی
 ہمدردی ہو گئی ہے
 ملتا رہوں گا اب۔

ظہیر نے رسیور رکھ دیا اور اپنے ساتھی کا ریگر سے کہا
میٹھ لیر کی کار خراب ہے۔ میں ٹھیک کرنے جا رہا ہوں
کنے بڑے نتجیب سے کہا
بے گھر جاؤ گے ؟

اس سے کیا ہوتا ہے ہم لوگ مزدور ہیں مزدور کو تو اپنی مزدوری
میں غرض ہے کام کرانے والے کی شخصیت اور رشتے سے کوئی تعلق نہیں
پھر بھی وہ کیا کہیں گے

ہاں کیا ہے۔ میں اپنی مزدوری کرنے جا رہا ہوں
اپنی دہر میں ہوتا ہوں۔

دن۔ ہوں میں خود ہی جاؤں گا۔ میں اسے احساس دلاؤں گا کہ مزدور کی
یہ اہمیت ہے۔

ظہیر نے اپنے مزدوری اور اربابینہ کے ایک پتیلے میں ڈالے
روز رنگ کی ایک کار جو شاید سیٹھ کے لئے کسی کی آئی ہوئی تھی اس
پتیلے کو وہ اپنے گھر داخل ہوا اور سیٹھ لیر کی گاڑی کے پاس جا کر
اس نے کار در کی راہب ملازم بھاگتا ہوا اس کے پاس آیا اور بڑی حیرت
میں پوچھا

ماب آپ آگئے۔ بڑے صاحب اور آپ کی امی آپ کو دیر یاد کرتے
ہیں وہ واپس بھاگنے لگا

ٹرن، ٹرن، ٹرن۔ درکن پ کے ٹیلیفون کی گھنٹی بجی۔ ظہیر نے

سیور اٹھا کر کہا

درکناب !

جی، مالک، تو نہیں رہیں باہر گئے ہوتے ہیں

بس تو کار ریگر بول رہا ہوں۔

س کی گاڑی خراب ہے ؟

سیٹھ لیر کی ؟ وہ جو ڈار انجینئرنگ کے مالک ہیں ؟

گاڑی اس وقت کہاں ہے ؟

زمین ان کے گھر ہی آؤں کیا ؟

ٹھیک ہے میں ابھی پہنچتا ہوں

ایاز نے اسے آواز دی
 ٹھہرو! میں انہیں ملنے نہیں آیا انہوں نے ٹیلیفون کیا تھا کہ ان کی
 گاڑی خراب ہے۔ میں گاڑی ٹھیک کرنے کے لئے آیا ہوں
 ملازم نے تعجب سے پوچھا
 آپ گاڑی ٹھیک کرتے آئے ہیں۔
 ہاں ہاں میں ہی گاڑی ٹھیک کرنے آیا ہوں رتم اندر جا کر سیٹھ کو اٹھا
 کر وکر درکشاب سے مستری آیا ہے
 ملازم اندر چلا گیا تھوڑی دیر بعد نصیر باہر آیا اور ٹھہر کو دیکھتے
 ہوئے اس نے حیرانگی سے پوچھا۔
 تم؟ لوٹ آئے ہو؟ دروغ ٹھکانے آگیا ہو؟
 ٹھہر نے باپ کے ادب کو بالائے طاق رکھ کر کہا
 تم نے درکشاب سے مستری کو بلایا تھا۔
 نصیر اس کے قریب آکھڑا ہوا
 بلایا تھا
 تو پھر میں درکشاب سے گاڑی ٹھیک کرنے آیا ہوں
 نصیر ہلکا کر رہ گیا
 تم۔۔۔ تم درکشاب سے آئے ہو؟
 بالکل

یہ تم سے اپنی گاڑی ٹھیک نہ کرواؤں گا
 بلایا کیوں تھا پھر
 انہیں تو نہیں بلایا تھا میں نے کسی کارپیک کو بلایا تھا۔ تم۔۔۔
 تم تو میں ہرگز اپنی گاڑی ٹھیک نہ کرواؤں گا۔
 رہنے غصے میں جواب دیا۔
 رہے ٹھیک نہ کرواؤں گے تو کسی اور کارپیک سے کرواؤں گے آخر ٹھیک
 ہو جیسا کوئی مزدور ہی کرے گا تمہاری یہ اکثر تو نہ رہے گی نا
 مزدور کے بغیر تمہارا کام چل سکتا ہے جس طرح آج یہ تمہاری گاڑی
 چلی ہے اور تمہیں ایک مزدور کی ضرورت پیش آئی ہے اسی طرح ایک
 زخمی ٹیکڑی کا سارا کاروبار ٹھپ ہو جائے گا تم مزدوروں کو ڈھونڈتے
 روکے مگر کوئی تمہارے مزدور تک نہ آئے گا۔
 نصیر نے حقائق سے کہا۔

مزدور؟ ہوں۔ ایک کی ضرورت ہو تو سینکڑوں نہیں ہزاروں لائن
 نہ کر کھڑے ہو جاتے ہیں مزدوروں کی کیا کمی کتنے کی طرح دھکے کھاتے
 جرتے ہیں۔

اتنا پیستے ہوئے ٹھہر نے کہا

ہاں سب حال کہ بات کر سیتھ!

مزدور! تم اسے پہچان ہی نہیں سکے رتم اسے سمجھ ہی نہیں پاسے

مزدور ہر چیز کا پرزہ ہے
بڑے بڑے کا رخ نامے چلاتا ہے
دوبہیکلی بلیں حرکت میں لاتا ہے
سڑکوں اور شاہراہوں کا جال بچھتا ہے

یہ۔۔۔۔۔ فضاؤں میں اڑتے ہوئے طیارے
پانی کو گنگنااتے ہوئے بحری جہاز
سڑکوں پر دوڑتی ہوئی گاڑیاں

چاند کی سمت پرواز کرتی مہرئی پیچیدہ چاند کا طریقہ یہ سب مزدور ہی کی بدولت پیدا ویسے تمہارا قصور نہیں آج کل کا انسان بدل گیا ہے اور خاص کر تم جیسے لوگ دولت کی جھلک پا کر بدل گئے ہیں اور میں شرط یہ کہتا کہ ایسے لوگ جو غم جیسے سہوں ان سے کتنا بہتر ہے اس پکارے نے اپنی دہی پر اتنی خور کھی ہے اور جو اس پر ذرا سا بھی احسان کرتا ہے وہ اس کے ساتھ اپنی پرانی و نادار ہی کی خوشنما ہے

ظہیر بہک گیا

انسان ہی گمراہ چکا ہے سیٹھ !

تم جیسے لوگوں نے ہی نئی چیزوں کا درپ دھار لیا ہے مزہ تو جب ہے کہ کاٹری اگر مجھ سے ٹھیک نہیں کر لنی تو پھر کسی بھی مزدور سے مت کر لو اگر تمہیں مزدوروں سے اتنی ہی نفرت ہے تو پھر ان کا تعداد کیوں گال

بے پروہ

برنے اسے خوددار آنکھوں سے گھورتے ہوئے کہا
خوددار اسلے کرتا ہے کام۔ اپنی اجرت لیتا ہے۔

یہ بات ذہن میں رکھنا سیکھو کہ ایک روز البادفت ضرور آئے
جب نہیں مزدور کی نذر کا احساس ہوگا اور تم اس کے سامنے گھٹنے ٹیک
گے۔ اس روز میں تم سے پوچھوں گا کہ دلت کے بچاری بننا کہاں
وہ تھا راغزوہ اور مزدوروں سے نفرت

بند تھمڑے
پہر نے سر جھکا کہہ کیا

یہ سننا تم نے سچ کہا ہے جو باپ خوش اخلاق اور شائستہ ہوگا اس کا بیٹا
 بھی خوش اخلاق اور شائستہ ہوگا اور بد قسمتی سے جو باپ بد مزاج ہوگا
 اس کا بیٹا بھی بد مزاج ہی ہوگا
 غیر زور سے چلایا
 ہوش میں نہ آئے تھے!

افراں کیوں مہرتے ہو سیٹھ! آخر باپ کی تربیت کا کچھ اثر سیٹھے پر
ہوتا ہی ہے نا۔

یہاں سے اور پھر کبھی ادھر آنے کی کوشش نہ کرنا
میں غور تھا۔ اسی آیت تبارک نے تو یہی بلوایا تھا۔ ظہیر دایس لڑ گیا

ابھی وہ بیرونی گیٹ کے پاس ہی پہنچا تھا کہ اندر سے اس کی الی باہر نکلی اور تیزی سے باہر آتے ہوئے اس نے ظہیر کو پکارا۔
ظہیر ٹھہر و میری بات سنو بیٹے !
ظہیر کھڑا ہو گیا اور مڑ کر پیچھے دیکھنے لگا۔
نیم نے اس کے قریب آکر بوجھا اس کے پیچھے پیچھے نادارہ اور اس کی آئی بھی تھی۔

کیا بات ہوئی بیٹے !

ظہیر اس سے بھی اجنبیت برت گیا

کچھ نہیں بیگم صاحبہ یہ آپ کے صاحب نے گاڑی ٹھیک کرنے کے لئے درکشاپ ٹیلیفون کیا تھا اور جب میں گاڑی ٹھیک کرنے لگا تو جھگڑا کرنے لگے۔

نیم نے بڑی شفقت کے ساتھ سمجھایا

تمہارے ابا ہیں بیٹے ! انہوں نے اگر کوئی سخت بات کہہ بھی دی ہے تو

کیا ہوا تم تو بیوی کے پیچھے ماں باپ کو ہی بھول گئے

ظہیر نے کھل کر رنجش کا اظہار کیا

کیسے ماں باپ ؟

کون سے ماں باپ۔

جنہیں بیٹے کی زندگی کا کوئی احساس نہیں

ابھی بیٹے کی خوشی عزیز نہیں

وہ بیٹے کی پسند کو اپنی پسند نہیں سمجھتے

لوگوں پر صرف حکومت چلانا ہی جانتے ہیں

وہ بیٹے کو کھٹ پتلی سمجھ کر اسے سچا نا چاہتے ہیں۔

ابھی دولت عزیز ہے بیٹا نہیں

وہ اس کی شادی کر کے چہیز کی مٹی مٹی فہرستیں وصول کرنا چاہتے ہیں

وہ بیٹے کی شادی کرنا نہیں چاہتے اسے نیلام کرنا چاہتے ہیں

کیا وہی ماں باپ جنہوں نے اس نے اپنے سامنے کھڑی ہوئی نادارہ

کی طرف اشارہ کیا اس لڑکی کی خوشی کو دیکھتے ہوئے اپنے اکلوتے بیٹے

کو گھر سے نکال دیا۔

کیسے ہیں وہ ماں باپ جو بیٹے کی راہوں میں کانٹے بچاتے ہیں

ان کا ادب میں کس طرح ملحوظ رکھوں جو میری زندگی کو دھالوں کی

مانڈا لجا رکھنا چاہتے ہیں۔

نیم نے اس بار سختی سے کہا۔

تو تم جھوٹے ہی دوتا شانزہ کو کہہ جاتا ہے تمہارا نادارہ سے شادی کر لو

مارے جھگڑے ختم ہو جائیں گے اسی میں تمہارا سے ماں باپ کی خوشنودی

بھی ہے۔

بھوکے غرض نہیں ماں باپ کی ایسی غلیظ خوشنودی سے

میں اپنی بری کو کسی حالت میں بھی چھوڑ نہیں سکتا
میرا اس کے ساتھ ایک ایسا بندھن ہے جو کبھی ٹوٹ نہیں سکتا
میں ہر چیز سے کنارہ کش ہو جاؤں گا مگر اسے نہ چھوڑوں گا
نسیم نے جھڑک دیا
تو پھر بھٹکتے رہنا ایسے ہی

مجھے بھٹکنے کی کیا ضرورت ہے رحمت کرتا ہوں اور کھاتا ہوں خدا مجھے مغفوب
بچر بھی دینے والا ہے اور مجھے کیا چاہیئے ویسے ایک بات بتائیے ابی
کیا — کیا آپ تے بھی اباسے محبت کی شادی نہ کی تھی کیا آپ دونوں
کی بھی اپنی اپنی پسند کی شادی نہ تھی
نسیم غصے میں جھڑک گئی

شرم تو نہیں آتی ماں سے ایسی باتیں کہتے ہوئے
شرم کیسی ابی جب آپ دونوں نے پسند کی شادی کی تھی تو پھر —
میری پسند کر بری نگاہ سے کیوں دیکھا جا رہا ہے
میری خوشیوں کی راہوں میں ادبچی ادبچی دیواریں کیوں کھڑی کی جا رہی ہیں
نسیم نے پھر اسے نرمی سے سمجھانے کی کوشش کی

کچھ عقل سے کام لو ظہیر! نیکڑی میں مزدور آئے دن ہڑتالیں کر رہے
ہیں اب تو کمکی روز سے نیکڑی بند پڑی ہے مزدور کام پر ہی نہیں آ رہے
انہوں نے اپنی تنخواہ بڑھانے کے علاوہ کئی ایک شرائط بھی پیش کر رکھی ہیں

جو تنہا ہے البر نہیں مان رہے سارا کاروبار ہی تباہ ہو رہا ہے۔
دانت پیس کر ظہیر نے کہا۔
پر سچ ہے یہ سرمایہ دار ہے

منازع خود اردو ذخیرہ اندوز ہے یہ بھلا کیوں مزدوروں کی شرائط تسلیم
کرے گا مگر وہ وقت گزر گیا اسے بتا دو کہ اب تم زیادہ عرصہ
تک مزدور کا خون نہ پی سکو گے لوگ تم سے اپنی ہرزہ بادی کا حساب
لےیں گے اور یہ وقت اب آن پہنچا ہے۔

شرم کرو ظہیر شرم کرو۔ باپ کے خلاف ایسی باتیں کرتے ہو
کیا باپ؟ میرا کوئی تعلق نہیں اس سے

یہ دولت کا بچا رہا ہے ایک مشن تھا باپ نہیں

اسے دولت چاہیئے خواہ بیٹے کو بیچ کر ہی کیوں نہ ملے۔ میں دیکھوں
گا کب تک یہ دولت اس کا ساتھ دیتی ہے اور اس کے بل بوتے پر یہ
وہ انسان خریدنے کی کوشش کرتا ہے۔ اب یہ مزدور کا خون نہ پی سکے
گا ملک کے سب مزدوروں نے اپنی تنظیمیں بنائی ہیں اور وہ ان سرمایہ داروں
کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے ہیں حکومت بھی ان کا ساتھ دے رہی ہے
انٹرنیشنل ایسے خون کے عادی لوگوں کے دن اب تھوڑے ہی رہ گئے ہیں
میں ایک بار پھر تمہیں دعوت دیتی ہوں کہ گھر آ جاؤ اور اپنے کاروبار
کو سنبھالو۔

میں لعنت بھیجتا ہوں اس کا رو باد پر بیگم صاحبہ
میں ————— میں تو کہتا ہوں آگ لگ جائے اس سیٹھ کی فیکٹری
میں جو مزدوروں کو کتا کہتا پھرتا ہے۔ اس سیٹھ کو بتا دو بیگم صاحبہ
کہ اگر اس کا رویہ ایسا ہی رہا تو ————— تو ایک روز
مزدور اس کے خون میں ہاتھ رنگ لیں گے
اس کی لاش سڑکوں پر روندھ کر اپنی فتح کا اظہار کریں گے۔ ظہیر علی
مڑا امد تیزی سے کار میں بیٹھ کر چلا گیا۔ نسیم، نصیر، نادرہ اور
اس کی ماں اسے پریشانی سے دیکھتے رہ گئے۔

زاہد کے گھر کے سامنے ایاز نے ٹیکسی روکی اور ہارن دیا تھوڑی
دیر تک جب کوئی باہر نہ نکلا تو اس نے پھر ہارن دیا۔ زاہد نے دروازہ
کولا اور ایاز کو دیکھتے ہوئے اس نے خوشی کے اظہار میں پوچھا
کیسے ہو ایاز! اندر آ جاؤ نا۔ باہر کیوں کھڑے ہو
آفس نہیں چلو گے؟

جانا ہے۔

تو پھر آؤ نا۔

کیوں تکلیف کرتے ہو اس طرح تو ہم تنہا ہی گاڑی میں جاتے
کے عادی ہو جائیں گے۔
تو کیا فرق پڑتا ہے میں نے ویسے بھی ہر روز خالی گاڑی ادھر سے لے

ابھی گیانیں باہر کھڑا ہے۔ کہتا ہے میں تم دونوں کو روزے بھی
جایا کر دل گا اور دوا بس بھی لے آیا کر دل گا۔

اپنے اسے ناشتہ کرتا پوچھا ہوتا

میں نے تو کہا ہے کہتا ہے میں کر کے آیا ہوں۔

جھوٹ کہتا ہے اس کے گھر میں تو ناشتہ تیار کرتے وال کوئی نہیں۔

ٹھہر دو میں خود اسے بلاتی ہوں۔ سحر باہر آئی اور دروازے پر کھڑے
ہوتے ہوئے کہا۔

باہر کہوں بیٹھ گئے ہو یا تہ اندر آ کر ناشتہ کرو

ایاز نے کوئی جواب نہ دیا۔ اس کی طرف ایک بار دیکھا پھر لگا ہیں بھیر کر

درمیں جانب دیکھنے لگا۔ سحر بلا جھجک باہر آگئی اور دروازے سے

ہاتھ بڑھا کر اس نے ایاز کا کندھا ہلایا

ہلونا اندر صند تو تیار ہی مشہور ہے نا

ایاز نے سحر کی طرف دیکھا اس کی آنکھوں میں دیرانی ہی دیرانی تھی

سحر اس کی حالت دیکھ کر کانپ گئی۔

دکھ کے ساتھ ایاز نے کہا۔

تم ایک شادی شدہ عورت ہو جاؤ اپنا کام کرو جا کر اس طرح متہارا

شر بہتر سے مشکوک ہو جائے گا۔

میرا متہارا کوئی تعلق نہیں۔

جانی ہوتی ہے۔ تم دونوں کو لے جاتے ہوئے میری آمدنی پر کوئی فرق نہیں
پڑے گا۔

تم بہت بلند ہو

تم دونوں بھی تو بہت بلند ہو جو اس روز مجھے بہوشی کی حالت میں

اپنے گھر اٹھا لائے تھے۔ وہ تو انسانی فرض تھا۔

یہ بھی انسانی فرض ہے۔ میں روز تم دونوں کے لے بھی جایا کر دل گا اور

والبس بھی لے آیا کر دل گا۔

یہ تو پھر غمنا ہی نوادش ہے اندر آ جاؤ ناشتہ تو کرو نا

میں ناشتہ کر آیا ہوں تم دونوں تیار ہو کر جلدی آ جاؤ میں ادھر ہی انتظار

کرتا ہوں۔

پھر اندر نہ آ کر بیٹھو نا۔

ایاز نے بہانہ تراش لیا۔

میرے ساتھ بچہ ہے خواہ مخواہ ہی رو پڑے گا

زائد واپس چلا گیا سحر کرنے میں میسر پر ناشتہ لگا رہی تھی

کون تھا اس نے بیٹیں جمانے ہوئے پوچھا۔

ایاز ہے؟

سحر جو تک پڑی۔

کیا کہتا ہے

یہاں نے کیا کہا ہے ایاز!
 ایاز نے پیچھے دیکھا اور رکھائی سے کہا
 کیا ہے
 سحر کی آواز بھرا گئی
 میرے ساتھ ڈیوٹی روم میں چلو
 کیوں؟

میں تم سے کچھ کہنا چاہتی ہوں کوئی ایک ہفتہ پہلے شانہ بہ ہسپتال
 میں آئی تھی اپنا سمانہ کرنے کے لئے اس کے ہاں کچھ ہونے والا ہے
 اس نے مجھے تمہارے متعلق سب کچھ بتا دیا تھا کہ تم نے کن حالات میں
 اس رات کی سے شادی کی اور کیسے وہ نہیں جھوٹ کر چلی گئی ہے اسی سلسلے
 میں تم سے یہ بات کرنا چاہتی ہوں۔
 بیگانگی برتتے ہوئے ایاز نے کہا
 تمہارا اس سے کیا تعلق؟

تعلق نہ ہوتا تو پرچھتی ہی کیوں؟
 تعلق ہوتا تو شادی ہی کیوں کرتی جس طرح میں تمہارے پاس آتا رہا
 تم میری بات غمزہ سے سنتی بغیر دل کی طرح دھککا دکر نہ نکال دیتی
 سحر اس پر جھک گئی اور دونوں ہاتھ جوڑ دینے
 غلطی ہوئی معاف کر دو میں آج ہی نہا ہر سے بات کرتی ہوں کہ میرا

وہ ایاز مر گیا وہ سحر نہ رہی۔
 یوں جاؤ ہم اجنبی ہیں ایک دوسرے کو پہلے سے جانتے ہی نہیں رو
 مسافر جب زندگی کے کسی دور سے پرہیز کر مختلف راستوں کو چل سکتے
 ہیں تو سڑک کو پیچھے نہیں دیکھتے اسی منزل کی طرف بڑھتے جاتے ہیں
 جس کا تعین کر چکے ہوتے ہیں جاؤ چلی جاؤ
 سحر کی آنکھوں میں آنسو آگئے تھے جنہیں صاف کرتی ہوئی وہ
 اندر چلی گئی۔

عقروٹی دیر ہی بعد دونوں میاں بیوی باہر نکلے اور پھلی سیٹ پر بیٹھ
 گئے گاڑی چلاتے ہوئے ایاز نے نہا ہر سے پرچھا۔

کہاں آؤ گے؟
 میں تو جاؤں گا نیشنل بینک شاہ عالم مارکیٹ اور تمہاری بیوی جائے گی
 سول ہسپتال۔

ایاز نے نہا ہر کو بینک کے سامنے اتار دیا اور جب اس نے ہسپتال
 میں جا کر گاڑی کھڑی کی تو سحر نے نیچے اترنے کی بجائے اندر ہی بیٹھ ہوئے
 کہا۔

ذرا میرے ساتھ میرے ڈیوٹی روم میں چلو ایاز!
 ایاز چپ رہا اور شیشے میں سے باہر دیکھنے لگا
 سحر نے اس کا شانہ پکڑ کر بلایا۔

انہیں جاتا بس! تم اب جاؤ ورنہ میں گاڑی چلانے لگا ہوں
 لگا ہی بھگئی بڑی ہی مری مردہ دلی سے اس نے دروازہ کھولا اور
 کچھ دیر نہایت آرزو مند ہی اور پر امان کے انداز میں وہ اسے
 لاد ہی پھر اس کے پاس سے گزرتی ہوئی ہسپتال کی سیڑھیاں چڑھی
 ریلوے کی ریلوں ملتا تھا جیسے وہ ٹیڑھیوں پر ہی گزرتی ہوئی تھی
 باز ٹیکسی سٹینڈ پر لے آیا وہ پھر بھگتا ہوا تھا چہرے پر بے مدافعتی
 اداسی ہی بیزاری تھی وہ خاموش بیٹھا تھا اور کنڈر کھولوں سے
 رہا تھا۔ باز کا سر سٹیرنگ پر جھک گیا تھا اور وہ گہری سوچوں
 میں لگا ہوا تھا

اس کی ٹیکسی جب سٹینڈ پر آکر کھڑی ہوئی تھی بدراسی وقت
 میں چلی گئی اور ناشتے کی طرے لے آئی گاڑی کا دروازہ اس نے
 کھولا اور کنڈر کو اٹھا کر گود میں بٹھالیا پھر باز اور اپنے درمیان
 کی طرے رکھ دی کنڈر اب اس سے کافی مانوس دکھائی دیتا تھا
 لے ڈبل روٹی توڑی اور انڈے کے ساتھ لگا کر اس نے تقریباً
 زر کے منہ میں ڈال دیا کنڈر چپ چاپ کھانے لگ گیا۔ بد رتے
 کے بالوں میں انگلیاں پھیرتے ہوئے کہا۔

نہرا اٹھا کر اس کی طرف دیکھا اس کی آنکھیں سو جھبی ہوئی اور غصے سے

تمہارا جو ڈر غلط ہے۔ میں تمہیں اب غرض نہ رکھ سکوں گی میں اس سے
 طلاق لے کر پھر پہلے راستے پر آ جاؤں گی اب تو اٹھو نا چلو اندر چل
 کر باتیں کرتے ہیں آج سے میں تمہاری ہوں اور ہمیشہ تمہاری رہوں گی
 میں اندر جا کر کیا کروں گا۔

مجھے پتہ ہے کہ تم دونوں نے ابھی تک ناشتہ نہیں کیا چلو میں ہوٹل سے
 ناشتہ منگواتی ہوں آرام سے بیٹھ کر کھاؤ۔

تم جاؤ تمہاری مہربانی
 تم بھی تو چلو نا جان!

اداسی ہوں! میری تمہاری لڑہیں علیحدہ ہو چکی ہیں
 دوبارہ جڑ بھی سکتی ہیں۔

اب ہم بہت دور جا چکے ہیں جہاں اس کے متعلق اب سوچا بھی نہیں
 جا سکتا۔

اچھا تم پہلے میرے ساتھ اندر تو چلو نا وہاں چل کر ہی تفصیل سے بات
 کریں گے۔

میں نہیں جاؤں گا نہ مجھے کوئی ضرورت ہے

سمجھنے اس کا ہاتھ بکڑ کر کھینچنا

چلو بھی نا سحر اور آگے جھک کر اس کے پاؤں پر پڑے۔ اب تو چلو نا جان!
 باز ناراض ہو گیا۔

بدرد بیماری اس کی حالت دیکھ کر کانپ گئی اور خوفزدہ سی دکھائی دینے لگی۔ کانپتی ہوئی آواز میں اس نے پھر کہا
ناشتہ کر لو۔

ایاز نے تیز نگاہوں سے اسے گھورا
کون لایا ہے؟

میں لائی ہوں
واپس کر آؤ اور مت لایا کرو آئندہ ہم دونوں باپ بیٹا ہوئیں گے
ناشتہ کریں گے۔

بدرد دینے والی تھی۔

میرا بھی تو کچھ حق ہے

کیسا حق؟

میں آپ کی بیوی ہوں

یہ رشتہ تو اسی روز ہی دن ہو گیا تھا جس روز تم گھر سے بھاگ گئی تھو
پے پورے حالات تو سنئے۔

ایاز نے بیزاری سے جواب دیا

جو سنا چاہتا ہے اسے سناؤ جا کر میرے پاس وقت نہیں ہے۔

آپ نہیں سنیں گے تو اور کون سنے گا آپ کے علاوہ اس دنیا میں ہر
ہے بھی کون۔ آپ میرے مشورے ہیں میں آپ کی بیوی ہوں۔

اگر رشتے کو بھی ختم کر دوں گا۔
بیک پڑھی

وہ سی آواز میں ایاز نے کہا

تو تعلق دے دوں گا

نے ایاز کے پاؤں پکڑ لئے اور رو پڑی۔

لے لے ایاز نہ کیجئے گاریں۔ میں جیتے جی ہی مر جاؤں گی۔
مہرے ایاز سر اسر فلم۔

دے یہ رشتہ نہ چھیننا ایاز اسی تعلق کے سہارے تو اب تک زندہ

دل بچے اسی طرح اپنے قدموں میں پڑا رہنے دو خدا کے لئے مجھے طلاق

دینا ایاز۔

ثابت کر لوں گی مزدوری کروں گی۔

ہاں ہی ٹیکیاں صاف کر کے زندگی گزار لوں گی۔ میں تمہیں تنگ نہ

دلاؤں گی۔ میں تم پر بوجھ نہ بنوں گی۔

میں تمہاری راہ میں رکاوٹ ثابت نہ ہوں گی۔ میں۔۔۔

ہاں اس احساس پر زندہ رہ لوں گی کہ تم میرے شوہر ہو اور میں تمہاری

بہن ہوں۔

ہاں اس پر زندگی بسر کروں گی کہ اس ظالم اور بے رحم سنسار میں

میرا ابھی ایک مضبوط سہارا اور ساتھی ہے، بے شک ناراض ہی ہوں
پر ہے تو میرا ہی نام۔ وعدہ کرو ایاز تم مجھے طلاق نہیں دو گے

میں جانتی ہوں تم مجھ سے خفا ہو

مجھ سے نہیں ہزاروں شکوے اور گلے ہیں

میری وجہ سے تمہیں دکھ پہنچا ہے

پردہ ایک مجبور سی تھی

ایک غلطی اور بھول تھی

ایک دھوکا تھا ایک بے بسی اور نا چاری تھی

مجھے مارو ایاز خوب مارو،

مجھے ہولناں کر دو میری کھال اتار دو

میری ہڈیاں توڑ دو مجھے پیس کر دکھ دو

پر مجھے طلاق نہ دینا اس نے ایاز کے پاؤں پیل کر زور سے ہلائے

وعدہ کرو ایاز تم مجھے طلاق نہ دو گے،

ایاز نے اسے ایسی نگاہوں سے دیکھا جن میں دیرانی ہی دیرانی تھی،

بد پر پگل گئی دم گھٹتا ہوا محسوس ہوا اور وہ پھر چلا پڑی

مجھے ایسی نگاہوں سے نہ دیکھو جان!

میں مرجاؤں گی۔ میں جل جاؤں گی۔ ان نگاہوں کی میں تاب نہیں لاسکتی

میں بیکھل جاؤں گی ایاز۔ بھی ہوئی مرم جتنی کی طرح سنگ اٹھوں گی بے

ی نگاہوں سے نہ دیکھو۔ میں۔۔۔۔۔ میں تمہارا غم نہیں دیکھ سکتی

تو اس قدر نہیں دیکھ سکتی

میرے سر کے تاج تم میری جان ہو

ای آؤ زور ہو میری آس ہو۔

میں محبت کو مذاق سمجھتی رہی آپ پہلی ہستی میں جسے میں نے زندگی

مارٹ کر پیار کیا ہے

مانے ایاز کے پاؤں پھر ہلائے

درا یاز تم مجھے طلاق نہیں دو گے

نہ اسے پھر گھوڑنے لگا۔

دل کی سی منہ اور پیار سے بدرنے کہا

دونا ایاز! میری ابھی جان نہیں؟

نہ اسے گھوڑتا رہا

دونا ایاز انکار نہ کرنا میں یہی سیٹی سیٹی مر جاؤں گی

ایز کی مدھم سی آواز ابھری۔

باتیں طلاق نہیں دوں گا

بدر مسکرا اٹھی فوراً اس کے پاؤں پر چھکی اور اس کے جوتے چوم لے

ہاں اب مجھے کچھ نہیں چاہیے میرا یہی سب سے بڑا انعام ہے میں سمجھتی

ہوں میں نے زندگی کی بازی ہاں جیت لی ہے اور اب ناشتہ تو کر دنا

ساتھ ہی اس نے ایک لقمہ بنایا اور ایاز کے منہ کی طرف بڑھایا۔ ایاز
کا منہ آپ ہی آپ کھل گیا اور بدر نے لقمہ اس کے منہ میں ڈال دیا
تینوں مل کر ناشتہ کرنے لگے۔ عجیب پر سکون سا ماحول ہو گیا ہوا تھا۔
ناشتہ کے بعد بدر جب برتن لے جاتے لگی تو ایاز نے جیب سے
دوسرا روپے نکال کر بدر کی طرف بڑھائے۔

یہ رکھ لو۔

بدر حیرانگی سے اس کی طرف دیکھنے لگی
رکھ لو نا

ہاں ہے

اے آئیہ

چرتم نے بلایا نہیں

بدر نے روپے لے کر جیب میں ڈال لئے اور برتن لے کر سڑک
کی طرف چلی گئی۔ اس دوران ہی ایاز کو دوسو روپے مل گئے جنہیں لے کر وہ
چلا گیا۔

تو میں نے نہیں کہا بی بی

تو کھڑی ہو گئی۔

اچھا میں خود ہی اس سے بات کر لوں گی۔ شاید اس نے کہیں جلدی
ہانا ہو گا۔

آئی اور دروازے کے قریب منہ لاتے ہوئے پوچھا۔

تمہارا نام ایاز ہے

ایاز کچھ پریشان ہو گیا

ہاں سیرا ہی نام ایاز ہے کہو کیا بات ہے۔

بی بی! تمہیں اندر بلاتی ہے۔

نانی بی

ہم

میں کہوں باہر آ جائے۔ مجھے جلدی ہے۔

عورت اندر آئی اور سحر کے ڈیوٹی روم میں داخل ہوئی۔ سحر
بدر اس اور نکرہ مندہ بیٹھی تھی اس عورت کو دیکھتے ہی وہ چونک کر

بلایا تو ہے بی بی۔ وہ نہیں آتا۔ کہتا ہے اسے کہو باہر آئے مجھے جلدی ہے
انے کہا تو ہونا کہ ایک ضروری کام ہے

سحر باہر آئی اور چپ چاپ گاڑی میں بیٹھ گئی۔ ایاز جب گاڑی
ہسپتال سے باہر روڈ پر لایا تو سحر نے غصے کا اظہار کرتے ہوئے پوچھا

میں نے تمہیں اندر بلایا تھا ایاز تم آئے کیوں نہیں!

کلی کام تھا؟

جتنا آ رہا ہے اور چلتا رہے گا نہ تم سے کوئی گلہ نہ کھی اور سے
کوئی شکوہ ۔

سحر رو پڑی

میں اپنے رویے کی معافی مانگتی ہوں ابا نہ! اب تم جیسا کہو گے میں وہا
ہی کر دوں گی میں تم سے علیحدہ نہیں رہ سکتی ۔

ایا ز نے غصے میں کہا ۔

یہ مت بھولو کہ تم ایک بیٹھنا عورت ہو

ایک گرہستن بیوی ہو تمہارا شوہر ہے جو تمہاری توجہ کا مرکز ہے

مجھے اب بھول جاؤ گی یہی سمجھنا کہ سب کچھ ایک دھوکا تھا، فریب تھا اور

اور خواب تھا۔ یہی سمجھنا کہ کوئی ایا ز تھا ہی نہیں اور اگر تھا تو مر گیا ہے ۔

سحر جواب میں کچھ نہ کہہ سکی بچہ وی پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی

ایا ز خاموش تھا۔ کندر سو بیا ہوا تھا اور گاڑی بڑی نیڑی سے شاہ عالم

مارکیٹ کی طرف جا رہی تھی ۔

ہاں مردی کام تھا

یہیں کہہ لو کیا کہتا ہے

دہاں آتے ہوئے تمہیں شرم آتی تھی

یہی سمجھ لو

روقی مگر ڈرتی ہوئی آواز میں سحر نے کہا

تمہیں کیا ہو گیا ہے ایا ز!

اس نے برہنہ کہا

پاگل ہو گیا ہوں ۔

سحر نے اپنے دونوں ہاتھ اس کے کندھوں پر رکھ دیئے

مجھے معاف کر دیا ز! میں تمہارے بغیر زندہ نہیں رہ سکتی

کیسی معافی؟

میں غلطی یہ تھی میں نے شادی کر کے تمہیں دھوکا دیا ہے ۔

ایسے کئی دھوکے توڑ چکیاں مردوں کو روز دیتی ہیں تم نے ایسا کیا

تو کیا ہو گیا سب لڑکیاں اپنے محبت کرنے والے سانچے سے کہتی ہیں

کہ میں موت تک تمہارا انتظار کر دوں گی۔ کبھی تم نے بھی ہسپتال میں

مجھے کہا تھا کہ میں اب موت تک تمہارا انتظار کر دوں گی پر اس سے کیا

ہوتا ہے یہ الفاظ تو صرف کہنے کے لئے ہوتے ہیں ان پر عمل ہو ڈرا

ہی کیا جاتا ہے یہ زمانے کی ریت ہے۔ دنیا کا دستور ہے اسی طرح

کیوں

شازبہ کے لڑکا ہوا ہے۔ ظہیر بھولا نہ سمار ہا تھا

ایاز نے اسے پٹا لیا

سبا رک ہو

چلو جلدی چلیں

شازبہ کے پاس کسے چھوڑ آئے ہو

پچھلے پانچ چھوڑ دن سے سحر دیں سہنی ہے اور آج تو وہ صبح سویرے

ہی ہسپتال سے وہاں آگئی تھی بڑی خدمت کی ہے اس نے شازبہ کے

سحر کا نام سن کر بدسنے کام چھوڑ دیا اور اس ہو گئی

ایاز اور ظہیر جب دونوں گاڑی میں بیٹھ گئے تو کنوڑ نے سر باہر

نکال کر بدر سے کہا

آجاؤ آجاؤ بیٹھو (ادھر) آ جاؤ اس نے اپنی سیٹ کی طرف

اشارہ کیا بدر جب باہر ہی کھڑی رہی تو کنوڑ نے ایاز سے کہا۔

ابو! اسے (اسے) کہو نا بیٹھے

ظہیر نے کنوڑ کو گود میں لے لیا اور باہر بدر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا

بیٹھ جاؤ دوست ہمارا بیٹا کہہ رہا ہے۔ بیٹھو جلدی کہہ بدر جب چاپ

دروازہ کھول کر پچھلی سیٹ پر بیٹھ گئی۔

گاڑی چلا تے ہوئے ایاز نے پھر بوجھا

ایاز کی ٹیکسی سٹینڈ پر کھڑی تھی۔ اندر بیٹھا وہ کنوڑ کے ساتھ باتیں
کر رہا تھا۔ باہر بدر گاڑی کی صفائی کر رہی تھی کہ ٹرک کے کنارے ظہیر
ایک رکشہ سے اترا اور سٹینڈ میں گھس کر ادھر ادھر دیکھنے لگا۔ ایاز
گاڑی سے باہر آیا اور اسے آواز دی۔

ادھر آؤ ظہیر!

ظہیر تقریباً بھاگتا ہوا اس کے پاس آکھڑا ہوا۔ بدر بھی ان کی گفتگو سننے
لگی تھی۔

خیریت ہے نا

ایاز بے حد خوش تھا

سب خیریت ہے تم میرے ساتھ جلدی گھر چلو

بات کہوں ایاز !

ناری کر لو

ایاز اس ہو گیا

یہ بار کر تو لی تھی

رہے وہ کوئی شادی تھوڑا سی تھی۔ تم اب دوسری شادی کر لو
اگر تمہاری مرضی ہو تو میں تمہارے لئے کوئی اچھی سی لڑکی تلاش کر دوں
انہی اپنے غلط فیصلے سے سحر کو بھی کھو دیا ہے بہر حال اب بھی
بچہ نہیں گیا۔ دوسری شادی کر لو۔ میں چاہتا ہوں کہ تمہارے ہاں بھی
وہی خوبصورت سا بچہ ہو۔

جیسے بیٹھی ہوئی بدستغز وہ اولیٰ بی بی ہو گئی ہوئی تھی۔

ایاز نے کنوڑ کی طرف اشارہ کیا

ہمرا بچہ ہے تو

ٹھیک ہے تم اسے اپنا ہی سمجھتے ہو چہ تمہارا کوئی اپنا بھی تو لڑکا
ہونا چاہیئے

بدرد رہی تھی

ٹھہرنے پھر پوچھا

بدرد کا کچھ پتہ چلا ؟

گھر والوں کی طرف سے کوئی آیا ہے۔

امی آئی تھی۔ میرے شاذیہ اور بچے کے کپڑے لے کر وہ شاذیہ
کر اور مجھے گھر بھی لے جانا چاہتی تھی۔

پر میں نے انکار کر دیا ہے۔ میں نے شرط رکھی ہے کہ آیا خود یہاں آئیں
اپنے پچھلے درجے کی تلافی کہیں اور میری موجودگی میں شاذیہ کو اپنی
بیٹی بنا کر گھر لے جائیں پھر میں ان کے ساتھ جانے کو تیار ہوں گا۔
پھر کیا کہا اتی نے ؟

پہلے تو وہ کہتی تھی کہ تم میری ذمہ داری میں چلو لیکن میں نے انکار کر دیا
اب وہ کپڑے وغیرہ تو وہیں رکھ گئی ہیں اور البکر لینے گئی ہوئی ہیں
کافی دیر ہو گئی ہے میرا خیال ہے انہیں سمجھا رہی ہوں گی دیے بھی آج
کل ان کی حالت بے حد پتلی ہو گئی ہوئی ہے۔ پچھلے کئی ماہ سے مزدور
نے فیکٹری میں ہڑتال کر رکھی ہے۔ پیداوار بالکل بند ہو گئی ہے اور
انہیں سٹاف کے عملے کو گھر سے تنخواہ دینا پڑ رہی ہے۔ اس کے علاوہ
مزدور کبھی کبھی فیکٹری میں آ کر گھستے ہیں اور توڑ پھوڑ کر کے چلے جاتے
ہیں۔

تمہارا پھر کیا خیال ہے اب

آپا نے اگر خلوص سے شاذیہ کو اپنی بہو تسلیم کر لیا تو مجھے کوئی اعتراض
نہ ہو گا۔ میں گھر چلا جاؤں گا۔ ہاں بالکل ٹھیک ہے صلح اچھی ہوتی ہے

ایاز نفی میں سر ہلایا
نہیں

ایاز اس موضوع پر شاید تھکن اور تکان محسوس کر رہا تھا لہذا اس نے
پر ظہیر سے کہا کوئی اور بات کر دیکھا گھسا پٹا موضوع لیکر بیٹھ گئے ہو
پر خاموش ہو گیا۔

ظہیر کے گھر کے سامنے ایاز نے گاڑی روکی رہے وہ سب ڈرائنگ
روم میں آئے ظہیر نے بدر سے کہا۔

اتم تم تھوڑی دیر یہیں بیٹھو ہم کچھ دیر تک آتے ہیں پھر اس
ایاز کا ہاتھ پکڑ لیا اور نگلیوں سے دیکھتے ہوئے کہا
اندر چلیں رزاد دل تمام کر جانا سحر بھی اندر بیٹھی ہوئی ہے
رہی حالت اور نازک ہو گئی تھی۔

ایاز ظہیر اور کنودہ دوسرے کمرے میں گئے سامنے بستر پر شانہ
بٹ تھی اس کے پہلو میں بچہ تھا اور قریب ہی کہ سی پر سحر بیٹھی ہوئی
قی اندر آتے ہی ایاز نے شانہ پر مبارکباد دی وہ کچھ شرمائی اور
کچھ مسکرا کر رہ گئی۔

ایاز بھی ظہیر کے ساتھ ایک طرف بیٹھ گیا پھر جیب سے سو روپے
ایک نوٹ نکالا اور کنودہ کو کیڑا تے ہوئے اس نے پیاز سے اسے بھجایا۔
پہلے اس منے کے پاس جا کر رکھ آؤ ایاز نے شانہ کے پہلو میں
لیٹے ہوئے بچے کی طرف اشارہ کیا۔

ظہیر فوراً بول پڑا

کیسی سنگدل لڑکی تھی جوشنہ ہر آمد بچے کو چھوڑ کر بھاگ گئی۔ یہ
لڑکیاں بھی عجیب عقل رکھتی ہیں۔ اب اسی کو دیکھنا بسا بسا یا گھر
چھوڑ کر چلی گئی ہے۔ ادھر ہی رہتی تو شاید ایک خوبصورت بچے کی
مال ہوتی سحر کہہ رہی تھی کہ بدر بے حد خوبصورت اور اعلیٰ شخصیت کی
لڑکی تھی۔

بدر منہ پر دو مال رکھ کر اور زیادہ روکنے لگی تھی
ایاز نے ان باتوں سے چھٹکا رہا تھا
کوئی اور بات کرو ایاز

شانہ پر نے میرے سامنے ایک نیا انکشاف کیا ہے
وہ کیا؟

وہ کہہ رہی تھی کہ وہ ————— وہ سحر ہے نا۔

یاں ہاں کہہ نا کیا ہے اسے؟

سنا ہے وہ اپنے شوہر سے طلاق لے کر پھر تنہا ہی طرف ہاتھ
بڑھانا چاہتی ہے۔ شانہ پر کہہ رہی تھی کہ سحر نے اسے کہا تھا کہ میں ایاز
سے شادی کر لوں گی بشرطیکہ وہ ماں چلے
بدر، اندلیشوں، خوف اور دھڑکن میں ڈوب کر اور مضمحل ہو گئی تھی

لے ہاتھ برسی طرح کانپ رہے تھے پھر اس نے ان کے سامنے جاگانی اور پیالیاں بھی رکھ دیں۔

ایک پلیٹ اور ڈالر سحر! ڈرائنگ روم میں ایاز کا ایک ساتھی بھی ہے لہر نے سحر سے کہا۔
مگر ایاز نے منع کر دیا۔

کوئی ضرورت نہیں یہ دو پلیٹیں ہیں اور ایک پلیٹ اسے بھجوا دیتے ہیں ہم تو مشکل سے ایک ہی پلیٹ کھائیں گے پھر اس نے ایک پلیٹ کنڈر کو تھامنے ہوئے کہا۔

یہ جا کر اس بیٹیا کو دے آؤ وہ کالے کپڑوں والا جو گاڑی صاف کرتا ہے کنڈر منہ سے تو کچھ نہ بولا پلیٹ لے کر مسکرا دیا اور ڈرائنگ روم کی طرف چل دیا ایاز نے پھر اسے آواز دی اور جلدی آؤ اس کے لئے

پر چلنے بھی لے جانا ایاز نے ایک پیالیا میں چائے ڈال دی
کنڈر پلیٹ اٹھائے ڈرائنگ روم میں آیا اور اسے بدر کے سامنے رکھتے ہوئے کہا کاؤ دکھاؤ

بدر نے اسے پکڑ لیا اور اپنے پاس بٹھاتے ہوئے سرگوشی کے انداز میں اس کے کان میں اس نے کہا
تم بھی کھاؤ بیٹا!

کنڈر نے اس کی آواز پر چونک کر اس کی طرف دیکھا پھر اٹھ کھڑا ہوا۔

یہ زیادہ ہیں ایاز! زیادہ سے زیادہ دس روپے دے دو بس۔

دوسرے کمرے میں بدر بھی ان کی ساری گفتگو سن رہی تھی
شازیہ بھی بولی

بھائی جان آپ رہنے دیں۔ کوئی ضرورت نہیں کچھ دینے کی آپ تو
گھر کے فرد ہیں نا۔

ایاز نے دونوں کو جھڑک دیا

تم دونوں بالکل چپ رہو اس معاملے میں تم بولتے اچھے نہیں لگتے اس
نے پھر کنڈر سے کہا۔

جاؤ بیٹا یہ پیسے وہاں رکھ آؤ

کنڈر نوٹ لے کر آگے بڑھا اور بچے کے سر کے پاس رکھتے ہوئے اس نے
ایاز سے پوچھا

ادھل (ادھر) رکھوں ابرا!

ہاں رکھ دو بیٹا!

کنڈر نے نوٹ وہاں رکھ دیا اور پھر بھاگ کر ایاز کی گود میں آکر بیٹھ گیا
شازیہ نے سحر سے کہا

سحر اچھا اور کنڈر کا اٹھ کر جائے اور مٹھائی دوتا

سحر خاموشی سے اٹھی مٹھائی کی دو پلیٹیں اس نے ایک ایاز اور ایک
کنڈر کے سامنے رکھ دی۔ ایاز کے سامنے برتن رکھتے ہوئے اس بچاری

میں چائے لاؤں نہ

وہ پھر دوسرے کمرے میں گیا اور چائے کا کپ لے آیا بدر نے
پھر اسے اپنے پاس بٹھا لیا خود بھی وہ کھاتے لگی اور کنور کو بھی کھانے
لگی۔

کنور جب کچھ دیر تک نہ آیا تو ایاز اٹھ کر دوسرے کمرے کی طرف
آیا میں دیکھوں تو کنور کدھر گیا ہے کہیں باہر ہی نہ نکل گیا ہو
وہ جب ڈرائنگ روم میں آیا تو بدر اور کنور دونوں ماں بیٹا
میٹھی کھا رہے تھے۔ ایاز نے کنور سے کہا۔
تم یہاں بیٹھے ہو بیٹا!

اپنے منہ سے چائے کی پیالی علیحدہ کرتے ہوئے کنور نے میٹھی کی طرف
اشارہ کیا

یہ کتنا رکھانا! ہوں ابو!

آئیے نا بدر نے بڑی آس سے کہا۔

ایاز واپس مڑ گیا۔ میں تم دونوں کے لئے چائے لے آؤں

ایاز چائے دانی اور ایک پیالی اٹھا لیا اور دونوں پیالیاں چائے سے

بھرتے ہوئے اس نے پوچھا

میٹھی اور لاؤں؟

بدر نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔

لیا ضرورت نہیں۔ آپ بیٹھیں

ایاز اس کے ساتھ صوفے پر بیٹھ گیا۔ بدر نے میٹھی کی پیٹ اس

کا طرف سرکائی۔

کھائے

مردوں کھاؤ میں تو اپنا حصہ کھا آیا ہوں

بدر نے پراسید ہو کر کہا

میرے ساتھ بھی کھائے نا ساتھ ہی اس نے میٹھی کا ایک ٹکڑا اٹھا لیا

اور ایاز کے منہ کی طرف بڑھایا ایاز سحر زدہ سا ہو گیا تھا۔ آپ ہی

آپ اس کا منہ کھلا اور بدر نے مسکراتے ہوئے میٹھی اس کے منہ میں

ڈال دی۔

کنور تالی بجانے لگا

اور ابو کھا گئے۔

بدر نے چائے کی پیالی اٹھا کر اس کے منہ سے لکائی اور وہ

چائے بھی پینے لگا۔

اتنے میں مکان کے باہر کارکن کی آواز سنائی دی۔ ایاز کھڑا ہو گیا

شاہد ظہیر کے ابو رات آگئے ہیں۔

وہ اٹھ کر دوسرے کمرے میں آیا۔ مقوڑی ہی دیر بعد نصیر الدین

دونوں اندر داخل ہوئے ظہیر نے آگے بڑھ کر ان دونوں کا خیر مقدم کیا

اور ساتھ ہی انہیں ایاز اور سحر سے متعارف کرایا۔ نصیر شاذیہ کے پاس آیا اور بے پناہ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا
مبارک ہو بیٹی!

لفظ بیٹی پر شاذیہ چرتکی اور دبی دبی مسکراہٹ میں اس نے ان کو مبارکباد کا جواب دیا۔ نصیر جھک کر بچے کو چومنے لگ گیا۔ نسیم نے فخریہ انداز میں نصیر سے کہا۔

اب تمہاری کیا رائے ہے بیٹا! اب تو تمہارے والد بھی تمہیں لینے آگئے ہیں نصیر نے کہا

جو ہوا سو ہوا سب اسے بھول جاؤ۔ اب تم دونوں اپنے گھر چلو میں ————— میں سچے دل سے شاذیہ کو اپنی بہو تسلیم کرتا ہوں

یہ میری بیٹی ہے، میری بہو ہے

بچہ میرا پوتا ہے اور اس گھر کا مالک ہے۔ بھول سب سے ہوتی ہے سوہم سے بھی ہوتی۔

نصیر اور شاذیہ دونوں مسکرا رہے تھے

نصیر ان دونوں کی طرف دیکھتے ہوئے حیرت سے بورے

اورے تم دونوں خاموش ہو کچھ منہ سے تو بولنا، اگر تم کہتے ہو تو میں اٹھ کر تم دونوں سے معافی بھی مانگ جیتا ہوں، ہم مارے تم دونوں جیت گئے نصیر نے بڑی انکساری سے کہا۔

اس کی کوئی ضرورت نہیں ابو!

تو پھر کچھ جواب تو دونا

جیسا آپ کہیں گے ہم دلیبا ہی کیہیں گے

تو پھر اٹھ گھر چلیں۔ شاذیہ اور بچے کو کار میں سے جلتے ہیں تم جا کر

ٹرک لے آؤ اور سامان بھی سارے چلتے ہیں یہ مکان کر لئے پر چڑھا

دیں گے۔ نصیر کھڑا ہو گیا اور ایاز کی طرف دیکھا

اٹھ ایاز پھر ٹرک لے کر آئیں

کرے سے نکلی کر دونوں ڈرائنگ روم میں آئے ایاز نے بدر سے کہا

چلو چلیں

بدر کنڈل کو اٹھا کر ان کے ساتھ ہولی ایاز کی گاڑی میں پیسے وہ ٹیکسی

سینڈ پیر آئے بدر کو وہاں اتار دیا گیا بدر نے کنڈل کو بھی اپنے پاس رکھ

لیا تھا ایاز اور نصیر ٹرک کا بندوبست کرنے کے لئے چلے گئے۔

اُن کو دی شیشہ اپنے سامنے درست کر لیا اور ان پر نگاہ رکھ دی۔
یہ جوڑی کے سامنے انہوں نے اسے بین ورد سے بائیں جانب مڑنے
کو کہا وہ ایک کچی سڑک تھی اور اندھیرے میں خبر نہیں کہ صحر کو جاتی تھی
ایاز صاف انکار کر گیا۔

پس اتر جاؤ میں ادھر نہیں جاؤں گا

ان میں سے ایک نے پستول نکال کر ایاز کی گردن پر رکھ دیا
نیچے اتر دیں بتاتے ہیں تمہیں کہ کیسے تم آگے جانے سے انکار کرتے ہو
ایاز نے اپنے پاؤں کے قریب بڑا ہوا جیک کا آہنی ہینڈل بڑی
آہستگی سے اٹھایا اور دروازہ کھول کر فوراً باہر آکھڑا ہوا جس بدعاش
نے پستول پکڑ رکھا تھا جو نہی وہ باہر آیا ایاز نے کھلے ہوئے دروازے
کے پیچھے سے ہاتھ ہرا کر ہینڈل اس کے ہاتھ پر دے مارا پستول اس
کے ہاتھ سے گر گیا ایاز نے لگاتار تین ہینڈل اس کی پیچھے مارے کہ دن
اور راتوں پر دے مارے وہ مڑھال ہو کر زمین پر گر گیا ایاز نے
پستول اٹھا کر اپنی جیب میں ڈال لیا

دوسرا بدعاش چونکہ ہو گیا تھا اس نے دوسری سمت اترنا چاہا
گردہ دروازہ بند نہا نا چاہا وہ اسی طرف آیا مگر ایاز کو دروازے
کے سامنے کھڑا دیکھ کر وہ پھر اندر ہی دیک گیا اس کے ہاتھ میں ایک
لباسا خنجر تھا

رات گیا رہ بجے جب وہ نشاط روڑ سے ہوتا ہوا گھر جا رہا تھا کہ
دو جوانوں نے ہاتھ ہرا کر اسے روکا ایاز نے ٹیکسی روکی اور سر باہر
نکال کر پوچھا

کہاں جا رہے بھائی؟

وہ دونوں پیسے دروازہ کھول کر اندر بیٹھ گئے بعد میں برابر دیا
یہ جوڑی کیسے

نئی یا پرانی؟

ایک ذرا اکھڑے ہوئے مزاج میں بولا

نئی۔ جدھر جا رہے ہو۔

ایاز کو ان سے خطرے کا برا رہی تھی اس نے گاڑی کی ساری لائٹیں

وہ زمین پر گر گیا۔

ایاز نے پھر اسے اٹھایا اور اس کا بازو پکڑ کر اسے گھاتے ہوئے
اس نے اس بد معاش کا سر ٹیکسی کے دروازے پر دے مارا
رات کی تاریکی میں بد معاش کی کراہ بلند ہوئی
ہائے میرا اللہ مر گیا

ایاز نے اس کی گردن پر زور سے مکا مارا
بد معاشی اور ادباشی بھی کرتے ہو اور ہائے اللہ بھی پکارتے ہو
ایاز نے اسے پیچھے کھینچا اور ایک بار پھر اچھی خاصی توانائی
کے ساتھ اسے گاڑی پر دے مارا

وہ بد معاش پھر کراہ اٹھا اور ہانپتے ہوئے کہا
خدا کے لئے معاف کر دو ہیں کیا خبر تھی تم اتنے غور و فکر کرو گے وہ
بد معاش جب دوسری بار گاڑی سے ٹکرایا تو اندر سویا ہوا کنوڑا جاگ
اٹھا اور رونے لگا

ایاز نے اس بد معاش کو سب دھاکیا اور اس کا گہر بیان پکڑ لیا
بتاؤ آج تک تم دونوں نے کتنے بے گناہ ٹیکسی ڈرائیوروں کو لوٹا ہے
اس نے ایاز کے ہاتھ پکڑ لیے
ہم نے آج تک کسی بھی ٹیکسی ڈرائیور کو نہیں لوٹا
ایاز غصے میں آگیا۔

ایاز ایک طرف ہٹ کر کھڑا ہو گیا

باہر آ جاؤ میں تم پر گاڑی سے نکلنے ہوئے وار نہیں کروں گا۔ جو نہی آیا
پیچھے ہٹا وہ باہر آ گیا اور خنجر ہوا میں لہرانے لگا۔
ایاز نے طنز کیا

بچے! فلموں جیسی ایکٹنگ نہ کرو مجھے صرف پستول کا خطہ تھا۔ تم جیسے
خنجر رکھنے والے بھوکے اور گھٹیا بد معاش میں نے بہت دیکھے ہیں۔
ایاز نے اسے کاہینڈل پھینک دیا اور آگے بڑھا۔
چلاؤ خنجر دیکھتا ہوں کیا بگاڑتے ہو تم۔

اس بد معاش نے ایاز پر ایک بھر پور وار کیا ایاز اپنی جگہ پر پٹکے کی
مانند تیزی سے گھوم گیا اور خالی چلا گیا تھا۔ وہ بد معاش کچھ پریشان
سا ہو گیا تھا رات کی تاریکی میں ایاز کا خوفناک اور مہیب قہقہہ بلند ہوا
پس کتے کی اولاد!

اس غصے نے جب جو تھی بار وار کیا تو ایاز نے جھپٹ کر اس کا
ہاتھ پکڑ لیا اور اسے اس قدر تیزی اور زور سے مروڑا کہ اس کا
سر زمین کی طرف جھک گیا۔ ایاز نے اس کے ہاتھ سے خنجر کھینچ کر درد
پھینک دیا ساتھ ہی اس نے اپنی کہنی کی ایک بھر پور ضرب اس کی
پیٹھ پر لگائی۔

پچھے رہنا بد معاش۔ ادباش۔ حرام خود

اچھا اٹھاؤ اپنے ساتھی کو

اس نے اپنے ساتھی کو اٹھا کر کھڑا کیا وہ ابھی تک نڈھال تھا اور نیم بہوشی کی حالت میں تھا اس نے فکر مند سے ہیچے میں کہا لو ہمارے تم نے تو شاید اس کی مکر توڑ دی ہے۔

تم دونوں رہتے کہاں ہو

ملکسالی

ایاز نے گاڑی کا دروازہ کھول دیا

بیٹھو دونوں میں تمہیں چھوڑاؤں

وہ کانپ گیا

ہنیں نہیں تم نہیں تھانے لے جاؤ گے

فجر پر اعتماد رکھو۔ میں ہرگز ایسا نہیں کروں گا

اس نے پھر منت کی

تم ہمیں یہیں اسی حالت میں ہی چھوڑ جاؤ تو تھاری مہربانی ہے

ایاز دروازہ کھول کر گاڑی میں بیٹھ گیا

تمہاری مرضی ہے اور ہاں تم دونوں کے نام کیا ہیں

مسعود اور احسان

کنوڑا ابھی تک رو رہا تھا ایاز نے اسے گود میں لے کر بچکارا

کیا بات ہے بیٹے؟

تم ایسے نہیں بناؤ گے۔

ایاز اپنے دونوں ہاتھ اس کی گردن پر لے گیا اور اس کا گلہ دبانے لگا وہ چلا اٹھا

بنانا ہوں۔ بنانا ہوں۔ مجھے یوں نہ مارو۔

ایاز نے اپنے ہاتھ ڈھیلے کر دیئے۔

بننا پھر

ہم نے کسی بھی ٹیکسی کو آج تک نہیں لوٹا، ہمیں تو اس بدعاشی شوکت نے

جسے لوگ شیش ناگ کہتے ہیں اس شرط پر ایک ہزار روپیہ دینا کیا تھا

کہ ہم تمہیں خوب مادی پستول بھی ہمیں اسی نے دیا تھا۔

ایاز ٹیک بھر لہ پھیرا اس کے منہ پر مار دیا

ذلیلو! تم تم دونوں نے ایک انسان کی قیمت صرف ایک ہزار روپیہ

لگائی کسی قدر رستہ اور انداز جان لیا ہے تم لوگوں نے انسان کو

بناؤ اب کیا حشر کروں تمہارا

اس نے ہاتھ جوڑ دیئے

معاف کر دو۔ پھر کبھی ایسی غلطی نہ کریں گے

تم لوگوں کا کیا اعتبار

پیدا کرنے والے کی قسم کھاتا ہوں کہ کبھی اس کا روبرو کی طرف دھیا

نہ دیں گے۔

شاہنشاہ اب ایک چابھی دو

کنوڑ نے اپنے ہونٹ اباز کے ہونٹوں پر دکھ کر علیحدہ کر دیے

بچ (بس) البر!

بس بیٹے! اباز نے اسے اپنے ساتھ بٹھا لیا اور گاڑی گیٹ سے
باہر نکل گئی

اباز نے گاڑی سٹینڈ پر کھڑی کی بدر بھاگتی ہوئی آئی اور
دروازے میں سے سر اندر لے جا کر اباز کو سیٹی میٹھی نکا ہوں سے
دیکھنے لگی۔

اباز نے کوئی اثر نہ کیا بدر بکھج گئی اور اس ہو کر رہ گئی
اباز نیچے اترا اور شرکت کی گاڑی کے پاس آ کر اس نے بڑی تہمت
سے کہا۔

باہر آؤ

شرکت چپ چاپ باہر آ گیا اباز نے پھر کہا

میں نے تمہارا کیا بگاڑا ہے

شرکت گھبرا گیا

کچھ بھی تو نہیں

پھر تم میری جان کیوں لیتا چاہتے ہو۔ بدر سر سے پاؤں تک کانپ گئی

شرکت نے کانوں کو ہاتھ لگائے

کنوڑ نے سسکارتے ہوئے ان بد معاشوں کی طرف اشارہ کیا

وہ مارتے (مارتے) ہیں البر!

اباز نے اسے چھاتی سے لگا لیا

میں نے انہیں مارا ہے بیٹے!

کنوڑ نے اس کے کندھے پر سر رکھ دیا

تم نے مارا البر!

ہاں بیٹے میں نے انہیں مارا ہے

وہ لوتے (روتے) ہیں البر!؟

ہاں بیٹے وہ روتے ہیں

کنوڑ تالی بجانے لگا

البر جو ہنسنے (سوہنے) البر جو ہنسنے (سوہنے) اباز نے گاڑی چلا دی

دوسرے روز اباز نے صبح سویرے ہی گاڑی نکالی اور کنوڑ کو اپنی

گود میں لیتے ہوئے کہا

بیٹے کہو بسم اللہ

کنوڑ اس کی طرف ٹکٹکی باندھے دیکھنے لگا

کہو نا بیٹے! کہو بسم اللہ

کنوڑ نے تو تلی زبان میں کہا

بچلا

توبہ توبہ میری توبہ میں کس طرح اتنی بڑی جرأت کر سکتا ہوں

ایاز نے جیب سے پستول نکال کر اسے دکھایا

یہ پستول کس کا ہے بد نے ہائے اللہ کہہ کر چھاتی پر دونوں ہاتھ رکھ دیے

پتہ نہیں کس کا ہے

ایاز کا مزاج برہم ہو رہا تھا

تم مسعود اور احسان کو بھی نہیں جانتے ہو

برگزنہ نہیں جانتا

تم نے انہیں ایک ہزار روپے کے لالچ میں مجھے مارنے کو نہ کہا تھا بد

پھر دھیمے سے بڑ بڑائی ہائے میں مر گئی

ایاز نے پورے زور کا ایک گھونسہ اس کے جھڑے پر دے مارا

ذیل کتے پسچ بٹاؤ ورنہ آج میں نہیں کچا چبا جاؤں گا شوکت زبین

پر گر گیا ایاز نے اسے اٹھایا اور درخت سے بٹخ دیا

ابھی دفت ہے سچ بولو ورنہ پیسے کو رکھ دوں گا شوکت چپ رہا

ایاز غصے میں پھر گیا اور اس کے سرہ گردن کے پھٹوں اور پیٹ میں

اس نے سخت آہنی اور فولادی ٹکڑے کرین لٹکائی ساتھ ہی وہ زور سے

دھکا دیا

دیکھا ہوں کیے نہیں بتاتے

شوکت اس کے پاؤں پر گر گیا میں بھی اوتھ بھی دونوں ٹیکسی ڈاؤں

ہاں اہل بن نہیں سمجھا نہ تھا۔ صاف کہ دو غلطی ہو گئی تھی آج سے

ٹینڈ پر میں تمہاری بالادستی تسلیم کرتا ہوں۔ میں غلطی پر تھا۔

ایاز نے اسے اوپر اٹھایا

اے ہی مان جانے توبہ توبہ ہی کیوں آتی اب بتاؤ میں نے تمہیں

یاد دلوا دیا ہے جس کا تم یہ انتقام لینا چاہتے تھے شروع شروع میں

ہمارا رہتا تھا جرح جھگڑا ہوا تھا وہ بھی تمہاری ہی غلطی تھی۔

شوکت نے ہاتھ جوڑ دیئے اب ختم میرے بھائی ہو تمہارے خلاف

کچھ کر دوں تو اپنے باپ کا بیٹا نہیں جو ہوا سو ہوا۔ اب مجھے سب کے

سامنے ذلیل نہ کرو۔ میں وعدہ کرتا ہوں آئندہ ایسی کوئی غلطی نہ کروں گا

اب مجھے جانے دو وہ دیکھو سواریاں آگئیں ہیں اور بھر بھی میرا ہے ایاز

نے اسے جھوٹ دیا اور وہ سواریاں لے کر چلا گیا۔ ایاز دوبارہ اپنی گاڑی

میں آکر بیٹھ گیا کنوڑا اندر بیٹھا کھلونوں سے کھیل رہا تھا۔

بد بھی آکر بیٹھی سیٹ پر بیٹھ گئی اور گاڑی کے سارے پردے

کھینچ کر اس نے بڑے پیار سے پوچھا

کیا بات ہوئی ہے ایاز!

ایاز نے تنہی اور غصے میں کہا

تہیں اس سے کیا تم میرے معاملات میں مت دخل دیا کرو

بد بھگ گئی اور انسر دگی سے پوچھا

تم مجھ سے کیوں ناراض ہوتے ہو۔ میں نے کیا کیا ہے؟
ایاز نے طنز اُکھا۔

تم نے کچھ نہیں کیا۔۔۔ تم نے۔۔۔ تم نے میری زندگی برباد
کر دی ہے

میرا سکون لوٹ لیا۔

مجھے دل کا مریض بنا دیا ہے

میرا لبا لبا یا گھر تباہ کر دیا

مجھے سبز باغ دکھا کہ اندھے کنویں میں پھینک دیا ہے

مجھے رنگین محلوں کے مناظر دکھا کہ ٹوٹے مزاروں میں پھینک دیا ہے

بدر نے پردہ ہٹا کر شیشے میں سے باہر دیکھا اور اوگرد دیکھتے

ہوئے کہا۔

جان! راضی ہوتے ہوتے پھر ناراضی ہو جاتے ہو

ایاز پھر برس بڑا

میں کسی کی جان نہیں

میں تم سے کوڑا راضی نہیں

میرا تم سے کوئی واسطہ نہیں

بدر رو پڑی

تم سے نہیں واسطہ تو اور کس سے ہے؟

نہاری جو میری تم میرے شوہر ہو۔ رہی ناراضگی تو وہ سب میں
ہوتی رہتی ہے

زادہ پھر گیا

باتہارا شوہر نہ تم میری جو میری۔ اگر۔۔۔ اگر ایسا ہوتا تو

۔۔۔ تو تم مجھے جھوڑ کر نہ چلی جاتی۔

نہ شوہر پر ایک آشنا کو ترہ جیج دی

بے شریک حیات پر اپنے عاشق کو ترہ جیج دی

نہ شوہر کو جھوڑ کر تم اپنے یار کے پاس چلی گئیں اور اپنی عزت

رعیت کی بھی پرواہ نہ کی

بدر دتے دوتے چلا پڑی

جھوٹ اور بہتان ہے۔

نہت اور الزام ہے ایاز

برا کوئی عاشق اور آشنا نہیں

برا کوئی یار اور دوست نہیں میرے سب کچھ ہی تم ہو شادی کے

بدر میرا امن صاف اندھا ک ہے۔

ایاز پتہ نہیں آج کیوں اس قدر غصہ کر رہا تھا

تم غلط کہتی ہو

تم جھوٹ بولتی ہو۔

تم فاحشہ اور بے آبرو ہو۔

تم بدکار اور آوارہ ہو

بدر نے ایک زوردار تھپڑ ایاز کے منہ پر دے مارا
یہ جھوٹ ہے، میں فاحشہ بے آبرو بدکار اور آوارہ نہیں
ایاز نے دکھ سے کہا۔

بس یہی کسر رہ گئی تھی جو آج تم نے پوری کر دی ہے، بدر زور زور
سے رونے لگی۔ اتنے میں چار سواریاں آگئیں جتلیں بدر نیچے اتر گئی اور
سواریاں گاڑی میں بیٹھنے لگیں ناظم اور منو سبھی ہوٹل سے نکل کر اس طرف
آ رہے تھے بدر کے پاس آکر ناظم نے بڑی ہمدردی سے کہا
جھگڑا ہوا ہے ایاز سے؟

بدر آنسو پونچھتی ہوئی اور روتی ہوئی درخت کے پاس جا کھڑی ہوئی
یہ نہی رعب ڈالتا رہتا ہے اور ناراض ہوتا ہے
ناظم نے پریشانی سے کہا

ایاز بیٹا البتہ نہیں وہ سوچ میں ڈوب گیا بدر سوچتی تھی اور ایاز
گاڑی سے جا چکا تھا۔

اپر مال پر ایاز سواریوں کو اتار کر جب واپس لوٹ رہا تھا تو
اس کا ذہن پھر بھٹکانا شروع ہو گیا تھا۔ بدر سے جھگڑے کے باعث
وہ پہلے ہی ذہنی طور پر مخدوع تھا اور اب تو بیڈن روڈ کا موڑ بھی

ایک تھا

ذہن چلاتے لگا تھا،

زندگی کا مہیت اور دہشتناک موڑ

ناروڈ؟

کا بھانک اور غرناک موڑ

کے ذہن میں پھر تصویروں کا چکر چل گیا تھا

بدر اور کبھی سحر دونوں نے اسے مفلوج کر دیا تھا اس کے
بل اور دھندلائے ہوئے ذہن کے کسی جاگنے ہوئے پہلو نے

تھوکر لگائی۔

جھوٹ اور فریب ہے تمہیں اب سحر سے کوئی محبت اور لگاؤ نہیں
اجد بے آپ ہی آپ ختم ہو چکا ہے تم — بدر سے بے پناہ

ت کرتے ہو۔

بلک دہ گھر سے بھاگ گئی

بلک ہے اس نے تمہیں دھوکہ دیا

ہر — پر اس کے باوجود تمہیں اس سے محبت ہے اس کے
بیز تم زندہ نہیں رہ سکتے۔

وہ تھاری منزل اور آواز دے

وہ تنہا ہی بیوی اور غمگسار ہے۔

وہ تنہا رہی جانے ہے۔ تنہا رہے بغیر وہ ادھوری ہے تم اس کے بغیر
نا مکمل ہو۔

وہ شبنم ہوتے ہوئے بھی پیاسی ہے وہ تم سے قریب ہوتے ہوئے
بھی دور ہے۔ اب بھی وقت ہے اس کا ہاتھ تھام لو اور اسے گلے
لگا لو۔ وہ تنہا ہی بیوی ہے۔

تنہا ہی عزت اور آں ہے

کب تک وہ رہی بھٹکتی رہے گی

کب تک اس طرح ٹھوکریں کھاتی رہے گی۔

کسی کی بیوی ٹیکیاں صاف کرتی پھرے براہی بات ہے

ملے ٹکے کی مزدوری کرتی رہے۔ یہ کوئی شرافت ہے

وہ ——— وہ تو ایک کروڑ پتی کی لڑکی ہے ناز و نعم میں پلی ہوئی

ایک آرام طلب دو شیر ہے

وہ خوبصورت اور حسین ہے لاکھوں میں نہیں کروڑوں میں ایک

وہ برکشش ہے پتھروں کے ڈبیر میں چمکتا ہوا ایک موتی

وہ پیار کی سیپ ہے

وہ چاہت کا مار ہے۔

وہ اکیلی ہی تو نہیں بھٹکی رہزاروں میں لاکھوں لڑکیاں بھٹک جاتی

ہی نرس کا پیشہ کتنا عظیم ہے مگر نرسیں بدنام ہیں لوگ کہتے ہیں کوئی
ہی نرس ہو جس کی عزت بھی سوئی ہو کالج کی لڑکی کے متعلق کیا کچھ
نہیں کہا جاتا۔ اس پر بھی جنسی بے ماہروی کی کہانیاں تراشی جاتی ہیں
اپر پوسٹس! اسے دیکھو لوگ اس پر بھی کیا کیا اور کیسے کیچڑا جاتے
اور تھپتے ہیں۔

اس کے ذہن نے اسے اور بری طرح کھینچی

آج اس نے ٹھیک کیا ہے تمہیں بھٹکا مارا ہے تم — تم نے کیوں
اسے ناصحتہ، بے ابرو بدکار آوارہ کہا۔

آج کئی روز سے وہ تمہیں کہہ رہی ہے کہ میری پوری کہاں تو سنو

تم نے اس کی بات پر کبھی دھیان نہ دیا

تم نے اس کی پوری کہاں کی کبھی سنی؟ ہو سکتا ہے گھر سے بھاگنے میں

کوئی راز ہی ہو۔

کوئی مجبور ہی ہی ہو۔ وہ پہلے ہی زندگی میں کافی ٹھوکریں کھا چکی ہے

زندگی میں لاکھوں لڑکیاں بد رکی مانند بھٹکتی ہیں اور ٹھوکرے کھاتی ہیں

ان کی بھی تو کسی سے شادی ہوتی ہی ہے نا

نرسیں بدنام ہے آخر وہ بھی تو کسی کی بیوی بنتی ہے نا

کالج کی لڑکی پر گندگی کا لیبل لگایا جاتا ہے پر وہ بھی کسی کی شریک حیات

بنتی ہے۔

ایر ہوسٹس پر لرگ کیچڑ اچھالتے ہیں وہ بھی ترکسی کی بیٹی اور بہن ہوتی ہے۔

ابھی وقت ہے کچھ نہیں کیا، بدرد کو سنبھال لو اسے جگہ جگہ دھکے نہ کھاتے دو تمہیں یہی خطرہ ہے کہ محلے والے اس کو دھان نہ رہنے دیں گے۔ جہنم میں جاؤں رتم اپنا مکان کر اسے پردے کر نہیں اور کہ اٹے کا مکان لے لو اور بدرد کے ساتھ سکون، آرام، عیش کی ازدواجی زندگی بسر کرو یہی تمہاری آرندو ہے یہی تمہارا خواہش ہے

تمہارے زخمی دل کا علاج یہی ہے۔

تمہارے منتشر ذہن کو بحال کرنے کا یہی ایک طریقہ ہے

ایاز زور سے چلا یا

بدرد! میری جان! میری روح تم کہاں ہو؟

کنو! اس کی چیخ سے جاگ اٹھا سونے ہی بیڈن ردڈ کا موڑ آ گیا ہوا تھا ایاز کا ذہن بھٹکا ہوا تھا اسے کچھ ہوش نہ تھا ٹیکسی بڑی تیزی سے جا رہی تھی موڑ پر آکر اس کا ذہن اور کبھر گیا اور فوراً اس نے گاڑی کو بریک لگا دیا پیچھے سے ایک تیز رفتار گاڑی اسکی ٹیکسی سے آکر زور سے ٹکرائی اور ایک ڈھکاکہ ہوا، ایاز کی ٹیکسی الٹ گئی، کنو موقع پر ہی مر گیا، ایاز کے پیچھے چڑھیں، ایک شخص اور بیہوش ہو گیا، تباہت سے ٹیکسی ڈرائیور اتار کر گاڑی کے گرد جمع ہوئے، اور ایاز کو اُتار نکالنے کی کوشش کرنے لگے۔

سینڈ پیر درخت کے نیچے تنے سے ٹیک لگائے اور اپنا سر گھٹنوں میں چھپائے، بدرد دور ہی تھی کہ ناظم اور منو دونوں بھاگتے ہوئے آئے وہ سخت گھبرائے ہوئے تھے، ناظم نے آتے ہی اسے جھنجوڑا

بدرد! او بدرد!

بدرد نے سر اُپر اٹھایا اس کی آنکھیں سرخ اور سو جھی ہوئی تھیں، منہ لبوڑتے ہوئے اس نے پوچھا

کیا ہے؟

کچھ سنا تم نے ایاز بچا رہے کا ایکسیڈنٹ ہو گیا ہے

بدرد پریشان ہو کر کھڑی ہو گئی اور دل پر ہاتھ دھکتے ہوئے پوچھا
ہائے میرے اللہ کہاں ہوا ایکسیڈنٹ

بیٹن روڈ پر اس بچہ کے پاس سے گزرا اور خود بھی کافی زخمی ہوا
 بدرگم سم، جبران اور شند کھڑی رہی اس نے کوئی جواب نہ دیا
 بچہ ری پر سکتہ طاری ہو گیا تھا ناظم نے اسے پکڑ کر بلایا
 کہاں کھو گئے ہو، جلد ہسپتال چلیں وہ دونوں اسے کھینچتے ہوئے مڑک
 پرے آئے اور رکشہ میں بیٹھ گئے، بدر بھی تنک کھوئی کھوئی سی تھی
 ہسپتال آکر وہ پوچھتے بچہ اتنے ایاز کے پاس پہنچے وہ ایک عیوہ
 کمرے میں بیٹھ پر پڑا تھا اس کے ارد گرد ناظیر، شانیر، نصیر اور
 نسیم بیٹھے تھے اور اس کے سر کے اوپر سحر کھڑی غور سے اس کی
 طرف دیکھ رہی تھی اس کی بھی آنکھیں سرخ اور سو جی ہوئی تھیں رتی
 رہی ہوگی بچہ ری بدر بھی ناظم اور منور کے ساتھ ایک طرف جا کر کھڑی ہوگی
 سحر چند لمحوں تک بدر کو گھورتی رہی پھر اس کے چہرے پر پریشانی
 اور حیرانگی کی موٹی تہہ جم گئی شاید وہ بدر کو پہچان گئی تھی بدر ایاز
 کے سر ہانے آکر کھڑی ہوئی بڑی ہی بچہ گی اور مایوسی کے ساتھ وہ
 ایاز کو ٹٹکلی باندھے دیکھنے لگی۔
 وہ جھیل کی طرح خاموش ————— اور ————— اور —————
 ستاروں کی مانند چپ تھی۔

وہ اس سمندر کی طرح کھڑی تھی جس کی تہہ میں سبز اردوں خروناک
 مہیب اور تباہ کن طوفان چل رہے ہوں مگر سطح ابھی تک پرسکون ہے

————— پھر ————— آپ ہی آپ طوفان چل نکلا
 سطح متزلزل ہو گئی۔

پسے بدر کی آنکھیں بھیگ گئیں پھر آنسوؤں کا ایک سوتا پھوٹ نکلا اس
 کی خوبصورت سیاہ آنکھیں ہائے اللہ جیسے جھیل کے بندھ ٹوٹ گئے
 ہوں اور کئی دیر ایک ساتھ بہہ نکلے ہوں ممکن تھا وہ دعا میں
 مارا کہ ایاز سے پٹ جاتی پر اتنے لوگوں کی موجودگی کو دیکھتے ہی وہ
 بچہ ری ضبط کر گئی اور آنسو پونچھتی ہوئی فرش پر اس طرف جا کر بیٹھ
 گئی جہاں ناظم اور منو بیٹھے ہوئے تھے سحر کو اس کی حالت دیکھ کر
 عجیب سا دکھ ہوا تھا بدر بھی سحر کو پہچان گئی تھی مگر اسے تو اپنے
 آپ کا ہوش تنک نہ تھا کسی سے وہ بات کیسے کرتی۔

شام تک وہ بے سدھ سی رہیں بڑی رہی اس وقت وہ چونکی
 جب ناظم نے اسے جھنڈا۔
 اٹھو اب چین کافی دیر ہو گئی ہے۔
 بدر نے آنکھیں کھول کر دیکھا باہر اندھیرا چھا گیا تھا اور کمرے کی بجلی
 آن تھی اس نے ناظم سے کہا

تم دونوں جاؤ

اور تم؟
 میں یہیں رہوں گا۔

تعبیر بھی کھڑے ہو گئے اور ظہیر سے کہا
اب چلنا چاہیئے

ظہیر نے فکر مندی سے پوچھا

یہاں کون رہے گا

سحر فوراً بول پڑی

میں نے آج اپنی نائٹ ڈیوٹی لگوائی ہے میں رات ان کے پاس ہی

رہوں گی۔ آپ لوگ بے فکر ہو کر چلے جائیں۔

بدربھی اٹھ کر ان کے پاس آکھڑی ہوئی

ایاز کے پاس رات کو میں رہوں گا

ظہیر نے حیرت سے پوچھا

تم رہو گے؟

ہاں آپ کو کوئی اعتراض ہے کیا؟

اعتراض تو نہیں۔ میرا مطلب ہے جب سحر یہاں رہ رہی ہے تو پھر

تمہارے یہاں رہنے کی ضرورت نہیں۔ ایاز کی آنکھیں کھلی تھیں اور وہ

ٹانگی باندھے بدرب کو دیکھ رہا تھا۔ بدرب نے پھر کہا

آپ ایاز سے پوچھ لیں جس کا نام وہ لے گا وہی اس کے پاس رہے گا

ظہیر نے فوراً ایاز سے پوچھ لیا

رات تمہارے پاس کس کو چھوڑیں ایاز !

اس نے ابھی جواب نہ دیا تھا کہ بدرب نے منت کے انداز میں اپنی چٹائی

پر اپنے دونوں ہاتھ جوڑ دیئے۔ ایک لمحہ کے لئے ایاز کے لب مسکرا

اٹھے اور اس نے بچی سی آواز میں بدرب کی طرف اشارہ کر دیا

میرے پاس رات کو یہ اکیلا ہی کافی ہے۔

بدرب کے ہونٹوں پر بھی مسکراہٹ کھیل گئی۔

سب لوگ چلے گئے۔ سحر ابھی تک وہاں کھڑی تھی وہ بھی سر جھکاٹے

آہستہ آہستہ باہر نکلی اور دروازے کے پاس آکر وہ مڑی اور ہاتھ

کے اشارے سے بدرب کو باہر بلایا۔ بدرب اس کے پاس آکھڑی ہوئی۔

کیا بات ہے؟

سحر نے دکھ سے کہا۔

مجھے بھی ناراضی تو نہیں پہچان گئی ہوں۔ تم بدرب۔

میں بھی نہیں پہچان چکی ہوں

تم نے یہ کیا حالت بنا رکھی ہے

بدرب اس ہو گئی

یہ ایک لمبی داستان ہے

وہی تو میں سننا چاہتی ہوں۔ تم ذرا میرے ساتھ ڈیوٹی روم میں آؤ

بدرب نے فکر مندی سے کہا

ایاز اکیلا ہے میں کیسے چھوڑ کر اسے جاؤں میں اسے ذرا دیکھ لوں

دیکھتے ہیں، کبھی انگلش اور کبھی اردو پنجابی اب اس موقع پر ہم
بھی ساتھ ہوتے تھے میں چار بھائیوں کی اکیلی بہن ہوں جو سب اپنے
کاروبار کی دیکھ بھال کرتے ہیں، اب لازمی طور پر اس ماحول کا اثر
مجھ پر بھی ہوا اور میں بھی فلموں کی اندھی شوقین بن گئی

میرے والدین کی دوسری غلطی یہ ہے کہ انہوں نے مجھے ڈاکٹری
پڑھنے کو لائپور سے یہاں تو بھیج دیا مگر کبھی میری خبر نہ لی صرف
خط و کتابت یا ٹیلیفون پر ہی بات سہ جایا کرتی ان کا خیال تھا کہ زمانہ
بڑا ایڈوانس ہو گیا ہو اسے ان کی بیٹی ماڈرن ہے اور وہ اپنے
متعلق خود بہتر فیصلہ کر سکتی ہے ان کی اس سوچ نے مجھے بھی زیادہ
ڈپریس کر دیا اور میں اپنی حدود کو بھلا گیا کر آگے نکل گئی یہ تو ہے
معاشرے کے ایک پہلو کی دیکھتی رنگ، اب دوسرے پہلو کی جانب
اُڑ رہی ہوں وہ مرد ہیں، ہاں وہ بے غیرت مرد جو معصوم بڑکیوں کے
گرد گناہ کے جال بنتے ہیں انہیں بھانسنے کے لئے طرح طرح کے جال
بنتے ہیں۔

کبھی بہن بنا کر جال پھینکتے ہیں۔
گاہے اس کی خواہش اور دیرینہ آرزو کے مطابق لاپٹ دے کر اسے
بھانسنے کی کوشش کرتے ہیں
اسی پہلو ہی کا عکس وہ بڑکیاں بھی ہیں جو — جو میری طرح

بچہ چھڑ کر اُڑ گئی۔ مجھے بتا جاؤ تمہارا کمرہ کہاں ہے یا زکا تم نہ
نہ کر داس کو کوئی اتنی خطرناک چوٹیں نہیں آئیں۔ بچ گیا ہے زیادہ
سے زیادہ چار پانچ دن ہسپتال میں رہے گا پھر فارغ کر دیا جائے
گاموہ بالکل ٹھیک ہے تم آؤ میرے ساتھ
بدر نے گردن جھکا لی

چلو پھر
ڈیوٹی روم میں آکر وہ آمنے سامنے کرسیوں پر بیٹھ گئیں۔ سحر
نے ایک لمبا سانس لیا اب سناؤ اپنی داستان
بدر نے روتے دھوتے پوری کہانی کہہ دی
سحر غمزہ مہر گئی اور گردن جھکا لی

میت دکھ اٹھائے ہیں تم نے تم رمضان کی باتوں میں آئی ہی کیوں
بس بھول جو ہوئی اور وہ بھی زندگی کی پہلی اور آخری بھول، اس میں تو
صرف میرا نہیں معاشرے کے اور میت سے ہاتھوں کا بھی ہے مثلاً
سب سے پہلے آتے ہیں میرے ابو اور آتی ہیں ایک ایسے باپ کی
بیٹی ہوں جس کا شمار ہمارے ملک کے ان خاندانوں میں ہوتا ہے جنہیں
لوگ بائیس خاندان کہہ کر بلاتے ہیں ایک ایسے گھر میں میں نے جنم
لیا جہاں گھر کے ہر فرد کے لئے ایک علیحدہ کمرہ ہوتا ہے اب اس میں میرے
ماں باپ کا قصور یہ ہے کہ وہ اگر ہر روز نہیں تو ہر دوسرے روزہ فلم فرد

بے ادراک کے دل میں مہیاں بیوی کے رشتے کا تھوڑا بہت بھی
جذبہ ہے تو میں ضرور خود ان سے صلح کرنے میں کامیاب ہو جاؤں
گرا آخر وہ میرے شوہر ہیں آپس میں ناراضگی ہو ہی جاتی ہے
دیکھتے دل سے سحر نہ پوچھا
کی حقیقت میں نہیں ان سے محبت تھی یا یوں ہی سہارا لینے کی
خاطر ان سے شادی کر لی۔

مجھے ان سے اتنی محبت ہے جس کی گہرائی کا اندازہ آج تک میں خود
بھی نہیں لگا سکی۔
کیا وہ بھی تم سے محبت کرتے ہیں

بالکل کرتے ہیں۔ جب شادی کے بعد ہم دونوں اکٹھے رہتے تھے
تو وہ میرے بغیر ایک پل بھی نہ رہ سکتے تھے شادی کے پورے ایک
ماہ بعد تک انہوں نے گاڑی نہیں چلائی بس سہم وقت میرے پاس
رہتے تھے اس کے بعد جب انہوں نے گاڑی چلانا شروع کی تو وہ
شام سے قبل ہی گھر واپس آ جایا کرتے تھے حالانکہ اس سے پہلے وہ
رات گیارہ بارہ بجے گھر لوٹا کرتے تھے ان سب باتوں سے بخوبی
اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ وہ مجھ سے بے پناہ محبت کرتے تھے

اور اب؟

اب بھی انہیں مجھ سے محبت ہے

نما عاقبت اندیش اور کوتاہ عقل ہوتی ہیں۔

ہر اپنی ایک معمولی خواہش کے پیچھے مردوں کے ساتھ بہت دد رنگی
باتی ہیں اور اپنی عزت عصمت اور سب کچھ کھو کر معاشرہ میں
درخت کی ٹوٹی ہوئی ٹہنی کی مانند بن کر رہ جاتی ہیں میں بھی ان ہی
بے عزت لڑکیوں میں سے ایک ہوں جس نے ایک مرد پر اس حد تک
بھروسہ کر لیا صرف اس لئے کہ وہ مجھے غموں میں ہمردن کا کردار ادا کرے
اب میرے محلے میں بھی معاشرے کے یہ دونوں پہلو کارفرما ہوتے
ہیں میرے والدین نے اپنی کوتاہ اندیشی کے باعث مجھ میں غموں میں
ٹام کرنے کا اندھا جذبہ پیدا کیا اور ایک بے غیرت مرد نے اسی جذبے
سہارا لے کر میری عصمت لوٹ لی۔ بددلی آنکھوں سے آنسو بہ نکلتے
تھے اور وہ خاموش ہو گئی

سحر نے لہر زقی ہوئی اور انہیں پوچھا

ایازہ تم سے ناراض ہے

بدر اپنے آنسو پونچھنے لگی

ہاں

تم دونوں کی صلح کے لئے کوشش کروں؟

بد نے نفی میں سر ہلا دیا

نہیں وہ میرے شوہر اور میں ان کی بیوی ہوں اگر مجھے ان سے محبت

کیسے جانا تم نے

کبھی وہ مجھ سے راضی ہو جاتے ہیں اور کبھی بے پناہ غصے کا اظہار کرتے ہیں اس سے ان کی مجھ سے محبت واضح ہوتی ہے راضی اس لئے ہو جاتے ہیں کہ انہیں مجھ سے پیار ہے اور غصہ اس لئے کھرتے ہیں کہ میں دوسرے وہ گزر رہے ہیں ان حالات میں انہیں پیوری کے پیار اور محبت کی ضرورت ہے جو قدم قدم پر ان کی ہر ضرورت اور خواہش کا خیال رکھے مگر میں چونکہ ابھی ایسا کرنے کی پوزیشن میں نہیں ہوں اس لئے ناراض ہو جاتے ہیں

سحر نے اسے تیز لگا ہوں سے دیکھا

اگر یہ بات ہے تو وہ نہیں اپنے ساتھ گھر کیوں نہیں لے جاتے گھر کیسے لے جائیں محلے والے وہاں مجھے ان کے ساتھ رہنے ہی نہیں دیتے اس ایکسٹرا اسپلا کر جیل کے گھر سے بھاگ کر جب میں ایاز کے پاس آئی تھی تو یقیناً وہ مجھے لکھنے پر آمادہ ہو جاتے ہیں انہیں پورے حالات سناتی کہ کس طرح میں آپ کی سلامتی اور خوشی کو مد نظر رکھ کر چلی گئی تھی تو وہ صرف پہلا سا پیار اور محبت دے دیتے مگر محلے والوں نے انہیں بہت زیادہ باتیں سنائیں اور دھمکی دی کہ اگر تم اسے اپنے گھر پر رکھو گے تو ہم تمہیں بھی اس محلے سے نکال باہر کریں گے جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ انہوں نے مجبور ہو کر مجھے گھر سے نکال دیا

اگر وہ ایسا نہیں چاہتے تھے۔

اگر وہ تم سے راضی بھی ہو جائیں تو پھر کہاں رہو گے تم لوگ یا دوسری جگہ جا رہیں گے اور یہ مکان کرائے پر دے دیں گے یا یہ بھی ٹھیک ہے

بے امید ہے اب وہ مجھ سے راضی ہو جائیں گے وہ نہیں یہ ٹیکسیاں صاف کرنے کے کام سے منع کیوں نہیں کرتے بد پھر کس کو مہانے لگی

نہ کیسے کریں ناراض جو ہیں

میری طرف سے ابھی تک ان کے دل میں غبار ہے

کے ذہن میں ابھی تک یہی شبہ ہے کہ —————

اپنے کسی آشنا کے ساتھ بھاگ گئی تھی بدر سسکیاں لے لے کر نے لگی ————— وہ

مجھے بدکار اور آوارہ سمجھتے ہیں

منہ اور بے آبرو جانتے ہیں

ناہی باتوں سے ناراض ہو کر آج میں نے انہیں بھتیڑ بھی دے

راتھا۔

بر کچھ نہ کہا اس نے

رنا اتنا کہا تھا کہ یہی کسر رہ گئی تھی جو تم نے آج پوری کر دی ہے

اور انہوں نے یہ الفاظ کچھ اس انداز سے کہے تھے کہ ان کی غلش اور
آہنج اب بھی میں اپنے دل میں محسوس کرتی ہوں
سنائے تم نے ڈاکٹری کے آخری سال میں جھوڑا تھا
بدراکتو پر پھنسنے لگی

ہاں

ان بگجڑوں میں نہ بڑھتی تو آج کسی ہسپتال میں کامیاب ڈاکٹر ہوتی
بدراکتو سہمی سی بڑھ گئی

تقدیر کو کچھ اس طرح ہی منظور تھا جو ہو گیا اب تو میرا ایک ہی
مقصد حیات ہے کہ اپنے شوہر کو راضی کرنا اور پھر اس کے ساتھ
ایک کامیاب ازدواجی زندگی بسر کرنا۔۔۔۔۔ بس

یہی میری آمد و آمد مقصد ہے

میری میری منزل اور انتہا ہے۔ اب میں جاؤں ایاز کے پاس بدرنے
منت کے انداز میں پوچھا صرف چند منٹ ٹھہر جاؤ۔ ایک بات اور
بتانی جاؤ

پرچھو؟

ایاز نے تمہارے سامنے کبھی میرا بھی ذکر کیا ہے

نہیں

اگر میں یہ کہوں کہ میں ان سے محبت کرتی ہوں اور کبھی وہ بھی مجھ سے

المبت کرتے تھے۔

برکھلا گئی

بہر سکتا ہے

دیے بطرح اسے تم سے محبت ہو گئی

باہمی کیا ہو

نہیں

یہ غلط بات کہنے کا مطلب، بدرنے اسے تیز لگا ہوں سے گھوڑا
نہیں بدر! اس ڈرامے کے سیٹج پر اس کہانی کی سکین پر تم
پہلے میں نمودار ہوئی تھی یہ وہ وقت تھا کہ جب ایاز مجھ سے
پناہ محبت کرتا تھا ہم نے ایک دوسرے کو اپنی زندگی کا ساتھی
پانا تھا اور ہم ایک دوسرے کے بغیر جینے کا سوچ بھی نہ سکتے
تھے۔

ر کیا ہوا؟

ر غلاؤں میں کھو گئی

ہاں۔ بس بول سمجھو کہ دو پرزے جو ایک دوسرے سے بے پناہ

بت کرتے تھے فضاؤں میں اکٹھے پہلو سے پہلو ملائے اپنی

زبان کی طرف سفر کر رہے تھے کہ اچانک اس سفر کے دوران طوفان

ڈاکٹر امرو۔ اتنی تیز۔۔۔۔۔ اتنی تیز آنڈھیاں چلیں کہ وہ پچھلے

لے جذبات کا خیال رکھوں۔ جاؤ ——— چلی جاؤ ایاز
 ہمارا انتظار کر رہا ہوگا وہ تم سے محبت کرتا ہے، تم
 جیت گئی ہو، میں اپنی زندگی کی بازی ہار گئی ہوں۔
 بدراٹھ کہ تیزی سے باہر نکل گئی۔ سحر نے اپنا سر
 ہیز پر گرا دیا اور سسک سسک کر رونے لگی

بھٹک کر ایک دوسرے سے علیحدہ ہو گئے اور دونوں نے اپنی ایک
 علیحدہ علیحدہ کائنات بسالی۔
 کاپٹے ہوئے بدر نے برجھا
 تو تم نے شادی کر لی ہے
 ہاں شادی تو کر لی ہے مگر میں سوچا تھا میں اپنے شوہر سے
 طلاق لے کر ایاز سے شادی کر لوں گی۔
 بدر فکر مند ہو گئی اور گردن جھک گئی
 سحر کہتی رہی

مگر اب ——— اب ایک دوسرا طوفان میری زندگی میں اٹھ
 کھڑا ہوا ہے یہ پہلے طوفان سے بھی زیادہ بھیانک اور خوفناک طوفان
 ہے تم فکر نہ کرو میں تمہارے راستے کی رکاوٹ نہ بنوں گی
 تمہاری راہ میں دیوار نہ کھڑی کروں گی۔ میں ———
 میں تمہارا شوہر نہیں سوچتی ہوں جو پیارا اور محبت میں اک
 سے کرتی تھی میں اسے ہمیشہ کئے دن کو دل لگی رہیں ———
 میں ساری زندگی گیلی لکڑی کی طرح سلگتی رہوں گی ریشم
 اور خزاں زرد پتوں کی مانند محبت کے اس میدان میں
 نکل کر یہ کھاتی رہوں گی مگر تم دونوں کو علیحدہ ہوتے نہ دیکھ
 سکوں گی۔ میں زس ہوں میرا تو پیشہ بھی یہی ہے کہ دھڑلانا

بد تو پہلے ہی مجھ سے روٹھ گئی ہے اب تم بھی روٹھ گئے ہو بیٹا!
 تم میرا سہارا تھے
 تمہاری آنکھیں تو میں جی رہا تھا
 اب گھر سونا سونا اور اداس ہو گا
 یہاں سے رات کے وقت باتیں کروں گا بیٹے تم تو میری لالچی
 اور میری زبان تھوڑے
 ایاز سسک پڑا

اب کون مجھے البو جی کہہ کر پکارے گا
 دن میرے ساتھ ٹہکی میں بیٹھنے کا
 میرے منہ میں روٹی توڑ کر کون ڈالا کرے گا
 اور — اور جب مجھ پر بھر کبھی دل کا دورہ پڑا تو مجھے
 پانی کون پلایا کرے گا۔ بیٹا۔ ایاز بھی طرح سسک پڑا تھا
 اُگھڑا! میری کمر ٹوٹ گئی ہے
 میں اب بچ نہ سکوں گا۔
 تمہارے بغیر اس سنسار میں کیسے چوں گا زندگی کیسی بھیکیں ہو گئی ہے
 تُو رہ کہاں ہو۔

پٹا! کہہ رہا ہوں تم! مجھے آواز دو مجھے زور دو زور سے البو کہہ کر پکارو
 یہ تمہاری آواز کو ترس جاؤں گا میرا دم گھٹ جائے گا۔

بد تو تقریباً بھاگتی ہوئی ایاز کے پاس آئی تو اس نے اُکھیں
 بند کر رکھی تھیں اور وہ اپنے آپ سے باتیں کر رہا تھا بد
 اس کے سر ہانے کھڑی ہو گئی اور سننے کی کوشش کرنے لگی ایاز
 کہہ رہا تھا
 کنوڑ! میرے بیٹے! میرے بچے تم کہاں ہو؟
 بد نے دیکھا ایاز کی آنکھوں سے آنسو نکلی کر تنکے پر گر رہے تھے
 کنوڑ کی یاد آتے ہی بد بھی رونے لگی
 ایاز کی آواز سیر سنا فی دی۔

میں — میں تمہارا قاتل ہوں بیٹے! میں تمہارا مجرم ہوں
 نہ ایک سیڈنٹ ہوتا اور نہ تم مجھ سے ہمیشہ کے لئے جدا ہو جاتے۔

اس نے تکیے پر ہاتھ سرخسے دیا

مجھے آواز دو بیٹا مجھے اب کہہ کہہ پکارو میں مر جاؤں گا
نہ تم رہے نہ بدر رہی۔

آہ بدر! تم نے بھی میرے ساتھ دھوکا کیا۔۔۔۔۔ میں۔۔۔۔۔

میں نے تمہیں دل کی گہرائیوں سے چاہا
مگر تم نے میرے ساتھ بھی فریب کیا تمہاری خاطر۔۔۔۔۔
صرف تمہاری خاطر میں نے سحر کو چھوڑ دیا حالانکہ میں اس سے
محبت کرتا تھا

مگر میں نے اسے بھلا دیا اور تمہیں سہارا دیا
اس کا پیار اس کی محبت میں نے ہمیشہ کے لئے دفن کر دیئے
اور تمہارے سلوک اور پیار سے متاثر ہو کر میں بھی تم سے بے پناہ
محبت کرنے لگا۔۔۔۔۔ پھر تم نے مجھے کیا دیا

دائمی جدائی اور جلاوطنی
اختلاج قلب اور جگہ میں جلتی ہوئی آگ
بتاؤ بدر! بتاؤ کیا دیا تم نے مجھے۔۔۔۔۔ میں
میں نے تمہیں سہارا دیا۔

شوہر کا پیار اور محبت دی
تمہارے لئے گھر بہر چیز تہیا کی

تمہارے بیٹے کو جو کسی اور کا تھا اپنا بیٹا بنا لیا

اس سے بڑی قربانی کیا ہو سکتی تھی

بدر اس کے آگے کچھ سن سکی اور روتے روتے وہ بڑھ چلا ہی
ہو گئی اور غش کھا کر فرش پر دھڑام سے گر گئی رابا ز چوبک پڑا اس
نے آنکھیں کھولی دیں اس کے پلنگ کے دائیں جانب بدنہ پوش پڑی
تھی اس کے سر سے ٹوپی اتار گئی تھی اور خوبصورت بال اس کے
کدموں پر بکھر گئے تھے رابا ز نے رضائی مٹائی اور بستر سے باہر
نکلا اس کے بائیں شانے، بائیں بازو اور دائیں ٹانگ پر پٹیاں
بندھی ہوئی تھیں جو خون سے کچھ کچھ بھیگی ہوئی تھیں

پلنگ سے اتر کر اس نے پاؤں پر بوجھ ڈالتے ہوئے یہ اندازہ
لگایا کہ وہ چل بھی سکتا ہے یا نہیں پھر وہ لنگھاتا ہوا دروازے کی طرف
بڑھا اور اسے بند کر کے اندر سے کنڈی لگا کر واپس مڑا بدر کے
پاس اس نے میٹھے کی کوشش کی مگر بیٹہ نہ سکا آخروہ نیچے جھکا اور
بدر کا بازو پکڑ کر اس نے اسے اوپر اٹھایا اور اس کی ٹوپی اٹھا
نی سہارا دے کر وہ اسے پلنگ کے پاس لایا مگر اس کا بدن بری
طرح کا مپ رہا تھا، سانس تیز ہو گئی تھی آنکھوں کے آگے تارے
ناچ رہے تھے خون نکل جاتے سے کمزوری جو ہو گئی ہوئی تھی

وہ گرتے گرتے بچا اور پلنگ پر لیٹتے ہوئے اس نے بدر کو پلنگ

پر بٹھا کر اس کا سراپنے سینے پر لٹکتے ہوئے اس کے بالوں میں انگلیاں
پھیرتے ہوئے اس نے بد کو پکارا
بدرا! اسے بدرا!

اس نے نین چار بار جھنجھوڑ کر بد کو پکارا مگر اسی نے کوئی
جواب نہ دیا ایاز پریشان ہو گیا گھبرا کر اس نے اس کے دل پر ہاتھ
رکھ دیا وہ ٹھیک ٹھاک چل رہا تھا ایاز نے اس کے دونوں ہونٹ
ٹھا کر دیکھے اس کے دانت آپس میں جکڑ گئے تھے ایاز نے اس کا ناک
نذر سے دیا کہ سانس بند کر دیا بدر نے ایک جھرجھری لی اور آنکھیں
کھول دیں کچھ دیر تک ٹکڑ ٹکڑ کر دیکھتی رہی پھر درپڑی اور
اس کی چھاتی سے پیٹتے ہوئے وہ جلا اٹھی

میرا بیٹا کہاں ہے؟

بتائیے میرا کنوڑ کہاں ہے؟

میں نے اسے آپ کو سونپا تھا

اسے میں رنے آپ کے حوالے کیا تھا

بدر نے اسے جھنجھوڑ دیا

بتائیے نا

کہاں سے میرا بیٹا کہہ رہے ہیں بچہ

بدر نے روتے ہوئے ایاز کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال دیں اس نے

دیکھا ایاز بھی رو رہا تھا اس بار اس نے بڑے پیار اور لاڈ سے کہا
بتائیے نا جان! کہاں گیا میرا گھنڈا!
ایاز اچانک پھٹ پڑا اور آنسو بہاتے ہوئے کہا
میں ————— میں کنوڑ کا قاتل ہوں

میں تمہارا مجرم ہوں

میں تمہارا گھنڈا رہوں

میرا گلا گھونٹ دو مجھے زندہ رہنے کا کوئی حق نہیں

میرے سینے میں سیسے کی بے شمار گرم گزیاں اتار دو تاکہ میری لاش

بھی نہ پہنچائی جا سکے مجھے مادرِ اتنا مارو کہ میری ہڈیاں تک ٹوٹ جائیں

بدر پوری قوت کے ساتھ اس سے لپٹ گئی

ہنسن ہنسن آپ میرے شوہر ہیں

میری جان اور میری منزل ہیں

میری آرزو اور میری امید ہیں

ایاز نے آنسو بونچھے

تمہارے بیٹے کا قاتل بھی ہوں

بدر نے بھی اپنے آنسو بونچھے

اس کی عمر ہی اتنی تھی آپ کا کیا دردش تقدیر نے ہمارے ساتھ بزرگ

مذاق کیا ہے جان! کہاں سے اٹھا کہاں پھینک دیا ہے ہمیں۔

بسا بسا یا گھر بردہ ہو گیا۔

بچہ مر گیا

آپ زخمی ہو گئے

اور — اور میں در بدر کی ٹھوکریں کھانے پر مجبور ہو گئی اور

نے اپنے ماتھے سے ایاز کے آنسو پونچھے اور اپنا گال اس کے گال

پر رکھتے ہوئے اس نے پیار سے پوچھا

کہ ہر کہہ چوٹیں آئی ہیں جان!

بڑی ہی بابر سہی سے ایاز نے جواب دیا

بچ گیا ہوں مر جاتا تو اچھا تھا

بدر نے اس کے منہ پر ماتھا رکھ دیا

یوں نہ کہو جان! میں مر جاؤں گی۔

بدر نے رضائی ہٹا کر اس کے سارے زخم دیکھے اس کے چہرے

پر مردنی چھا گئی ہوئی تھی۔ ایاز کو سخت ڈی دبیر تک وہ کھودتی رہی

پھر کھڑی ہو گئی

میں آپ کے لئے کھانا لے آؤں

کھانا آ گیا ہے

کہاں ہے۔

وہ ادھر ایک کونہ پر ایاز نے میز کی طرف اشارہ کیا۔ ظہیر دے گیا ہے

ایک حقرا س میں کھانا اور دوسرے میں چائے ہے تم سحر کے پاس

نہیں بتیں تو بعد میں آکر وہ دے گیا تھا

تو میں پھر اپنا بستر ہی لے آؤں

ایاز نے اپنے پنک کے نیچے اشارہ کیا۔

یہ کیا ہے؟

بدر نے دیکھا بستر بند میں بندھا ہوا بستر ویاں پڑا تھا۔ یہ کون دے گیا

ظہیر ہی لایا ہے تمہارے لئے

بدر میز اٹھا کر پنک کے پاس لائی سارے ڈبے نکال کر کھانا

لگایا پھر وہ ایاز کے پنک پر آئی اور اسے سہارا دیکر اٹھاتے ہوئے

خود اس کے پیچھے بیٹھ گئی اور اسے کھانا کھلانے لگی

لقمہ جب اس نے ایاز کے منہ میں ڈالا تو اس نے بدر کا ماتھہ پکڑ لیا

تم بھی تو کھاؤ نا۔

میں بعد میں کھاؤں گی جان!

ا دل۔ ہوں۔ پھر میں بھی نہیں کھاتا تم میرے سامنے آکر بیٹھو اور کھانا

کھاؤ۔

بدر نے اپنا بازو اس کی چھاتی کے گرد سختی سے لپیٹ دیا

اچھا جان میں بھی کھاتی ہوں

وہیں بیٹھ بیٹھ اس نے خود بھی کھانا کھایا اور ایاز کو بھی کھلایا اس

کے بعد دونوں نے چائے پی
 بدر نے ایاز کو اسی طرح دکھا دیا پہلے اٹھ کر سارے برتن سیٹے
 پھر دوبارہ وہ پلنگ پر آکر بیٹھ گئی اور بڑے پیار سے پرچھا
 کسی چیز پہ دل کرتا ہے جان !
 کیا لاڈ لگی
 جو بھی آپ کہیں گے
 پیسے میں تمہارے پاس
 بالکل ہیں
 دکھاؤ
 بدر نے جیب میں ہاتھ ڈال کر روپے اسے دکھا دیئے۔ روپے
 سے زیادہ ہیں
 کہاں سے لئے تم نے
 وہ جو آپ دیتے رہے ہیں
 تو تم خرچ نہیں کرتی رہی ہو
 اول ہوں
 کچھ جس
 کیا کھائیں گے پھر بتائیے نا
 کچھ بھی نہیں۔ چپ کر کے یہیں بیٹھی رہو اور پھر رضائی اور پردہ سر دیں

بدر نے مختصر سی رضائی اور پردے کی ایاز نے اس کے دونوں پاؤں
 پر لٹا کر اپنی طرف کی پینچ لیتے۔
 ٹھیک طرح رضائی لونا پھر
 بدر نے حد شدہ ظاہر کیا
 ہمارے گی آپ کو
 نہیں ملتی
 بدر اور زیادہ رضائی میں گھس گئی ایاز نے پھر اس کے دونوں
 پاؤں اپنے ہاتھ میں لے لئے وہی بھرے بھرے، گداز، چکنے اور ملائم
 پاؤں تھے۔ وہ انہیں سہلانے لگا
 دیکھو تو تمہارے پاؤں کتنے ٹھنڈے ہیں
 بدر ایاز کو آہستہ آہستہ دبانے لگی۔
 ٹھیک ہو جائیں گے
 سحر کیا کہنتی تھی
 کچھ بھی نہیں
 کچھ تو کہنتی ہو گی آخر تم اتنی دیر اس کے پاس بیٹھی رہی ہو
 بس ادھر ادھر کی ہمارے کہنتی رہی ہے
 میرا بھی ذکر آیا ہو گا
 فردر آیا تھا

کیا؟

کہتی تھی میں ایاز سے محبت کرتی ہوں

کرتی ہوگی

اور آپ

محبت تو میں بھی کرتا ہوں مگر کسی اور سے

بدر نے نشیسی سی آنکھوں سے پرچھا

کس سے

بدر سے

بدر اسے گہری اور سیٹی نکالوں سے دیکھنے لگی

کیوں یقین نہیں آتا؟

بدر نے اپنا سر ایاز کی چھاتی پر رکھ دیا

یقین کیوں نہیں ہے جان! آپ ہی تو میرا سب کچھ ہیں

ایاز کی چھاتی پر سر رکھ ہی رکھے بدر اس کے بالوں میں اپنی

نرم دھلاؤ انگلیاں پھیرنے لگی اور ان کے سحر انگیز اثر سے اسے نیند

آگئی اور وہ سو گیا

صبح ابھی اندھیرا ہی تھا کہ ایاز کی آنکھ کھل گئی اس نے دیکھا

کہ بدر اس کے پٹنگ کے بالکل ساتھ ہی فرش پر بستر لگا کر لیٹی ہوئی

تھی اس کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں اور وہ چھت کی طرف دیکھ رہی تھی

اڑنے اسے پکارا

بدر!

وہ فوراً اٹھ کھڑا بیٹھ گئی

جان!

پچھ کیوں لیٹی ہوئی ہو

لی بات نہیں

اڑنے اپنا ہاتھ پیٹے پیٹے آگے بڑھا دیا

ٹو پٹنگ پر آؤ

بدر نے اپنے دونوں ہاتھوں سے ایاز کا ہاتھ تھام لیا اور پہلانے لگی

یہیں ٹھیک ہوں جان

تم اٹھنا

بدر اٹھ کر پٹنگ پر آگئی

ایاز اٹھ کر بیٹھ گیا

میں اب بیٹھتا ہوں تم لیٹو

بدر نے زبردستی اسے اٹھا دیا

بلجے اب نیند نہیں آئے گی جان

نیز کیوں نہیں آئے گی دیکھو کسی بوجھل ہو رہی ہیں تمہاری آنکھیں

دن کو سوں لوں گی تو ٹھیک ہو جائیں گی۔

میں نہ کہتا ہوں سو جاؤ

نہیں جان صند نہ کرو

ایاز کو اچانک کوئی خیال آگیا اور اپنے سامنے ٹکٹے ہوئے اس نے

اپنے کوٹ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا

یہ! ذرا اٹھ کر میرے اس کوٹ میں دیکھنا پیسے ہیں

بدر اٹھی کوٹ کی جیب میں ہاتھ ڈالا اور ڈھیر سا بے نوٹ باہر

نکال کر ایاز کو دکھائے یہ ہیں نا جان

اپنے پاس رکھ لو

بدر نے نوٹ اپنی جیب میں ڈال دیے دوبارہ وہ ایاز کے پاس آ کر

بیٹھ گئی اپنا جسم رضائی سے خوب اچھی طرح ڈھاپ لیا اور آہستہ

آہستہ ایاز کا بدن دبانے لگی۔

ایاز ہسپتال سے فارغ ہو کر جا چکا تھا۔ بدر پھر اسی طرح ٹیلیاں

کرنے لگی۔ وہ ہر روز بڑی بیتابی سے اس کا انتظار کرتی مگر وہ

تین چار روز سے سسٹنڈ پیہ آہی نہ رہا تھا۔ وہ بڑی کوفت محسوس

ہی تھی۔ ایاز کے بغیر سسٹنڈ پیہ اس کا اب دل نہ لگ رہا تھا۔

کے دل پر ایک ناقابلِ برداشت بوجھ سا سوار تھا جس نے اسے

پیز سے بیگانہ کر دیا تھا

آج بھی وہ درخت کے نیچے اداس اور مغموم بیٹھی تھی۔ ناظم اور

ٹیلیاں صاف کر رہے تھے مگر وہ اپنے ہی خیالوں میں کھوئی ہوئی

کالگڑ گڑا ہٹ سن کر چونکی اور سامنے دیکھنے لگی۔ ایاز کی گاڑی

اور وہ پارک کر رہا تھا۔ وہ اٹھ کر بھاگی اور گاڑی کے دروازے

کے پاس کھڑے ہو کر اس نے پوچھا
میں اندر آ جاؤں؟

ایاز مسکرا دیا

تمہیں پوچھنے کی کیا ضرورت ہے۔

بدردراز کھول کر اندر پہنچ گئی ایاز نے اس کے پاؤں کے پاس پڑا
کھانے کا خالی تھرا اس اٹھا کر بچھلی سیٹ پر رکھ دیا اور پیار سے
اس نے کہا

ادھر کرنے میں کیوں بیٹھ گئی ہو نہ دیکھو کہ بیٹھو نا

بدردراز بچھل کی طرح کھل گئی اور اس کے پہلو سے پہلو ملا کر بیٹھ
گئی اور ذرا مسرت کے انداز میں کہا

میں یہ بتانا چاہتی ہوں کہ میں گھر سے کیوں چلی گئی تھی میرے دل
پر یہ ایک ناقابل برداشت بوجھ ہے، آپ سنیں گے نا؟

ایاز نے اس کے دونوں ہاتھ ختم کیے

آج میں تمہاری ہر بات سنوں گا

بدردراز ہنٹوں پر گہری مسکراہٹ کھیل گئی ایاز نے گاڑی کے پردے

جلدی جلدی کھینچے اور پھر بدردراز کی طرف متوجہ ہوا

اب کہو؟

میری زبان پر آپ کو اعتبار آ جائے گا۔

دل نہیں آئے گا

جان جس روز میں گھر سے گئی تھی اس سے ایک روز قبل رضوان

بارے ہاں آیا تھا اس کو خبر نہیں کیسے ہمارے گھر کا پتہ چل گیا

جان اس نے مجھ پر زور دیا کہ میرے ساتھ چلو۔ میں نے انکار کر دیا

میں نے مجھے دھمکی دی کہ اگر تم میرے ساتھ نہ گئی تو میں تمہارے

زہر کو قتل کر دوں گا اس کے اس ارادے پر میں بے کھلا گئی تاہم میں

نے اس کے ساتھ جانے سے انکار کر دیا وہ جاتے جاتے مجھے دھمکی دے

کہ آج میں تمہارے شوہر کی گاڑی کے ٹائر پر گولی مار کر اسے پھاڑ

دوں گا تاکہ تمہیں یقین ہو جائے کہ میں تمہارے شوہر پر بھی حملہ کر سکتا ہوں

جان! اس روز واقعی آپ کی گاڑی کا ٹائر اس نے گولی مار کر

باڑ دیا تھا میں اس روز سخت پریشان تھی میں یہ سارا واقعہ آپ

بتانا چاہتی تھی مگر وہ مجھے دھمکی دے گیا ہوا تھا کہ اس واقعہ کی

ملاع تم نے اپنے شوہر کو دی تو پھر بھی ہم اسے قتل کر دیں گے لہذا

باغوش نہ ہی۔

دوسرے روز وہ پھر آیا اور دھمکی دی کہ اگر تم آج میرے ساتھ

نہ گئی تو میں تمہارے شوہر کو قتل کر دوں گا۔ تو جان میں صرف آپ

کی سلامتی کی خاطر صرف آپ کو زندہ اور خوش دیکھنے کے لئے

اس کے ساتھ چلی گئی۔

نہیں جان! ہمیں کوئی ضرورت نہیں جھگڑا کرنے کی
نہیں پدر میں آج ان سے ضرور بات کروں گا
بدر نے اس کی ٹھوڑی پکڑ لی

میری خاطر صبر سے کام لیں جان! ان کا کیا جائے گا۔ بدنام ہم ہوں
گے۔ اور پھر جان یہ بھی تو سوچو نا کہ اگر ان سے جھگڑا ہوا تو آپ
پریس کے چکر میں پھنس جائیں گے پھر میں کس کے سہارے جیوں گی
جو ہوا سو ہوا۔ میں قسم کھاتی ہوں کہ شادی کے بعد میرا دامن گناہ سے
صاف ہے مجھے آپ سے محبت ہے اور میں آپ کے بغیر ایک پل
بھی نہیں رہ سکتی۔

ایاز نے بدر کو اپنی گود میں کھینچ لیا اور پھر اس نے اس کے ہونٹ
لال، آنکھیں، مگر دن اور پیشانی ہر ہی طرح چوم لئے اس نے بدر
کو اپنے ساتھ لپیٹا لیا

تم میری جان

میری روح

اور میری زندگی ہو میرا پدر!

بدر اس کی گردن کے گرد بازو ڈال کر پوری قوت کے ساتھ اس
سے لپٹ گئی

آپ بھی تو میری جان اور میری روح ہیں۔

وہاں میری عزت بالکل محفوظ تھی اس نے مجھے گلبرگ میں ایک
ایکسپڑا سپندائز جیل کے ہاں رکھا اور ایک فلم کے لئے میرا معاہدہ بھی
کرا دیا اور میری باتا عہدہ ریسرسل شروع ہو گئی میں اب ان فلموں کی
شو تین نہ تھی صرف آپ کو زندہ دیکھنے کی خاطر یہ سب کچھ برداشت
کر رہی تھی۔

پھر ایک روز جیل نے میری عزت لوٹنا چاہی وہ شراب پئے
ہوئے تھا میں نے اسے مارا اور بڑی مشکل سے اپنی عصمت بچائی
اس رات رضوان نے مجھے بہت مارا کہ تم نے جیل کی خواہش کا احترام
کیوں نہیں کیا وہ رات میں نے بڑی کرب میں گزار دی اور صبح سویرے
ہی بھاگ کر آپ کے پاس آ گئی۔

بدر خاموش ہو گئی اور آنسو بہنے لگی

ایاز نے غصے میں کہا

نتیجہ یہ سب کچھ مجھے ضرور بتانا چاہیئے تھا

بس غلطی ہو گئی جان!

ایاز نے گاڑی سٹارٹ کر دی

چلو مجھے بتاؤ کہاں رہتے ہیں وہ بدعاش۔ میں ان سے بات کرتا ہوں
کہ کس طرح دوسروں کی عزت پر حملہ کرنے کی کوشش کی جاتی ہے
بدر نے اس کے دونوں ہاتھ پکڑ لئے

جان! یہ آپ تین چار روز کہاں رہے میں نے اتنی مشکل سے
کاٹے ہیں یہ دن مہرود اس درخت کے نیچے بیٹھ کر آپ کا انتظار
کیا کرتی تھی اور شام کو مایوس لوٹ جاتی تھی۔

مجھے ظہیر اپنے گھر لے گیا تھا اور اتنے دن گاڑی نہ چلاتے دی رہیں
آج کھانے کا تھرماس لے آیا ہوں دوپہر کا کھانا لے کر دونوں اکٹھے کھائیں
گے رشام کا کھانا گھر لے جایں گے اور سکون سے بیٹھ کر اکٹھے کھائیں
گے۔

بدر نے اس کے شانے پر سر رکھ دیا

بس اب مجھے کچھ نہیں چاہیے جان! میں سمجھتی ہوں زندگی میں
ایک نئی بہار آگئی ہے۔

اچھا اب پردے سمیٹو تاکہ کوئی سواہی آئے

بدر نے پردے سمیٹ دیئے اور دونوں باہر دیکھنے لگے سامنے طرکی
کے کنارے ایک ہی مرد اور ایک عورت کھڑے تھے شاید دونوں بیان
بہی تھے کافی لرگ ان کے گرد جمع ہو گئے تھے اور ان کی بلی بنی
بتوں دونوں پر عجیب وضع کی شرٹ کی طرف اشارہ کر رہے تھے پھر
شرکت ان دونوں کو لے کر ایاز کے پاس آیا اور ان دونوں کی طرف
اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

ایاز دیکھنا یہ کیا کہتے ہیں، انگریزی بولتے ہیں ہمارے پلے تو کچھ

ایاز اس کی پیٹھ سہلانے لگا
تم یہ واقعہ آج سناقی یا نہ سناقی پھر بھی میں تم سے راضی ہو گیا ہوں
تھا اور میں نے اکٹھے رہنے کا حل بھی ڈونڈ لیا ہے
وہ کیا؟

تہیں پتہ ہے نا محلے والے ہیں اپنے گھر میں رہنے نہیں گئے میں نے
ظہیر سے کہہ دیا ہے کہ وہ ہمارے لئے کوئی مکان تلاش کرے ہم اپنا
گھر کرانے پر بڑھ جائیں گے اور دونوں نے مکان میں رہ لیں گے ٹھیک
یہ نا ہے تو ٹھیک جان! پر کب تک ملیگا مکان
جلدی ہی مل جائے گا

پر میں اب آپ کے بغیر یہ دن کیسے گزاروں گی
اس کا بھی ایک حل ہے

کیا؟

دن کے وقت ہم اکٹھے گاڑی چلایا کریں گے رات نو بجے گھر لوٹا کریں
تم اسی ڈانگری میں گھر جانا وہاں جا کر کپڑے بدل لینا اور صبح پھر
ڈانگری پہن کر میرے ساتھ چلی آیا کرنا جب تک مکان نہیں ملتا
اسی طرح ہم اکٹھے رہ لیں گے کیا خیال ہے۔

بدر پھر ایاز سے پٹ گئی

بالکل ٹھیک ہے پھر اسے کچھ خیال آگیا اور علیحدہ ہوتے ہوئے پوچھا

THERE ARE, SHALIMAR GARDEN,
SHAHI MOSQUE, TOMB OF KING
JAHANGIR, QUEEN NOOR JAHAN, KING
GATAB UDDIN ABIK, SHAHI FORT, TOMB
OF AYAZ IQBAL AND SO MANY OTHER
PLACE OF HISTORICAL IMPORTANCE
شالیمار باغ ہے، شاہی مسجد، شہنشاہ جہانگیر، ملکہ نور جہاں
قطب الدین ایک کے مزار شاہی قلعہ ایاز اور اقبال کا مزار
ہیں۔

FIRST SHALIMAR GARDEN پہلے شالیمار باغ چلو
گاڑی جب گرانڈ ٹرنک روڈ پر جا رہی تھی تو اس پہی لڑکی
نے بدر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اپنے ساتھی سے کہا
VERY VERY HANSOM CHAP

بڑا ہی خوبصورت لڑکا ہے
پہی مرد نے ایاز سے پوچھا
کیا یہ تمہارا کلینر ہے؟

IS HE YOUR CLEANER?
ایاز مسکرا کر بدر کی طرف دیکھنے لگا بدر خود ہی انگریزی میں بول پڑی

پڑتا نہیں شاید یہ کہیں جانا چاہتے ہیں۔ ایاز نے بڑی روانی اور
ٹینجے ہوئے تلفظ میں پوچھا۔

WHAT IS THE MATTER کیا بات ہے؟
پہی مرد نے جواب دیا

WE WANT TO VISIT HISTORICAL PLACES
OF LAHORE IF WE ENGAGE YOUR
TAXI FOR THE WHOLE DAY, WHAT
WILL BE YOUR CHARGES.

ہم لاہور شہر کے تاریخی مقامات دیکھنا چاہتے ہیں۔ تم پورے
دن کا ٹیکسی کا کیا کرایہ لو گے۔

ONE HUNDRED ایک سو روپیہ
وہ دونوں قہقہے بیٹھ گئے

ایاز نے گاڑی چلا دی اور پھر پوچھا

WHERE WOULD YOU LIKE TO GO FIRST
پہلے کدھر جاؤ گے

FIRST COUNT HISTORICAL PLACES

پہلے بتاؤ کون کون سے تاریخی مقامات ہیں

WONDERFUL

تعجب ہے۔

تمہارے شوہر کی تعلیم

YOUR HUSBANDS QUALIFICATION

MA ENGLISH

ایم اے انگلش

یہی رط کی نے کندھے اچکا کر کہا

EXCELLENCE

کمال ہے

یہی مرد نے بھی حیرت اور خوشی کے ملے چلے جذبات میں کہا

YOU ARE THE WORLD'S MOST BEAUTIFUL

AND LUCKY CONSORT

تم دنیا کا حسین ترین اور خوش قسمت جوڑا ہو

بدر کی طرف دیکھتے ہوئے ایاز مسکرا دیا

THANKS

شکر یہ

شایہار باغ آگیا تھا وہ دونوں اندر چلے گئے ایاز اور بدر اپنی گاڑی

میں بیٹھ کر آپس میں باتیں کرنے لگے شایہار باغ کے بعد وہ انہیں

جہانگیر کے مقبرہ پھر نور جہاں کے مقبرے

اور بعد میں وہ شاہی مسجد آئے

ایاز نے قلعے اور مسجد کے درمیان گاڑی روک دی اور ان دونوں

سے کہا۔

ہاں میں اس کا کلینر ہوں

YES I am HIS CLEANER.

یہ روزانہ تمہیں کیا دیتا ہے

WHAT HE GIVE YOU DAILY

بدر مسکرا دی

NOTHING

کچھ بھی نہیں

WHY

کیوں؟ اس کے لیے میں حیرت تھی

I AM HIS WIFE

میں اس کی بیوی ہوں

وہ حیران ہو گیا

تم رط کی اوطاس کی بیوی ہو

ARE YOU GIRL AND HIS WIFE

بدر نے سر سے ٹوپی اتار دی اور اس کے بال بکھر گئے

YES OF COURSE

بالکل

تمہاری تعلیم کیسا ہے

WHAT IS YOUR QUALIFICATION

میں نے ایم بی بی ایس کے آخری سال میں کالج چھوڑ دیا تھا

I LEFT COLLEGE IN THE LAST

YEAR OF MBBS

جان! آپ کی پسند میری پسند ہے
 ساتھ چٹنی اجار بھی ہو؟
 بدھوک نکلنے لگی
 ایاز نے اس کے ہنسن پر انگلی پھیرتے ہوئے کہا
 تمہارے منہ میں تو پانی آگیا
 بدھنس دی

اچھالے آئیے جو آپ کا جی چاہتا ہے
 کھانے کا حق ماس لے کر ایاز ہوٹل میں گیا۔ دروغی پیٹیں مرغی
 کی لیں ایک ڈبے میں دہی اور دوسرے ڈبے میں چٹنی ڈالوائی روٹیاں
 اس نے رد مال میں ہاتھ دھو لیں گاڑی کے پاس جب وہ آیا تو بدھ
 دروازہ کھول کر اس سے ساری چیزیں لے لیں۔ ایاز نے پھر بدھ
 سے پوچھا

فرط بھی لے آؤں
 بدھ نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اندر کھینچا
 چھوٹو جان آؤ چلیں
 لے آتا ہوں جان!

ایاز نے قریب ہی فرط کی ایک دکان سے نارنگیاں خرید لی
 اور دوبارہ گاڑی میں بیٹھ کر اس نے پوچھا

THIS IS SHAHI MOSQUE, LEFT SIDE TO
 THE GATE - THERE IS TOMB OF IBAL
 THE FAMOUS POET OF THE EAST AND
 THERE ARE THE LEFT SIDE IS
 SHAHI FORT - YOU ENJOY HERE FULLY, WE
 BOTH ARE GOING TO ARRANGE OUR MEAL,
 WE WILL BE BACK AFTER ONE HOUR.

یہ شاہی مسجد ہے گیٹ کے بائیں جانب شاعر مشرق علامہ اقبال
 کا مزار ہے اور یہ بائیں ہاتھ شاہی قلعہ ہے تم جی بھر کر ان کی سیر
 کرو ہم دروازہ ذرا اپنے کھانے کا بندوبست کرتے جا رہے ہیں
 ایک گھنٹے تک واپس آ جائیں گے

ایاز نے دہاں سے بیگسی نکالی اور ایک ادب سے درجے کے ہوٹل
 کے سامنے لاکھڑی کی پچھلی سیٹ سے اس نے کھانے کا حق ماس اٹھایا
 اور بدھ سے پوچھا

کیا لاؤں جان!

بدھ نے اپنے سر پہ ٹوپی رکھ لی
 جو مرضی ہے لے آئیں

پھر بھی تمہارا کاہے پر جی چاہتا ہے

کہاں کھائیں کھانا

بدلنے اس سے فردٹ کا لفافہ لے کر اپنی گود میں رکھ لیا۔
بادگار پاکستان چلتے ہیں۔

ایاز نے گاڑی چلا دی۔ بادگار کے باہر اس نے گاڑی
روکی دونوں نے کھانے کا سا دھان اٹھایا اور اندر چلے گئے
پسے پانی کے تل پر دونوں نے منہ ہاتھ دھو کر پھر گھاس کے پلاٹ
پر کھانے کے سارے برتن پھیلانے اور دونوں مل کر کھانے لگے

رات نو بجے ایاز اور بدل دونوں اپنے گھر آئے ایاز نے گاڑی
سے اتار کر بیرونی دروازہ بند کر کے اندر سے کنڈی لگا دی بدل کھلتے
اتھراس اٹھائے اندر چلی گئی اس نے ستر ماس میز پر رکھا اور کمرے
کا جائزہ لینے لگی کپڑے اور دھڑ بکھرے پڑے تھے وہ اٹھا اٹھا
ر ایک طرف رکھنے لگی پھر جھاڑو اٹھایا اور کمرہ صاف کرنے لگی ایاز
اندر آیا اور حیرت سے پرچھا بہ تم آتے ہی کیا کرنے لگ گئی ہو ایاز نے
اس کا ہاتھ پکڑ لیا جھوٹا دروازہ!

بدل دوسرے ہاتھ سے جھاڑو دینے لگی۔

بان کمرے میں گنڈ پڑا ہے ذرا صفائی کر لوں پھر پر سکرن ماحول میں
بٹھ کر کھانا کھائیں گے

ہاں نہاںیں آپ جلدی جلدی پھر میں بھی نہاؤں گی۔

ایاز جلدی جلدی نہا کر جب باہر نکلا تو بد کرے کی صفائی کر کے
کمرے کی ہر چیز کو جھاڑ چکی تھی اور اب وہ ایاز کے بکھرے ہوئے
کپڑے درست کر رہی تھی کمرے میں آتے ہوئے اس نے بد سے
کہا۔

جھوڑا اب کام کو نہالو اٹھ کر

بدر جب باہر جانے لگی تو ایاز نے پوچھا

کہ صبح چلی ہو؟

بدر نے مضطرب دیکھا

نہالوں نا

اپنے دوسرے کپڑے تو نکال لو نا۔ اب اتارو اس ڈانگری کو آج

اپنے وہ نئے کپڑے پہن دو جنہیں سب سے زیادہ پسند ہیں بدر نے

اپنا سب سے قیمتی سوٹ نکالا اور غسل خانے میں چلی گئی۔

ایاز نے کپڑے تبدیل کر کے کنگھی کی پہلے ریڈیو آن کیا پھر صوفے

پر بیٹھ کر وہ سگریٹ کے کش اگانے لگا

بدر بھی نہا کر کمرے میں آئی اس نے سوٹ نئی چپل پہن رکھے

تھے اور بال بڑے خوبصورت اور موہ لینے والے طریقے سے تزیینے میں

باندھ رکھے تھے ابھی وہ دروازے پر ہی تھی کہ ایاز نے سگریٹ پھینکتے

کہا

میرے مولیٰ! شکر ہے میرے مالک آج تو گھر میں چاند چڑھ آیا ہے

فوری صورت تو تم پہلے کبھی دکھائی نہ دی تھی جان

بچہ کچھ شرمائی

ٹ

بھی کبھی جھوٹ بولا ہے

اب میں نہ بنا جائے اٹھیے کھانا کھا لیں اٹھ کر

بال تو نہالو جان!

بدر نے پہلے تزیینے سے بال خوب خشک کئے پھر کنگھی کی اور دونوں

پیر آسنے سانے بیٹھ کر کھانا کھانے لگے ریڈیو پر سکون اور رشک خیز

آواز

دوسرے روز بدر اندھیرے اندھیرے اٹھی پہلے گھر کے سارے

کپڑے دھو کر ایک خالی کمرے میں رسی باندھ کر اس پر لٹکا

پھر سارے کمروں کو جھاڑ کر فرش پانی سے خوب دگڑ دگڑ کر دھو

بعد میں اس نے غسل کیا اور بال تزیینے میں باندھ کر کمرے میں آئی

راج اب چڑھ آیا تھا اس نے ایاز کا بازو پکڑ کر آہستہ آہستہ

ایاز

ا! جان!

ایاز نے آنکھیں کھول دیں

اٹھئے نا

ایاز نے اٹھ کر بیٹھتے ہوئے پوچھا

تم نے اتنی سردی میں نہا بھی لیا پانی گرم کر لیا ہوتا

چوٹھے میں تیل ہی نہیں ہے جان اور نہ ہی لکڑی ہے در نہ آپ کے لئے پانی تو گرم کر دیتی۔

ایاز نے فرش کی طرف دیکھتے ہوئے کہا

تم نے کمرہ بھی دھو دیا ہے سردی ہو گئی تو پھر روتی رہو گی

نہیں ہوتی جان اٹھئے نہا لیں اٹھ کر پھر چلیں

ایاز اٹھ کر باہر آیا اس نے دیکھا برآمدہ بھی دھلا ہوا تھا آگے

بڑھ کر اس نے سارے کمرے دیکھے۔ جس کے قریب دھلے ہوئے کپڑے

لٹک رہے تھے۔

ایاز دوبارہ کمرے میں آیا

جان تم تو رات ہی رات گھر میں انقلاب لے آئی ہو اتنی سردی میں

تم نے سارا گھر دھو ڈالا ہے۔

حذا نہ کرے سردی ہو جاتی تو پھر

آپ میری اس قدر نکر نہ کیا کریں میں اتنی نازک نہیں رصاف سٹھا

گھر ہی اچھا لگتا ہے جب گھر میرا ہے تو مجھے ہی یہ سب کام کرنا ہوں گے

جان سے اتر کر توبہ سارے کام کر لی کر کے دے گا نہیں

بڑھنے والے کی طرف بڑھ گیا

ایک بے جناب جیسے آپ کی مرضی

بڑھنا جان

بڑھ کر گیا

بدر نے کسی سے اسے نیا توبہ نکال کر دیا اور وہ ہلنے لگ گیا

باز جب نہا کر نکلا تو بدر کپڑے اتار کر ڈال کر می پین چکی تھی اور

ٹیشے کے سامنے کھڑی ہو کر اپنے سر پر ٹوپی جا رہی تھی

ایاز نے بھی جلدی جلدی کپڑے بدلے۔ اتنے میں بدر سارے

دونوں کو تیلے لگانے لگی تھی اور ایاز گاڑی میں بیٹھ کر سگریٹ پینے

لگا تھا سارے کمرے بند کر کے بعد بدر بھی اس کے پہلو میں

اگر بیٹھ گئی اور اس کے منہ سے سگریٹ نکال کر باہر پھینک دیا

صبح سویرے ہی نہ کچھ کھایا نہ پیا اور سگریٹ پینے لگ گئے ہیں اب چھوٹیل

ان کو

ایاز نے گاڑی چلا دی

اچھا جناب چھوٹے دونوں گا

سیٹ پر آکر ایاز نے گاڑی کھڑی کر دی اور بدر سے کہا تاشتم

کہیں جان

کے علاوہ ایک اور ٹیکسی بھی کھڑی تھی۔ ناظم اور منوبھی ابھی تک نہ
آئے تھے

وہ تینوں ایاز اور بدر کے ساتھ والے ٹیبل پر بیٹھ گئے بدر کے
ہاتھ کا پی رہے تھے اچانک اس کے ہاتھ سے پیالی گر گئی اور
فرش سے ٹکرا کر چکنا چور ہو گئی۔ ایاز نے دیکھا اس کا رنگ پیلا ہو گیا ہوا
تھا اور وہ کانپ رہی تھی۔ ایاز نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور پیار سے
پوچھا۔

کیا ہوا جان!

بدر رو پڑنے والی تھی اچانک ایاز نے جب مڑھ کر دیکھا تو اس
کی نگاہ رضوان پر پڑھ گئی وہ برابر بدر کو گھورے جا رہا تھا ایاز
کھڑا ہو گیا اور اس کے قریب آ کر غصے میں پوچھا
کیا بات ہے؟

کوئی جواب دینے کی بجائے وہ تینوں اس پر ڈوٹ پڑے
ایاز بھی ڈوٹ گیا تھا اور ان برکوں کی بادش کر دی۔ رضوان نے
کمر سی اٹھا کر ایاز کے دے ماری ایاز نے کافی بچنا چاہا مگر کمر سی
پھر بھی اس کی ران پر مگ گئی۔ تاہم وہ ان تینوں کو بری طرح پیٹ
رہا تھا۔ بدر اسی دوران باہر کھسک گئی تھی۔

ہوٹل والا بھی اٹھ گیا اور ایاز کی طرف سے ملنے لگا۔ ایاز کا

بدر دروازہ کھول کر باہر نکل آئی

چلیے

۴۰

یہی شگوا میں یا

کیا ضرورت ہے وہیں ہوٹل میں جا کر کھا لیتے ہیں

دونوں ہوٹل میں آئے بدر نے خود کھانے کا آرڈر دیا۔ دونوں
نے مل کر ناشتہ کیا اور ابھی وہ چائے پی رہے تھے کہ ہوٹل میں دفنان
جسٹ اور اس کا ملازم داخل ہوئے۔ بدر اپنی دیکھتے ہی کانپ اٹھی
اور اپنا چہرہ چھپانے لگی مگر وہ تینوں اسے دیکھ چکے تھے اور
پہچان چکے تھے

ایاز نے ابھی تک اپنی نہ دیکھا تھا کیونکہ اس کی ان کی طرف
بیٹھ تھی۔ جسٹ نے رضوان سے کہا

وہ بھیجی ہے دیکھو! اس نے ٹھیک ہی بتایا تھا کہ وہ ٹیکسی سٹینڈ پر
کام کرتی ہے دیکھو تو سالی تے سبیاہ ڈانگری پہن رکھی ہے اور
کیسی خوبصورت لگ رہی ہے۔

رضوان نے جوڑنگاہوں سے بدر کو دیکھتے ہوئے کہا

اس کا شوہر بھی اس کے ساتھ بیٹھا ہوا ہے

اس سے کیا ہوتا ہے اسے بھی آج ٹیکسٹ کر لیتے ہیں۔

ہوٹل میں صرف ایاز اور بدر ہی بیٹھے ہوئے تھے سٹینڈ پر ان کی ٹیکسی

پتہ کافی بھادی تھا اس کا ایک ایک لکنا مہوڑا بن کر برس رہا تھا۔
اتنے میں شوکت آگیا وہ بھی گاڑی باہر کھڑی کر کے بھاگتا ہوا ہوٹل
میں آیا پسے باہر ہی کھڑے ہو کر مڑائی کا جائزہ لیا پھر وہ بھی آگے
بڑھا اور جیل پر کھڑوں کی بوچھاڑ کر دی۔

مڑائی ابھی زردروں پر تھی کہ ناظم اور منو آگئے اور وہ بھی ایاز
کی طرف سے رٹنے لگے ان تینوں کو انہوں نے مار مار کر بد حال کر دیا
تھا اتنے میں ہوٹل کے باہر ایک پولیس انسپکٹر اور دو سپاہی آکھڑے
ہوئے۔ انسپکٹر نے بڑی کھردری آواز میں پوچھا
یہ ٹیکسی کس کی ہے

ایاز کپڑے درست کرتا ہوا باہر آگیا۔

میری ہے جناب

چلو ہمیں کچھ ہی چھوڑ کر آؤ

ایاز کچھ سوچتے لگ گیا اس نے ادھر ادھر دیکھا بدر کہیں دکھائی
دے رہی تھی وہ کچھ پریشان ہو گیا۔

سوچتے کیا ہو جلدی کرو وہ ٹیکسی کی طرف بڑھ گئے

ایاز نے پیچھے مڑ کر شوکت کو آہستہ سی آواز میں کہا

ابنیں یہیں روک کر رکھنا شوکت! جانے نہ دینا میں واپس آکر ان
سے بات کرتا ہوں یہ بدر معاش اور بیٹرسے ہیں رہا گئے کی کوشش کریں

تڑپیاں توڑ دوان کی میں پولیس والوں کو اتار کر ابھی آتا ہوں۔ ایاز
گاڑی لے کر چلا گیا۔

وہ تینوں ہوٹل کے فرش پر پڑے بری طرح ہانپ رہے تھے شوکت
نے بڑے سنت پیسے میں انہیں مخاطب کرتے ہوئے پوچھا
تم نے ایاز سے کیوں جھگڑا کیا؟

رمضان نے اپنی سانس پر قابو پاتے ہوئے جواب دیا

اس نے ہماری ایک بڑی زبردستی اپنے پاس رکھی ہوئی ہے
ہم نکلنے کے اکیسٹر اسپلائرز ہیں وہ بڑی پسینے ہمارے پاس تھی
ایک فلم میں اس کا معاہدہ بھی ہو چکا تھا اور وہ کچھ پوتہ بھی دے چکا
تھی۔ اب اس نے اسے خراہ خواہ ہی اپنے پاس رکھا ہوا ہے آج
ہم تینوں جب اسے لینے یہاں آئے تو وہ ہم سے الجھ گیا اور جھگڑا
ہو گیا۔

شوکت نے پریشانی سے پوچھا
کون سی بڑی؟

وہی جس کا نام بدر ہے

شوکت چونک پڑا

تو کی بدر بڑی کی ہے؟

ناظم اور منو بھی بدگ گئے اور بیک آواز پوچھا

بدر لڑکی ہے ؟

شوکت اٹھ کر باہر آیا

وہ ہے کدھر ؟ اس نے ادھر ادھر دیکھا پھر بدر کہیں بھی اسے دکھا کی نہ دی روہ دوبارہ ان کے پاس آکر بیٹھ گیا اور زہرا آلودہ ہے میں کہا۔

پہلے ایذا نہ کرنے دو، پھر ساری بات کا فیصلہ ہوگا، موسیٰ نے تم غلط ہی کہہ رہے ہو، اگر تم لوگوں کی زیادتی ہوئی ہو تو یاد رکھنا کہ تم موت مارو گے گا تم سب کو

رمضان نے جواب دینا چاہا یہی تھا کہ بدر اندر داخل ہوئی اس کے ہاتھ میں پتھری تھا اور چہرے کا رنگ غصے میں سرخ تھا اس نے بڑے سخت لہجے میں شوکت، ناظم، منور اور ہوش کے مالک سے باہر نکل جانے کو کہا اور وہ سب حیران اور پریشان اٹھ کر اس کے پیچھے آکر کھڑے ہو گئے رمضان، جمیل اور اس کا ملازم گھبرا کر اٹھ کھڑے ہوئے

بدر چند قدم اور آگے بڑھی اور زور سے جلائی

شیطانو! تم نے مجھ پر ظلم کیا رہیں برداشت کر گئی تم لوگ میری پناہی اور بربادی کے ذمہ دار ہو تم لوگوں کی وجہ سے میرے شوہر کو دل کے درد سے پرانے لگے میں یہ سب کچھ بتا رہی تھی لیکن ————— لیکن آج تم لوگوں نے میرے شوہر پر ہاتھ اٹھا یا ہے میری اس ہستی کو مارا ہے

جو میری ساری کائنات اور میری روح کی آخری سانس ہے آج میں تم سے اپنا اور اپنے شوہر کا انتقام مزدوروں کی

بدر نے پستول کا ٹریگر دبا دیا لیکن وہ تینوں میزوں کے پیچھے چھپ گئے تھے اور گولی خطا ہو گئی، بدر آگے بڑھ کر ان پر گولی چلانا چاہتی تھی کہ رمضان نے اپنی قبض کے اندر ہاتھ ڈال کر ایک خنجر نکالا، ہاتھ میں اسے تو لا بھر بدر کی طرف دے مارا، خنجر بدر کے نازک جسم کو چیرتا ہوا اس کے بائیں پہلو میں پسلیوں کے نیچے پروت ہو گیا، بدر جگر آکر فرش پر گر گئی وہ دلی تھی کہ شوکت نے اسے سنبھال لیا اور اس کے ہاتھ سے پستول لے کر وہ کسی درندے کی طرح عزایار شیطان کتو! اب میں پوری داستان سمجھ گیا ہوں، بدر ایذا کی پوری ہے اور تم تینوں نے ان دونوں پر مظالم کئے ہیں خدا کی قسم میں تمہیں ایسی سزا دوں گا کہ زندگی بھر تم لوگ اپنے جینے کو لعنت سمجھتے رہو گے تینوں کھڑے ہو جاؤ

رمضان، جمیل اور ان کا ملازم کھڑے ہو گئے

کرسیوں پر بیٹھ جاؤ

وہ کرسیوں پر بیٹھ گئے

شوکت نے اب ناظم سے کہا

ناظم! تم اور منور دونوں بدر کو ہسپتال لے جاؤ اور وہاں رپورٹ بھی

یہ سزا وہاں کھدی گئی ہوگی۔ میں نے کچھ بھی نہیں کیا فطرت نے میرے ہاتھوں یہ کام کر لیا ہے۔

یہ تمہارے گناہوں کی سزا ہے

تمہارے ان بھائیوں اور تاریک اعمالوں کا صلہ ہے جن سے تم نے انسانیت کے منہ پر کالک مل دی تھی۔ تم لوگوں نے محسوس، بیکس اور مجبور لڑکیوں کو گناہوں اور بدی کے ہاتھوں بیچا اور آج تقدیر میرے اور وقت کے اڑتے ہوئے سنہری دولت سے تمہیں بھی بچ دیا جو سزا تمہیں دی گئی ہے اسے اپنے گناہوں کا صلہ سمجھ کر خاموشی سے برداشت کر جاؤ۔ یاد رکھو تم میں سے کسی نے بھی اگر اس کے خلاف آواز اٹھائی تو میں اسے موت کی گہری نیند سلا دوں گا۔ اب میرے تم تینوں بھی زندگی کو موت پر ترجیح دو گے اور یہ سودا تمہارے لئے ہنسا نہیں ہے۔

شوکت کچھ اور بھی کہنا چاہتا تھا کہ ایاز کی ٹیکسی اس کے پاس آکر رکی اور ایاز جب باہر نکلا تو شوکت، بھاگ کر اس کی طرف بڑھا اور اس کے گھٹنے پکڑ کر بہ درد پہنچے میں کہا، میں نے تمہارے ساتھ زیادتیوں کی ہیں ایاز! خدا کے لئے مجھے معاف کر دو میں نے تمہیں سمجھنے میں غلطی کی تھی تم ہم جیسے انسانوں سے بلند اور عظیم ہو سکتے ہو ایک بار بدر کے ساتھ بھی سختی سے پیش آیا تھا مجھ پر بخت کو کیا علم کہ وہ تمہاری بیوی ہے آج سے تم میرے بھائی ہو اور بدر میری بہن ہے۔

لکھا دو کہ کوئی نامعلوم آدمی دور سے ہی اسے خبردار کر بھاگ گیا ہے ان تینوں کا میں کوئی اور ہی بندوبست کروں گا۔

شوکت کی ٹیکسی کے علاوہ سٹیٹ پر ابھی تک کوئی ٹیکسی نہ تھی اس لئے ناظم اور منوٹا نگے ہی میں بدر کو ہسپتال لے گئے۔ شوکت نے ہوٹل کے مالک کو نین رسیاں لانے کو کہا ہوٹل کا مالک سٹور روم میں گیا اور تین رسیاں لے آیا شوکت نے ان تینوں کے ہاتھ ان کی پشت پر خوب کسی کرماندہ تینوں کو باری باری اٹھا کر وہ باہر لایا اور ٹیکسی سٹیٹ پر ایک سیدھ میں انہیں لٹا کر ان کی آنکھوں پر پٹیاں باندھ دیں اور منہ میں وہ کپڑے ٹھونس دیئے جن سے ناظم، منو اور بدر ٹیکسیاں صاف کرتے تھے پھر اس نے اپنی ٹیکسی سٹارٹ کی اور تین چار بار ان کی ٹانگوں کے اوپر سے گزرا کہ ان کی ٹانگوں کی ہڈیاں چرچر کر کے دکھ دیں

ٹیکسی اس نے پھر پہلی جگہ پر کھڑی کر دی تینوں کی آنکھوں منہ سے کپڑے اور ہاتھوں سے رسیاں علیحدہ کر دیں وہ بری طرح کراہنے لگے تھے شوکت نے غصے میں دانت پیستے ہوئے کہا۔ میں شوکت ایک معمولی ٹیکسی ڈرائیور ہوں میں کتنا کون ہوتا ہوں تمہیں سزا دینے والا قدرت نے ہی سزا تمہارے لئے مقرر کر رکھی تھی

تقدیر ہی تمہارے خلاف ایسا فیصلہ دے چکی تھی خدا نے جب انسانوں کے روح اور بت کھڑے کئے ہوں گے تو بت ہی

ایاز نے اسے پکڑ کر ادھر اٹھایا اور ان تینوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے پوچھا۔

ان تینوں کو کیا ہوا۔

میں نے ان تینوں کی ٹانگیں اپنی ٹیکسی سے کچل دی ہیں اڑے ہیں کچھ ٹیکیاں آجائیں تو انہیں تین مختلف ہسپتالوں میں پہنچانا ہوں اور وہاں رپورٹ لکھوا دیں گے کہ ایک ایکسپٹنٹ میں ان کی ٹانگیں کچلی گئیں ہیں میں نے ان تینوں پر واضح کر دیا ہے کہ اگر کسی نے بھی ہمارے خلاف وہاں زبان کھولی تو جان سے مار دوں گا۔ میں نے انہیں سزا دے کر ثابت کر دیا ہے کہ ٹیکسی ڈرائیور بے عزت نہیں ہوتے لوگوں کی مائیں بہنیں ہماری مائیں بہنیں ہیں اور وہی کی عزت ہماری عزت ہے اور ہر شہری ہمارا بھائی ہے ہم یہ محاشوں کے ساتھ بد معاش اور شریفوں کے ساتھ مشریف ہیں۔

شوکت نے اپنی پیشانی پر ہاتھ مارتے ہوئے کہا

میں کتنا بے وقوف ہوں تمہیں باتوں میں الجھایا اس بے عزت رمضان نے بدلو کو چاقو مار کر بری طرح زخمی کر دیا ہے ناظم اور منو اسے ٹانگے میں بٹھا کر ہسپتال لے گئے ہیں بتم فوراً اس کے پاس پہنچو ان تینوں کا اب میں بندوبست کروں گا۔

ایاز بدحواس ہو گیا فوراً وہ گاڑی میں بیٹھا انجن سٹارٹ کیا

اور پھر اس کی ٹیکسی بڑی تیزی سے ہسپتال کی طرف بھاگ رہی تھی۔
ناظم اور منو بدر کو لے کر ہسپتال کی سیڑھیاں چڑھ رہے تھے کہ
ایاز بھی وہاں پہنچ گیا

اکاڑی کھڑی کر کے وہ بھاگا

ہر اس سیڑھیاں چڑھا۔ در بدر کو اپنے ساتھ لپٹا کر اسے سہارا دیا۔
بدر اسے دیکھ کر زبردستی مسکرا دی حالانکہ وہ سخت اذیت اور تکلیف میں مبتلا تھی ایاز نے جب اس کی پیٹی ہوئی ڈانگری ہٹا کر اس کا زخم دیکھا
تو وہ بچھسا گیا پھر اس نے بدر کو چھوڑ دیا سقوڑا سا جھک گیا اور دونوں
ہاتھوں سے اپنے دل کو ختم لیا بدر کے دیکھنے ہی دیکھتے ایاز کا بدن کانپا
وہ بچکا کر سیڑھوں پر گر گیا اور لڑھکتا ہوا نیچے چلا گیا۔

بدر اپنے زخم کی پردہ کئے بغیر ناظم اور منو سے اپنا آپ چھڑا کر
ایاز کی طرف بھاگی۔ ایاز کے پاس آکر وہ نڈھال سی سہگمی وہیں وہ
بیٹھ گئی اور اپنے خون آلود ہاتھوں سے ایاز کا سر اٹھا کر اپنی گود
میں رکھتے ہوئے روتی ہوئی آواز میں اسے پکارا

جان!

ایاز بچا رہا کہاں یوں وہ توبوں بڑا تھا جسے ختم مہر چکا ہو بین کرتی

آواز میں بدر نے پھر اسے پکارا

جان!

پر کون جواب دیتا

بدر کے برداشت کے بندھ ٹوٹ گئے وہ پھٹ پڑی اور بچاری
نذر زور سے دوتی ہوئی بولی

جان! خدا کے لئے میری طرف دیکھئے مجھ سے بات کیجئے۔ مجرم
میں ہوں، گنہگار میں ہوں آپ کو کُن گناہوں کی سزا مل رہی ہے۔ اچھے
اور مجھے اتنا ماریئے کہ میری ہڈیاں تڑخ اٹھیں میں نے آپ کو بہت
دکھ دیا ہے۔

ایاز کی طرف سے کوئی جواب نہ آیا کہ بدر نے اس کا چہرہ اوپر
اٹھایا اور اس کے گال اپنے گالوں سے لگاتے ہوئے زور زور سے
رد نے لگی۔ پھر خبر نہیں اسے کیا ہوا اور وہ غش کھا کہ ایاز کے اوپر
گرہ لگئی۔ ہسپتال کا سٹاف بھی میٹرھیوں کے پاس آکر جمع ہو گیا تھا۔
ان میں ڈاکٹر تھے، نرسیں اور والد ڈبلوائے بھی تھے۔ ان میں سحر بھی تھی
وہ ایاز اور بدر کو پہچان چکی تھی اور ایک ستون کا سپارہ رائے
رذر رہی ہے میٹرھیوں پر کھڑے ناظم اور منو اس طرح دھاڑیں مار
مار کر در رہے تھے جیسے ان کے ماں باپ در گئے ہوں اور وہ بچا رہے
بینم ہر گئے ہوں۔

سٹاف کے کچھ آدمی اندر سے اسٹریچر اٹھا لائے اور ایاز اور
بدر کو ان پر ڈال کر اندر لے گئے۔ خدا کی پی پی پی دھوپ

بڑھتی جا رہی تھی رتیز ہوا چل رہی تھی سانسے سفیدے کے
خون سے پیسے پیسے پتے ٹوٹ کر ہوا میں بہراتے ہوئے زمین پر
پسے سے پڑے ہوئے خنک، سوکھے اور مردہ پتوں کے اندر دم
رڑ رہے تھے

ہوا کے تیز جھونکے درختوں سے ٹکرائے کہ کچھ اس قسم
کی پرسوز آوازیں پیدا کر رہے تھے جیسے گھائل اور مجرد کرینے
والی آوازیں میں لگنا رہے ہوں۔

ہوئے ہم جو لٹ کے رسوا ہوئے کیوں نہ غرق دریا
نہ کبھی جنازہ اٹھتا نہ کہیں سزا رہتا

بلانے لاء علمی کا اظہار کیا

ان ایازہ !

لیا تم اسے نہیں جانتی ہو

ایسا بالکل نہیں

در غمگین ہو گئی اور چہرہ پیدا ہو کر رہ گیا

زس نے بڑی ہمدردی سے کہا

برنے جواب سے یقیناً آپ کو تکلیف ہوئی ہے حقیقت ہے کہ میں کسی ایانہ

میں نے متعلق نہیں جانتی۔ کیا وہ آپ کے کوئی عزیز ہیں اور آپ ان کی

بریت معلوم کرنا چاہتی ہیں۔

در کی آنکھوں میں آنسو تیر گئے تھے،

میرے شوہر بھی اور میرے ساتھ اسی ہسپتال میں داخل ہوئے

لہے یا بخ روز ہر چکے ہیں اور مجھے ان کے متعلق کچھ بھی نہیں بتایا گیا

اگر یہی حالت رہی تو میں مری جاؤں گی ان کے متعلق کچھ جانے بغیر

یہاں میرا دم گھٹ رہا ہے۔

زس نے اس کی ہمت بندھائی

یہ ان کے متعلق معلوم کر کے آپ کو بتاؤں گی

ہارنے یا بڑھسی سے کہا

بلی ودرزسوں نے بھی یہی وعدہ کیا تھا لیکن کچھ بتانا تو کجا وہ اس

بدر کو ہسپتال میں پانچ روزہ ہو گئے تھے اس کا اپریشن ہوا تھا

اور زخم کو ٹانھے لگا دیے گئے تھے، رو دین وہ ڈی آئی بسٹ

بہرہ ہی بھٹی اس کے بعد خطرے سے باہر قرار دے دی گئی موت کی

کشکش سے ددرا ب دہ اپنے آپ میں جان محسوس کرتی تھی تاہم

وہ بے حد لاغر ہو چکی تھی۔ بلیڈنگ جو زیادہ ہو گئی تھی۔

وہ اپنے بیس نمبر بیٹے پر اداس اور افسردہ افسردہ سی لپٹی

سہو کی تھی کہ ایک نرس اسے انجکشن دینے لگی بدرجہ اپنا بایاں بازو

اس کی طرف بڑھا دیا نرس نے انجکشن دیا اور جب وہ اس لگا

باز دسہلا رہی تھی بد نے اس سے پوچھا

نہیں! ایاز کیسا ہے۔

زیر بارہ بیتاب نہ سو اتنی محبت بھی کیا ہوئی وہ بالکل ٹھیک ہے اور آج
ہی اسے ہسپتال سے فارغ کیا گیا ہے

پھر میرے پاس کیوں نہیں آئے وہ؟
سحر نے سوچتے ہوئے کہا

ہاں اسے آنا تو چاہیے تھا سفوڑی دیر اور دیکھ لو اگر نہ آیا تو یہی
خود اس کا پتہ کراؤں گی

بدر نے مشکوک ہجے میں پوچھا

وہ ٹھیک بھی ہیں یا یوں ہی مجھے مطمئن کر رہی ہو۔

میں تم سے جھوٹا نہیں کہہ رہی اسے دل کا سخت دورہ پڑا تھا جو جان
بہرا بھی ہو سکتا تھا، شاید تمہاری دعاؤں نے کام کیا ہے اور وہ بچ
گیا ہے۔ در نہ ڈاکٹر تو اس سے یوں سو گئے تھے تم نے خواہ مخواہ

جی اسے دل کا مریض بنا دیا ہے اب خیال رکھنا اس کا
بدر نے بڑے دکھ سے کہا

ہاں یہ سب میری وجہ سے ہی ہوا ہے ایک بار میں تندرست ہو جاؤں
پھر میں اس بیماری کو ان کے نزدیک بھی نہ آنے دوں گی

اتنا بھروسہ ہے اپنے آپ پر

بالکل

سحر کھڑی ہو گئی

دلدڑ میں لوٹ کر ہی نہیں آئیں۔ وہ دونوں آج کل چھٹی پر ہیں
سحر کہاں ہے؟

آپ کی بیڈنگ بہت زیادہ ہو گئی تھی اگر آپ کو خون نہ دیا جاتا
تو آپ کا بچنا محال تھا اور آپ کے لئے خون سحر نے ہی دیا تھا
اس نے آپ کو نئی زندگی بخشی ہے، اسے تین روزہ آرام کرنے
کو کہا گیا تھا آج اس کی ٹائٹ ڈیوٹی ہے، ہسپتال والے تو اسے
اور چھٹی دیتے تھے لیکن اس نے خود ہی اپنی ڈیوٹی لگالی ہے،
بدر نے آنکھیں بند کر لیں اور کسی گہری سوچ میں ڈوب گئی

نرس بھی وہاں سے ہٹ کر ڈیوٹی روم کی طرف چلی گئی۔

پھر سو گئی تھی شاید اس انجکشن کا اثر تھا کافی دیر تک وہ سوئی رہی
جیسے جاگی نہ شام ہو چکی تھی اور اس کے قریب ہی کہہ سہا پیر سحر بیٹھی
ہوئی تھی اس کے چہرے پر معصومیت اور پاکیزگی تھی، بدر نے جب
آنکھیں کھولیں تو سحر نے اس کا ہاتھ اپنے دونوں ہاتھوں میں لے کر
سہلانے ہوئے پوچھا۔

کیسی ہوا ہے؟

بدر نے روتی ہوئی آواز میں الٹا اس سے پوچھ لیا
ایسا کیسا ہے؟ مجھے اس کے متعلق کچھ نہیں بتایا گیا، میں سخت پریشان ہوں
سحر اسکا رویہ۔

میں وارڈ کا تھوڑا سا کام پنٹالوں پھرنہا سے پاس آ کر بیٹھتی ہوں
 بدر نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا
 بیٹھو میری بات سنو!
 سحر پھر بیٹھ گئی

کہو؟

میرے لئے خون تم نے دیا تھا
 یہ بھی سمجھ لو

بدر نے غصہ سے اس کی طرف دیکھا
 تم چاہتی تھی مجھے ختم بھی کر سکتی تھی میں تمہاری رقیب جو ہوں
 سحر سکرا دی اور پیار سے بدر کا گال تھپتھپایا
 پاگل پن کی باتیں نہ کرو یہ میرے مقدس پیشے کے منافی ہے
 تم نے مجھے نئی زندگی بخشی ہے
 یہ میرا فرض تھا۔

سحر اٹھ کر چلی گئی اور بدر اسے منوریت سے دیکھتی رہ گئی۔ کوڑ
 ز بادہ دیر نہ گزری تھی کہ ایاز وارڈ میں داخل ہوا وہ دوڑتی بڑا
 ٹوکریاں اٹھائے ہوئے تھا۔ جو سامان سے بھری ہوئی تھیں۔
 دیکھتے ہی بدر کے ہنسنے پر مسکراہٹ کھین گئی وہ بڑا ہنساں بشتا
 تھا تاہم پہلے سے کافی کمزور دکھائی دے رہا تھا بدر کی بیڈ کے پا

آ کر اس نے دونوں ڈکھیاں فرس پیہ رکھ دیں پٹنگ کے پاس پڑے
 ہوئے سوٹل پر بیٹھتے ہوئے اس نے بدر کے دونوں ہاتھ اپنے
 ہاتھوں میں لیتے ہوئے بڑے پیار سے پوچھا
 کیا حال ہے اب؟

ایاز کی تندرست دیکھ کر بدر خوشی سے بھولی نہ سما رہی تھی اس کی
 آنکھوں میں آنسو آگئے تھے ایاز کے دونوں ہاتھ بادی بادی چومتے
 ہوئے اس نے گھیر آواز میں کہا۔

آپ کو اپنے سنے دیکھ کر اب میں دنوں کی بجائے گھنٹوں میں ٹیک
 ہو جاؤں گی۔ آپ ہسپتال سے کب فارغ ہوئے
 آج ہی

پھر سیدھے میرے پاس کیوں نہیں آئے تھے دوپٹے کے انداز میں بد
 نے پوچھا آیا تھا تم سوری تھی اس لئے میں تمہارے لئے کچھ خریدنے
 کے لئے بازار چلا گیا۔

کیا لائے ہیں

تمہارے لئے رز سیلنگ سوٹ اور کچھ دوسرے کپڑے لایا ہوں
 گھر سے یا بازار سے لئے ہیں

بازار سے نئے خرید کر لایا ہوں

کیا ضرورت تھی گھر پر اتنے سوٹ پڑے ہوئے ہیں؟ بدر نے بڑی

ایک پتیلی جس میں بادام، پستہ اور اخروٹ کی گریہاں بھری ہوئی تھیں
صاحب مع صاحبان دانی، تیل، اشیہ، کلکھی، دالین، کیم اور اس
قسم کی بے شمار چیزیں تھیں۔ بدر ہلکا سا قہقہہ مار کر ہنس دی

آپ نے تو میز کو جنرل سٹور بنا دیا ہے جان!
فرش پر رکھا ہوا لٹن کیرئیر اٹھا کر ایاز نے میز پر رکھتے ہوئے کہا
کچھ کھاؤ گی نواٹھو گی نا

بدر نے پھر ایاز کے ہاتھ تھام بیٹے
آپ تندہست ہو کر میرے سلسے میں تو یہی سمجھیں کہ میں بھی اب
ٹھیک ہوں۔

ایاز نے ایک پیکیٹ کھولا اور بڑے خوبصورت کلر کا ایک
سیلینگ سوٹ نکال کر بدر کی چھاتی پر رکھتے ہوئے کہا،
جلدی جلدی بہ بہن لو پھر کھانا کھائیں گے مجھے بھوک لگی ہوئی ہے
اب اتنا دوسرا ٹیگمیری کر بہت ٹیکسیاں صاف کیں تم نے اب
مشکلات کا دور ختم ہو چکا ہے
بدر نے معذوری ظاہر کی

میں اکیسی لباس تبدیل نہ کر سکوں گی سحر آئے تو پھر بہن لیتی ہوں
ایاز کھڑا ہو گیا

چلو میں تمہاری مدد کرتا ہوں
بدر نے اسے تیز لنگاہوں سے دیکھا

چاہت آمیز ڈانٹ میں کہا
تندہست ہو لو پھر گھر جا کر کچھ سی کرتے رہنا
بدر اداس ہو گئی

جان! میں گھر میں آپ کے ساتھ کیسے رہ سکوں گی محلے والے پھر
شور مچائیں گے اور آپ سے جھگڑا کریں گے۔

تم غمگین کیوں ہوتی ہو میں کل ہی اپنا مکان کر لے ہر پڑھادوں گا
اور اتنے ہی کرارے کا کوئی اچھا سا مکان ہم کسی اور محلے میں لے لیں
گئے۔

بدر خوش ہو گئی

ہاں یہ ٹھیک ہے جان؟

ایاز ڈر کر یوں سے سامان نکال نکال کر میز کے خانوں میں جانے
لگا بدر مسکرا مسکرا کر اس کی لورت دیکھ رہی تھی۔

کیا کیا خرید لائے ہیں جان!

میز کے خانوں میں قرینے سے چیزیں جاتے ہوئے ایاز نے کہا

دیکھ لو کیا کیا لے آیا ہوں

بدر اسی طرح مسکراتے ہوئے ساری چیزیں دیکھنے لگی۔ تین چار
قسم کا فروٹ تھلا، ڈبل درٹی، ایک پاؤنڈ مکھن کا پیکیٹ، چینی کا ایک
لفافہ، گرم گرم دودھ سے بھری ہوئی بڑی سی ایک حقیر مس بھلا شکر

ایاز نے گہری مسکراہٹ میں کہا

میری طرف تو ریں غصے میں دیکھ رہی ہو جیسے رکھتی گائے کسی

اجنبی کی طرف دیکھتی ہے

بد تہمتہ لگا کر ہنس دی

زباں وہ ہی شہر بہ ہو گئے ہیں آپ

چلو اٹھ کپڑے بدلونا پھر

کہا تو ہے سحر کو آنے دیں پھر بدل لوں گی اتنی دیر تک کھانا کھا

لیتے ہیں۔

اول ہوں جب تک تم لباس نہیں بدلوں گی میں کھانا نہیں کھاؤں گا۔ سحر

کی یہاں مدد کی کیا ضرورت ہے اگر تم اس حالت میں ہسپتال کی بجائے

گھر پر سو رہی تو پھر کرن تمہارا لباس تبدیل کرانے میں مدد دیتا ظاہر

ہے میں ہی

بر بار مان گئی۔

اگر آپ کی اس میں غرضی ہے تو میں بدل لیتی ہوں آپ پہلے مجھے ذرا اوپر کھینچئے

ایاز نے بدر کو دونوں شانوں سے بکرا کر اوپر کھینچا۔ بس

بال، اب میرے اوپر چادر ڈال دیں

ایاز نے سفید چادر بدر کے اوپر ڈالتے ہوئے شرارت آمیز مسکراہٹ میں کہا

چادر اوپر لے کر وہ تماشا تر نہیں کرنے لگی جس طرح سڑکوں کے

کنا رے قسمت کا حال بتانے والے ایک آدمی کو لٹا کر اس کے اوپر

چادر ڈالتے ہیں اور پھر اس کی چھاتی پر تعویذ رکھ کر پرجھتے ہیں، میں کون؟

عامل

تو کون؟

معمول!

جو پوچھے گا

بتلائے گا

بدر نے زوردار ایک قہقہہ لگایا پھر بڑی مشکل سے اپنی ہنسی ضبط کرنے ہوئے کہا

ماروں گی ایاز!

ایاز اس کے چہرے کے قریب اپنا سر جھکا دیا

لو مارو

بدر نے اپنا سر اوپر اٹھایا اور ایاز کے گال کا بوسہ لیتے ہوئے بڑے پیار سے کہا

اب بیٹھ جاؤ جان میں کپڑے بدل لوں

ایاز سٹول پر بیٹھ گیا اور بدر چادر اوپر لے کر لباس تبدیل کرنے

لگی تھوڑی دیر تک وہ چادر کے اندر ماتھ پادوں بلاتی رہی پھر اس

نے چادر ہٹا دی وہ نیا سیلینگ سوٹ پہن چکی تھی اور بے حد خوبصورت

دکھائی دے رہی تھی۔

ایاز اسے دیکھ کر مسکرا رہا تھا

اب مزہ آیا نا، اب بدر دکھائی دے رہی ہو ساتھ ہی اس نے بدر

تیسے ڈانگری لے کر ایک طرف پھینک دی۔

دفع کر اسے اب!

بدر نے چلا کر کہا

اس میں پیسے ہیں جان!

ایاز نے اٹھ کر ٹانگی اٹھائی اور اس کی ایک جیب سے نوٹ نکالنے

کے بعد وہ پھر سٹوں پر بیٹھ گیا اور بدر سے پوچھا

کتنے ہیں؟

گن ہیں

ایاز نوٹ گننے لگا

پانچ سو پچپن روپے ہیں

ہاں اتنے ہی ہیں

کہاں سے لئے اتنے روپے

جدا آپ خرچ اور کپڑوں کے لئے مجھے دیتے تھے میں جمع کرتی رہتی تھی

ایاز نے بدر کا ناک پکڑ کر دائیں بائیں آہستہ آہستہ ہلایا

کجڑی مکی جوس ساتھ ہی نوٹ اس نے بدر کی گود میں دکھ دیئے

لو سنبھال لو۔

بدر نے نوٹ اٹھا کر ایاز کی جیب میں ڈال دیئے

اپنے پاس ہی رکھیں جان! میں نے اب کیا کرنے ہیں

ایاز کھڑا ہو گیا

میں آتا ہوں تھوڑی دیر تک

بدر بیتاب ہو گئی

کہاں جا رہے ہیں!

ایاز ڈبوئی روم کی طرف بڑھ گیا

گھبرا کیوں گئی ہر ابھی آتا ہوں

ایاز ڈبوئی روم میں گیا اور وہاں لوہے چلنی کی ایک چلیچی اور

اور بڑا سا ایک جگ پانی سے بھر لایا۔ چلیچی اس نے بدر کی پیڈ کے

پاس فرش پر رکھتے ہوئے کہا

ہاتھ منہ دھو لو

بدر نے اس سے پانی کا جگ لینا چاہا

میں خود دھو لیتی ہوں جان!

ایاز نے صابن دانی اٹھا کر اس کی طرف بڑھا دی

میں خود دھلاؤں گا

بدر نے بڑی ممنونیت سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا

کیوں گنگنا کر کرتے ہو جان! آپ میرے شوہر ہیں میرا کام ہے اس طرح

آپ کی خدمت کر دوں۔

ایاز نے اسے لاجواب کر دیا

میں نے پہلے بھی نہیں کہا تھا کہ تم میری بیوی ہو ملازمہ نہیں بیوی پر شوہر

کے اگر حقوق ہوتے ہیں تو بیوی کے بھی شوہر پر ویسے ہی حقوق عائد

ہوتے ہیں مرد کوئی آسمان سے تو نہ اترتا تھا اور عورت زمین سے نہ بھوٹی

اور جو مجھے اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز ہے
ابا نے اسے تیز لگا ہوں سے دیکھا
کون ہے وہ خوش نصیب

بدر کے ہڑٹوں پر آنسوؤں میں بھیگی مسکراہٹ کیل گئی اس نے ہاتھ
بڑھا کر ابا کا کان پکڑ لیا اور ہلاتے ہوئے بڑے پیار سے کہا
آپ

ابا نے اپنا کان چھڑاتے ہوئے پوچھا

میری عزیز موجودگی میں تمہارے پاس کوئی آتا رہا ہے

ناظم اور منوہر روز بچا رہے ماں سے لڑھے میرے پاس آتے رہے
پہلی میری حالت دیکھ کر بہت روتے تھے بچا رہے وہ دفعہ شوکت
بھی ہو کر گیا ہے وہ کہہ رہا تھا کہ اس نے ان تینوں کی ٹانگیں توڑ دی
حق میں اور اب ہسپتال والوں نے ان تینوں کی ٹانگوں کو بیکار قرار
دے کر کاٹ دیا ہے

ماں اس نے ٹھیک کیا ہے وہ اب میرا بہترین دوست بن چکا ہے اور
تمہیں اپنی بہن سمجھتا ہے، رضوان، جمیل اور ان کے ملازم تینوں ہی کی
ٹانگیں ہسپتال والوں نے کاٹ دی ہیں اور اس طرح انہیں اپنے گناہوں کی
سزا اس دنیا میں ہی مل گئی ہے

بدر نے سکون کا سانس لیا

یہ بھی اچھا ہو گیا ہے جان!
مجھے تم سے ایک اجازت بھی دینی ہے

تھی کہ اسے گھاس پھوس کی طرح یہ آسمانی فرشتہ اپنے پاؤں تلے روند دیتا
پھر سے دونوں ایک ہی گاڑی کے مسافر ہیں اور یکساں حقوق رکھتے
ہیں شہر پر مسیت آئے تو میری اس کی خدمت کرے اور میری کسی
تکلیف میں مبتلا ہو جائے تو شہر ہر بھی اسی طرح اپنی میری کی خدمت کرے
بدر ابدیدہ ہو گئی

آپ جیسا شہر اس در در میں مشکل سے ہی کسی لڑکی کو نصیب ہوا ہو گا
ابا نے صابن اٹھا کر اسے تھما دیا۔

تم جیسی اچھی، غصہ اور خوبصورت میری بھی بہت کم مردوں کو نصیب ہوئی
ہو گی

بدر کچھ کہنا چاہتی تھی مگر ابا نے پانی ڈالنے لگا تھا لہذا وہ خاموش
رہی اور ہاتھ منہ دھونے لگی بدر جب تویٹ سے ہاتھ منہ پر پھنسنے لگی
تو ابا نے میز اٹھا کر بیڈ کے ساتھ رکھا جگ اور چلی اٹھا کہ ایک طرف
رکھ دیئے اور پھر سٹول پر بیٹھ گیا بدر نے جب تویٹ ایک طرف رکھا
ابا نے بڑا سنجیدگی سے کہا اگر تم کہو تو تمہارے ابو اور اُمی کو تنہا سے نہ جی
ہونے کی اطلاع کر دوں۔

بدر یکدم ہی بچھ گئی اور اس کی آنکھوں میں آنسو تیر گئے کپکپاتی ہوئی
آواز میں اس نے کہا۔

ماں، باپ، بہن بھائیوں اور دیگر سب رشتہ داروں کے لئے میں مرجی ہوئی
اس دنیا میں اب ایک ہی ہستی ہے جسے میں اپنا کہہ کر پکار سکتی ہوں

کیا؟

اگر نہیں اعتراض نہ ہو تو میں اڈے پر ناظم اور متعدد دنوں بھائیوں کو چائے کا ایک کین کھول دوں تاکہ وہ دونوں بھائی اپنی روزی کما کر عزت اور سکون کی زندگی بسر کر سکیں۔

بدر نے خوش ہو کر جواب دیا۔

مجھے کیا اعتراض ہو سکتا ہے جان! میں تو خود آپ سے کہنا چاہتی تھی کہ ان دونوں بھائیوں کی کوئی مدد کریں۔

ایاز نے ٹفن کیرئیر کے ڈبے کھول کر میز پر چارے چار ڈبے تھے ایک میں ردیاں دوسرے میں مرغی کا سانی تیسرے میں آکر گشت اور چوتھے میں چاول اور ساتھی ڈوچھے تھے ایاز نے ایک چمچ سمجھاتے ہوئے کہا آج میں نہیں کھانا کھاتا ہوں۔

بدر آگے سرک آئی

میں خود کھا سکتی ہوں جان! اس نے ایک چمچ اٹھا کر مرغی کا شوربہ لے کر چادلوں میں طایا اور پھر چمچ بھر کر ایاز کے منہ میں ڈال دی ایاز ہنس دیا اسی لمحہ بدر نے مرغی کی ایک ران اٹھا کر ایاز کے منہ میں ڈال دی۔

جلدی جلدی کھائیے

ایاز نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا

نور ہستی رخصت ہوا۔

روزوں ہنس ہنس کر کھانا کھاتے لگے

بدر بالکل ٹھیک ہو چکی تھی اور آج اسے ہسپتال سے ناسع کر دیا گیا تھا مگر بھی ایک وہ اپنے بید پر سیلنگ سوٹ میں ہی بیٹھی ایاز کا انتظار کر رہی تھی تین چمچ چکے تھے بدر لمحہ بہ لمحہ پریشان ہوتے جا رہی تھی اور طرح طرح کے دوسرے اسکے شور میں جہم لینے لگے ایوس سی ہو کر وہ اٹھی اور ڈیوٹی روم میں آکر ٹیکسی سٹینڈ پر فون کر کے اسے ایاز کا پراچھا تو وہاں سے پتہ چلا کہ وہ وہاں تھوڑی دیر کے لئے آیا تھا پھر واپس چلا گیا ہے بدر بچا دی پتہ مردہ سی ہو کر پھر بیڈ پر آکر بیٹھ گئی وارڈ میں سحر دوری مریض عورتوں کو دوائیاں دے رہی تھی ڈیوٹی روم سے فون کر کے نکلے اسے دس منٹ ہی گزرتے ہوئے کہ ایاز وارڈ میں داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں دو بندل تھے۔ وہ بدر کے سامنے آکر بیٹھ گیا۔ بدر نے منہ بورتے ہوئے کہا اتنی دیر سے آئے ہیں جان! آپ کو پتہ بھی تھا مجھے آج بے جا نا ہے پھر بھی اتنی دیر کر دی آپ رتے میں یہاں بیٹھی جس سے آپ کا انتظار کر رہی ہوں دیکھئے چار بچ چکے ہیں ایاز نے گھڑی دیکھی

وائی دیر تو ہو گئی ہے پر جان! پیسے نے گھر کی صفائی کوئی پھر اپنا ساہرا سامان وہاں شنفٹ کیا ہے اور پھر آج ناظم اور منور نے بھی بلایا تھا انہوں نے آج اپنے چائے کے کمال پر کام شروع کر دیا ہے جو میں نے انہیں کھول کر دیلے اور پھر

ظہیر اور شانہ یہ کئی دنوں سے جھے تلخاش کہ رہے تھے آج گھر پر انہوں نے بھی پکڑ
لیا میں نے انہیں تنہا رہے پورے حالات بتا دیے ہیں وہ دونوں میان پوری بھی میرے
ساتھ سامان شفٹ کرنے میں لگے رہے آج ہم دونوں کا کھانا بھی ان کے ہاں
ہے ناظم اور منیج بھی ہم دونوں کی دعوت کرنے کو کہہ رہے تھے مگر میں نے انہیں
منع کر دیے پچارے غریب ہیں خواہ مخواہ ہی ادھار چھ جائیگا ان پر
مدد کی بودیت جاتی رہی تھی

اچھا کیا جان آپ نے خوار و خواہ ان بچا دل کا خیر بھرتا آپ نے ظہیر اور
شانہ کو بھی ٹال دیا ہوتا۔
بہت کشمکش کی تھی جان! لیکن نہیں ملنے کہتے تھے ضرور دعوت ہوگی ان دونوں
نے ہم سے بھی پارٹی مانگی ہے۔
کیسی پارٹی!

کہتے تھے چوری چوری تم نے شادی کر لی تھی اور یہیں اطلاع ہی نہ دی تھی
چلو دیں دیں گے مکان آپ نے کس جگہ لیا ہے
مزنگ میں ملا ہے۔
کتنا بڑا ہے۔

دو بیڈ روم، ایک ڈرائنگ روم، کچن اور سنگ روم ہے بانی، گیس اور بجلی بھی ہے
بہت اچھلے اور اپنا مکان؟
انٹے کو لے پڑھی چڑھا دیا ہے جتنے کو لے کر پر ہمیں ملا ہے
بداد اس ہوگئی

ایاز نے اس کا شانہ بلایا۔

کیوں کیا ہوا؟

بدر نے دکھ سے کہا

کتنی بد قسمتی ہے میری کہیں اپنے مکان میں بھی نہیں رہ سکتی

ایاز نے اس کا گال پیچھا کر تسلی دی

چھوڑاں سوچوں کو اٹھو لباس تبدیل کر لو اور چلیں۔

میرے کپڑے لائے ہیں آپ۔

ایاز نے دونوں پکیٹ اس کی گود میں رکھ دیئے

یہ لو

بدر نے دونوں پکیٹ کھولے ایک میں ماٹا ملر کا قیمتی سوٹ تھا اور دوسرے میں بیسٹ

ڈیزائن کا اونچی اور موٹی ایڑھی کا جوتا۔ بدر نے پھر ایاز کو گھورا

دونوں چیزیں کسی خرید کر لائے ہیں نا؟

ہاں۔

کی ضرورت تھی جان ان کی ایسے ہی فضول خرچی کرتے ہیں پے ہی میرے پاس ان گنت

سوٹ اور جوتے پڑے ہوئے ہیں بس یہ میری خواہش اور خوشی تھی جاڑ ڈیوٹی روم

میں جا کر لباس تبدیل کر آؤ

بدر اٹھ کر ڈیوٹی روم کی طرف چل دی، ایاز نے جیب سے سگریٹ کا بیگٹ

نکال کر سگریٹ سلگایا اور ایک لمبا کش لگا کر دھواں فضا میں چھوڑا اسی

لمحہ بدر تیر کی سی تیزی سے واپس مڑی اور ایاز کے منہ سے سگریٹ نکال کر

دور پھینک دیا اور غصے میں کہا

میں نے آپ سے کہا نہیں تھا کہ سگریٹ نہیں پیئیں گے آپ

ایاز نے دونوں ہاتھ جوڑ دیئے

نہیں پیئوں گا جناب!

بدرا اپنی ہنسی ضبط کر رہی تھی اس نے ایاز کے ہاتھ اپنے ہاتھوں میں تھام کر بڑے

پیار سے کہا وعدہ کیجئے جان! آئندہ آپ سگریٹ نہیں پیئیں گے۔

ایاز نے کانوں کو ہاتھ لگائے۔

توبہ میری اور میرے ابا حضور کی بھی آئندہ میں سگریٹ پیوں تو گدڑی نالی کا

پانی پیوں اس نے جب سے سگریٹ کا پیکیٹ نکال کر بھی پھینک دیا

بدرا مڑھی اور سکرانی ہوئی ڈیوٹی روم کی طرف چلی گئی تھوڑی ہی دیر بعد وہ اباس

تبدیل کر کے واپس آگئی ایاز اسے دیکھا ہی رہ گیا۔ بچہ خوبصورت نک رہی تھی وہ بالکل

ہون چیتے کوئی حسین کلی شبنم میں نہا کر دھوپ کی سنہری کرنوں میں آبیٹی ہو بدرا نے

سکراتے ہوئے پوچھا کیوں گھور رہے ہیں مجھے!

ایاز چونک پڑا

میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ مجھے ایسی خوبصورت بیوی مل جائے گی

بدرا ہنسی دی۔

چلوں تو لگتی ناداب و دنت خائف نہ کیجئے ڈیوٹی روم میں سحر آپ کو بلا رہی

ہے جائیے سن آئیے کیا کہنی ہے پھر گھر چلیں۔

ایاز اٹھ کر ڈیوٹی روم میں داخل ہوا اندر کمرے کے وسط میں سحر کھڑی

تھی اداس اداس اور چنار کے درخت کی طرح خاموش ایاز نے سکوت توڑا

سحر! مجھے بلایا تم نے؟

سحر آگے بڑھی اور ایاز کے قدموں پر گر گئی

مجھے معاف کر دو ایاز میں نے تم سے پوچھے اور مشورہ کئے بغیر شادی کر لی تھی

ایاز نے اسے پکڑ کر اوپر اٹھایا اور دکھ سے کہا

جو ہونا تھا ہو چکا اب بچھٹانے سے کیا حاصل۔

میں تم سے دُور اور علیحدہ رہ کر زندہ نہ رہ سکوں گی۔

اب تو تمہیں ایسا کرنا ہی ہوگا

میں اپنے شوہر سے طلاق لے لیتی ہوں

میں تمہیں اس کی اجازت نہیں دوں گا

سحر کی نظر نہ پڑی تھی لیکن ایاز نے دیکھ لیا تھا کہ بدرا بھی ڈیوٹی روم

کے باہر اکھڑی ہوئی تھی اور ان کی باتیں سننے لگی تھی سحر بھر بولی

کیا تم مجھ سے نفرت کرنے لگے ہو ایاز!

نہیں مجھے تم سے ہمدردی ہے۔

مجھے جب یہ پتہ چلا کہ تم نے بدرا سے شادی کر لی ہے مجھ پر جنون طاری

ہو گیا تھا کیونکہ مجھے تم سے بے پناہ محبت تھی اور میں تمہیں اپنی عزیز ترین ہستی

سمجھتی تھی بس اسی جنون کے بوجھ سے میں نے شادی کر لی اور یہ میری زندگی

کی سب سے بڑی غلطی تھی

میں تمہاری غلط فہمی دور کرنے کے لئے کئی بار تمہارے پاس آیا ہوا تھا یہ کہ

سفارش بنا کر تمہارا سہ پاس لایا مگر تم نے میری بات تک نہ سنی میں تمہیں بتانا چاہتا تھا کہ کن حالات میں بدر سے میں نے شادی کا ہے میں تمہیں بھی اپنے پاس رکھنا چاہتا تھا مگر تم نے مجھے دھتکار دیا
سحر مڑ پڑی۔

میری وہ غلطی معاف کر دو ایاز! میں پھر تمہارا سہ پاس آنے کو تیار ہوں اسی میں میری زندگی کی خوشی اور سکون پنہاں ہے
ایاز کا سر جھک گیا

اب یہ ناکن ہے تمہارا ہمیشہ اوروں سے سہار دی ہے کیا تم اپنے شوہر سے طلاق لے کر ایک ایسے انسان کا دل توڑنا پسند کرو گی جس کا اس معاملے میں کوئی جرم اور قصور نہیں
سحر زبیرہ سسک پڑی

بتاؤ ایاز! میں پھر کیا کروں؟
اپنے شوہر کے ساتھ ہنسی خوشی زندگی بسر کرو
یہ کیسے ہو سکتا ہے

جس طرح آجنگ ہوا ہے
سحر چند تانیوں تک خاموش رہی پھر درمال سے اپنے آنسو پرچھتے ہوئے کہا
کیا تمہیں مجھ سے نفرت ہو گئی ہے
میں نے تمہیں کہا ہے تاکہ مجھے تم سے سہار دی ہے
کیا تمہیں بدر سے محبت ہے؟

ہاں مجھے اس سے بے پناہ محبت ہے
کیا اس سے بھی زیادہ جتنی تمہیں مجھ سے تھی۔
ہاں اس سے بھی دس گنا زیادہ، اب مجھے اجازت دو میں جاتا ہوں بدر باہر میرا انتظار کر رہا ہے۔

سحر نے روتے ہوئے کہا
جلو ہی میٹر میٹروں تک تم دونوں کو چھوڑنے چلتی ہوں۔
ایاز جب ڈیوٹی روم سے باہر نکلا تو اس نے دیکھا کہ دروازے کے پاس ہی بدر کھڑی مردہ رہی تھی اور اپنے دپٹے سے آنسو پرچھ رہی تھی، ایاز نے نگر مذہی سے پوچھا
تم مردہ رہی ہو بدر!

بدر نے بھاگ کر اس کے دونوں ہاتھ تھام لئے
آپ بہت عظیم ہیں جان!

ایاز نے اس کے کان میں سرگوشی کی۔
جان! دنیا کی کوئی بھی طاقت مجھ سے نہیں چھین سکتی۔

بدر کے ہونٹوں پر بڑی دلکش اور پاکیزہ سی آنسوؤں میں بھیگی ہوئی سکراہٹ پھیل گئی تھی اور وہ بڑی مصدقیت اور نیطی نگاہوں سے ایاز کے چہرے کو دیکھتی ہوئی اس کا ہاتھ تھامے اس کے ساتھ ساتھ چلنے لگی
ان دونوں کے پیچھے سحر تھی۔

سیٹر جیوں پر آکر ایاز اور بدر تے سحر کو خدا حافظ کہتے ہوئے الوداعی

ہاتھ ہوا میں لہرائے اور سیرٹھوں کے نیچے کھڑی اپنی ٹیکسی میں بیٹھ گئے۔ سحر
 سیرٹھوں کے اوپر ایک سنون کا سہارا لئے رو رہی تھی جب ان کی ٹیکسی
 ہسپتال کے گیٹ سے نکل کر نکلا ہوں سے اوجھل ہو گئی تو سحر سسکیاں لے لے کر
 رومنے لگی سنون پر اپنا سر ٹکائے ہوئے اس نے بڑے دکھ اور کرب سے کہا
 میرے اللہ تو نے مجھے کس امتحان میں ڈال دیا ہے اس جلتے جہاں میں
 گیلی مکڑی کی طرح سلگنے کے لئے میں اکیلی رہ گئی ہوں اس نے رومال سے
 اپنے آنسو پونچھے واپس مڑ کر سسکتی اور ڈمکاتی ہوئی اپنے وارڈ کی طرف
 چل دی۔

باہر اسی طرح خزاں کی پیلی پیلی دھوپ ماند پڑتی جا رہی تھی ریتز ہوا
 چل رہی تھی اور سیرٹھوں کے سامنے سفیدے کے درختوں سے پیلے پتے
 ٹوٹ کر ہوا میں لہراتے ہوئے پیلے سے زہین پر پڑے ہوئے، انھنک ہو کر
 اور مردہ پنوں کے اندر دم نور رہے تھے۔

آسلم راہی۔ ایم اے
 موضع بچھو وال۔ ڈاکٹر نمونے کمالہ
 تحصیل ڈسٹرکٹ گجرات